

واقعہ کرپلا کا حقیقی پس منظر 72۔ صحیح الاسناد احادیث کی روشنی میں

مک 200 آحادیث اہلسنت کی مستند کتابوں سے ہیں اور اُنکے نمبر ز علمائے حرمین، بیروت اور دارالسلام کی اٹریشنل نمبر گنگ کے عین مطابق ہیں

میرے مسلمان بھائیو! شیطانی وسوسوں کے باوجود آئی موت سے سہلے چہلے صرف ایک مرتبہ اس تحریر کو اول تا آخر لازمی، لازمی پڑھ لیں!

الله يَعْلَم كافرمان إِنَّ الَّذِينَ يَكْثُرُونَ مَا آتَيْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَاهُ لِلثَّائِبِ فِي الْكِتَابِ أَوْ لِكَمْ يَأْلَمُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ الْعَنُونَ ۝ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيْنُوا فَأُولَئِكَ آتُوا بَرَّٰبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَابُ الرَّحِيمُ ۝ [سورة البقرة : 159 اور 160]

ترجمہ: ”بے شک جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی واضح آیات اور اہمائی کی باتوں کو چھپاتے ہیں جبکہ ہم نے تو کتاب میں اُسے لوگوں کیلئے خوب بیان کر دیا، تو انھی لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔ سوائے اُن لوگوں کے جھوٹوں نے تو یہ کری اور اپنی اصلاح بھی کر لی اور اُس (چھپائے ہوئے علم) کو بیان بھی کر دیا، تو میں بھی اُن پر مہربان ہو جاؤں گا اور میں بہت تو یہ قبول کرنے والا اور بہت مہربان ہوں۔“

رسول اللہ ﷺ کا فرمان قالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلَيْهِ ثُمَّ كَتَبَهُ أُجْحِمَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ بِلِجَاءِ مِنْ نَارٍ

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ” جس شخص سے کوئی علم کی بات پوچھی گئی جو اس شخص کو معلوم تھی پھر بھی اُس نے اُس (علم کی بات) کو پچھالا پتا ایسے شخص کو قیامت کے دن (الله تعالیٰ کی طرف سے سزا کے طور پر) آگ کی لگا مڈا لی جائے گی۔ (نعوذ بالله من ذالک) ”

[جامع ترمذى : 2649 ، سُنن أبي داؤد : 3658 ، سُنن ابن ماجه : 261 ، مشكورة المصايب : 223 ، قال الشيخ زبير علیزئى والشيخ الالباني : إسناده صحيح [

سلف کافہم امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ (المُتوفی-261ھ) اپنی شہرہ آفاق کتاب "صحیح مسلم" کو تالیف فرمانے کی حکمت لکھتے ہیں: "(آے شاگرد! جب تم نے مجھ سے اس عظیم کام کی فرمائش کی (یعنی صحیح مسلم کی تالیف) تو میں نے سوچا کہ اگر میں اس کا ارادہ کروں اور یہ کام پاٹھکیل کو بینچ جائے تو اس کا فائدہ سب سے پہلے بطور خاص مجھے ہی حاصل ہوگا، اسکے آساب بہت ہیں مگر انکے ذکر سے (یہ تمہیدی) گفتگو لمبی ہو جائے گی۔ مختصر یہ کہ اس پختہ طریقہ سے تھوڑی مقدار میں روایات کو تحقیق کے ساتھ مرتب کرنا زیادہ آسان اور مفید ہے بجائے بہت زیادہ روایات جمع کرنے کے، **بطور خاص عوام الناس کیلئے** کہ جنہیں احادیث (کے صحیح یا ضعیف ہونے) کی پہچان نہیں ہوتی جب تک کہ انکی راہنمائی کوئی دوسرا نہ کر دے۔ جب ایک صورت حال ہو جو ہم نے بیان کی، تو تھوڑی تعداد میں صحیح احادیث کا جمع کر دینا، زیادہ مقدار میں غیر مترendor روایات کو جمع کرنے سے زیادہ فتح بخش ہوگا۔" [صحیح مسلم : المقدمة]

A منہج نبوی ﷺ پر قائم خلافت را شدہ کی صحیح مدت کتنی تھی؟ اور خلافت را شدہ کے اہل حقیقی خلفاء را شدین ﷺ کون تھے؟

01 صحیح مسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا ابوالموی اشعری رض بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ مغرب ادا کی، پھر ہم نے سوچا کہ یہیں بیٹھیں رہیں تاکہ نمازِ عشاء بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی پڑھ لیں (تو بتھ ہوگا)۔ چنانچہ ہم وہیں بیٹھ رہے ہیں، اسی دورانِ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، آپ ﷺ نے پوچھا: ”تم اُس وقت سے بیٹھیں (بیٹھے) ہو؟“ ہم نے عرض کیا آئے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ (نمازِ) مغرب پڑھی، پھر سوچا کہ یہیں بیٹھ رہتے ہیں تاکہ آپ ﷺ کے ساتھ نمازِ عشاء بھی پڑھ لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے بہت اچھا کام کیا۔“ پھر آپ ﷺ نے سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور کلرا آپ ﷺ اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا کرتے تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”ستارے آسمان کے لئے باعثِ امن ہیں، جب ستارے چلے جائیں گے تو آسمان پر وہ وقت آجائے گا جس کا وعدہ ہے (یعنی فنا)، اور میں اپنے صحابہ رض کیلئے باعثِ امن ہوں، جب میں رخصت ہو گیا تو میرے صحابہ رض پر وہ چیز آئے گی جس کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے (یعنی فتن و مصائب)، اور میرے صحابہ رض میری امت کیلئے باعثِ امن ہیں، جب میرے صحابہ رض رخصت ہو جائیں گے تو میری امت پر وہ چیز آجائے گی جس (فتون و مصائب) کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے۔“ [صحیح مسلم : 6466]

02 **مُسْنِدِ احمد کی حدیث میں ہے:** سیدنا عمان بن شیر رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے راز دار سیدنا حذیفہ رض نے فرمایا: مجھے امراء (حکمرانوں) کے بارے میں آپ ﷺ کا خطبہ یاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تم میں نبوت باقی رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا، پھر جب چاہے گا، اُسے اٹھا لے گا۔ پھر نبوت کی طرز پر خلافت ہوگی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا، پھر جب چاہے گا، اُسے بھی اٹھا لے گا۔ پھر کاث کھانے والی بادشاہت ہوگی، جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا، پھر جب چاہے گا اُسے بھی اٹھا لے گا۔ پھر جابر انہ بادشاہت

ہوگی، جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا اُسے بھی اٹھا لے گا، پھر نبوت کی طرز پر خلافت ہوگی (یعنی قرب قیامت سے پہلے امام مهدیؑ کی خلافت راشدہ) ۲ اسکے بعد آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔ ”**مسندِ احمدؓ کی ایک اور حدیث میں ہے:** سیدنا سعید بن جہمن تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ مجھے سے سیدنا سفینہؓ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خلافت ۳۰-سال تک رہے گی، پھر اسکے بعد ملوکیت (بادشاہت) ہو جائے گی۔“ **سنن نسائی** الکبریٰ کی حدیث میں ہے: سیدنا سعید تابعی کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام سیدنا سفینہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میری امت میں خلافت ۳۰-سال تک رہے گی، پھر اسکے بعد ملوکیت (بادشاہت) ہو جائے گی۔“ پھر سیدنا سفینہؓ نے مجھے سفر میا: ”جب ہم نے شمار کیا تو سیدنا ابو بکرؓ، سیدنا عمرؓ، سیدنا عثمانؓ اور سیدنا علیؓ کو پایا (یعنی ہم نے ان خلفاء راشدین کی کل مدت خلافت کو ۳۰-سال ہی پایا) **سنن ابی داؤد** کی حدیث میں ہے: سیدنا سفینہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نبوت کی طرز پر خلافت ۳۰-سال تک رہے گی، پھر اللہ تعالیٰ نے چاہے گا حکومت دے گا۔“ سعید تابعی کہتے ہیں کہ پھر سیدنا سفینہؓ نے مجھے سفر میا: ”سیدنا ابو بکرؓ کے ۲-سال، سیدنا عمرؓ کے ۱۰-سال، سیدنا عثمانؓ کے ۱۲-سال اور اسی طرح سیدنا علیؓ کے ۶-سال بھی شمار کرو (یہ کل تیس ۳۰-سال پورے ہوئے)۔“ سعید تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا سفینہؓ سے عرض کی کہ یہ لوگ (یعنی بنو امیہ) تو سمجھتے ہیں کہ سیدنا علیؓ علیہ السلام خلیفہ (برحق) نہیں تھے! (نبوت: سیدنا علیؓ کے ساتھ علیہ السلام خود امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے لکھا ہے) سیدنا سفینہؓ نے (غصہ کی حالت میں) فرمایا: ”بوز رقاء (نیل آنکھوں والے) بنور و ان کی پیٹھے نے جھوٹ بولا ہے۔“ جامع ترمذی کی حدیث میں ہے: سیدنا سفینہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میری امت میں خلافت ۳۰-سال تک رہے گی، پھر اس کے بعد بادشاہت ہوگی۔“ پھر سیدنا سفینہؓ نے فرمایا: ”سیدنا ابو بکرؓ کی خلافت اور سیدنا عثمانؓ کی خلافت اور پھر فرمایا سیدنا علیؓ کی خلافت بھی شمار کرو، ہم نے یہ تمام مدت کل ۳۰-سال ہی پائی ہے۔“ سعید تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا سفینہؓ سے عرض کی کہ بنو امیہ کے لوگ تو سمجھتے ہیں کہ خلافت تو ان میں ہے، تو سیدنا سفینہؓ نے (انہائی غصہ میں) فرمایا: ”یہ بوز رقاء (نیل آنکھوں والے یعنی بنو امیہ اور بنور و ان) جھوٹ بولتے ہیں، بلکہ (حق تو یہ ہے کہ) وہ تو شریتین حکومت کرنے والی ایک ملوکیت (بادشاہت) ہے۔“ **مسند ابی داؤد الطیالسی** کی حدیث میں ہے: سیدنا سفینہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”میری امت میں خلافت ۳۰-سال تک رہے گی، پھر اسکے بعد ملوکیت (بادشاہت) ہو جائے گی۔“ پھر سیدنا سفینہؓ نے سعید تابعی رحمہ اللہ سے فرمایا: ”تم شمار کرو سیدنا ابو بکرؓ اور سیدنا عمرؓ کی خلافت ۱۲-سال اور ۶-ماہ تھی اور سیدنا عثمانؓ کی خلافت ۱۲-سال تھی اور پھر سیدنا علیؓ کی خلافت نے (سیدنا حسنؓ کے ۶-ماہ بھی شامل کرنے سے) ۳۰-سال پورے کر دیئے۔“ سعید رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے سیدنا سفینہؓ سے عرض کیا: پھر حضرت معاویہؓ کی حکومت کیا ہوئی؟ سیدنا سفینہؓ نے فرمایا: ”وہ (یعنی حضرت معاویہؓ) خلیفہ راشدین بلکہ مسلمانوں کے بادشاہوں میں سے پہلے (بادشاہ) تھے۔“ **المصنف ابن ابی شیۃ** کی حدیث میں ہے: سیدنا سعید تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا سفینہؓ سے عرض کیا کہ بنو امیہ کے لوگ تو دعویٰ کرتے ہیں کہ خلافت ان میں ہے۔ سیدنا سفینہؓ نے مجھے سفر میا: ”بوز رقاء (نیل آنکھوں والوں) نے جھوٹ بولا ہے، بلکہ وہ تو سخت گیر بادشاہوں میں سے ہیں اور ان کے پہلے بادشاہ حضرت معاویہؓ ہیں۔“

[مُسْنِدِ اَحْمَدَ : 18596 (جَلْدٌ - 8 ، صَفَحَةٌ - 116) اور 22264 (جَلْدٌ - 10، صَفَحَةٌ - 310) ، قَالَ الشِّيْخُ الْالْبَانِيُّ وَالشِّيْخُ زَبِيرُ عَلِيَّزِيُّ وَالشِّيْخُ الْارْنُوْطُ : (اسْنَادٌ صَحِيحٌ)

[مشكورة المصايب : 5378 ، سُنن نسائي الكبرى : 8155 ، سُنن أبي داؤد : 4646 ، جامع ترمذى : 2226 ، قال الشيخ الالباني والشيخ زبير علیزئى : إسناده صحيح]

[**السلسلة الصحيحة** : 459 ، مُسند أبي داود الطيالسي : 1203 (جلد - 2 ، صفحه - 102) ، قال الشيخ غلام مصطفى ظهير امن پوری فی السنّة - 16 : إسناده صحيح [

³⁷¹⁵⁷ المصنف ابن أبي شيبة: أستاده صحيح على شرط الشيخ الالباني والشيخ زبير عليزني والشيخ شعيب الارثوذكسي طر حمهم الله اجمعين [

نحو اُن-6-افراد میں سے 4-افراد: سیدنا زیر^{رض}، سیدنا طلحہ^{رض}، سیدنا سعد^{رض} اور سیدنا عبد الرحمن بن عوف^{رض} خود ہی دستبردار ہو گئے اور پھر انہوں نے باقی نئے جانے والے سیدنا علی^{رض} اور سیدنا عثمان^{رض} میں سے سیدنا عثمان^{رض} کو خلیفہ منتخب کر لیا اور سب سے پہلے سیدنا علی^{رض} نے ہی سیدنا عثمان^{رض} کی بیعت کی۔ لہذا سیدنا عثمان^{رض} کی شہادت کے بعد سیدنا علی^{رض} سے بڑھ کر کوئی بھی شخص خلافت کا حقدار نہیں تھا اسی لئے صحابہ^{رض} نے سیدنا علی^{رض} کو سیدنا عثمان^{رض} کے بعد خلیفہ چونا یا تھا: [صحیح بخاری: 3700 اور 7207]

44 **صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبد اللہ بن عباس رض بیان فرماتے ہیں کہ میں لوگوں کے ہمراہ سیدنا عمر بن خطاب رض کی میت کے پاس کھڑا تھا کہ پیچھے سے ایک آدمی نے میرے کندھے پر اپنی کنھی اور کہا اللہ تعالیٰ آپ (سیدنا عمر رض) پر رحمت فرمائے، مجھے شروع ہی سے یہ امید و اش تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ رض کو اپنے دونوں ساتھیوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اور سیدنا ابو بکر رض) کے ساتھ اکٹھا فرمادے گا، کیونکہ میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے یہ سنا کرتا تھا کہ آپ رض فرمایا کرتے تھے : ” میں اور ابو بکر اور عمر تھے، میں اور ابو بکر اور عمر نے یہ کیا، میں اور ابو بکر اور عمر گئے ” تو میں توقع رکھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ رض کو ان دونوں ساتھیوں کے ساتھ (موت کے بعد بھی) اکٹھا فرمادے گا، سیدنا عبد اللہ بن عباس رض کا بیان ہے : ”جب میں نے اُس شخص کی طرف مزکد ریکھا تو وہ سیدنا علی بن ابی طالب رض تھے ” [صحیح بخاری : 3677 ، صحیح مسلم : 6187]

50 **صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا حذیفہ بن یمان رض بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم سیدنا عمر بن خطاب رض کی محبت میں بیٹھے تھے کہ آپ رض نے دریافت فرمایا: فتنے سے متعلق کوئی حدیث تم میں سے کسی کو یاد ہے؟ سیدنا حذیفہ رض نے عرض کی (جی ہاں) آدمی کو بعض وفعہ پہنچائی، مال، اولاد اور پروپرٹی سے فتنہ (آزمائش) لاحق ہوتا ہے اور نماز، خیرات اور امر بالمعروف و نہی عن المکر سے ایسے فتنے کا سد باب اور ازالۃ ہو جاتا ہے۔ سیدنا عمر رض نے فرمایا (نہیں) میں اس قسم کے فتنوں کے بارے میں نہیں پوچھ رہا ہوں، بلکہ میر اسوال تو اس فتنے سے متعلق ہے جو سمندر کی موجود کی طرح شدید ٹھاٹھیں مارتا ہوا ہوگا۔ سیدنا حذیفہ رض نے عرض کی: آے امیر المؤمنین! آپ رض کو تو اس فتنے سے کوئی خطرہ نہیں ہوگا، آپ رض اور اس (عظمیم) فتنے کے درمیان ایک بندرو روازہ (حائل) ہے۔ سیدنا عمر رض نے پوچھا: وہ دروازہ توڑ دیا جائے گا یا کھولا جائے گا؟ سیدنا حذیفہ رض نے عرض کی: بلکہ اسے توڑ دیا جائے گا۔ سیدنا عمر رض نے فرمایا: پھر تو وہ کبھی بھی بندہ ہونے پائے گا۔ سیدنا حذیفہ رض نے عرض کی: جی ہاں بالکل! تابعین کہتے ہیں کہ ہم نے پھر سیدنا حذیفہ رض سے پوچھا: کیا سیدنا عمر رض کو معلوم تھا کہ دروازہ سے مراد کیا چیز ہے؟ سیدنا حذیفہ رض نے فرمایا: ہاں! بالکل انکو یہی معلوم تھا جیسے آج کے بعد آنے والے کل کا علم لیقیٰ ہوتا ہے، کیونکہ میں نے کوئی غلط حدیث تو انہیں بیان نہیں کی تھی! تابعین کہتے ہیں کہ ہمیں جرأت نہ ہوئی کہ ہم سیدنا حذیفہ رض سے پوچھ سکیں کہ اس دروازے سے مراد کیا چیز تھی؟ چنانچہ ہم نے مسروق تابعی سے کہا کہ تم پوچھو، تو انکے پوچھنے پس سیدنا حذیفہ رض نے فرمایا: ”اس دروازے سے مراد خود“ ”سیدنا عمر رض“ ہی تو تھے۔” [صحیح بخاری: 7096، صحیح مسلم: 7268]

صحيح بخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ نے (یوں خاموشی اختیار فرمائے) اُم المؤمنین سیدھے حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، اس حال میں کہ ان کے بالوں سے پانی لپک رہا تھا، میں نے ان سے عرض کی: لوگوں کا معاملہ جو صورت اختیار کر کرایا ہے، آپ بخوبی اُس سے واقف ہیں، میرا تو کوئی دخل اس امر (خلافت اور اقتدار) میں نہیں رہ گیا۔ اُم المؤمنین نے فرمایا تم ابھی جاؤ کیونکہ لوگ تمہارا انتظار کر رہے ہیں اور مجھے ڈر رہے کہ تمہارے نجات نے انتشار و افتراق پیدا ہو گا۔ اُم المؤمنین سیدھے حفصہ رضی اللہ عنہا نے با اصرار اُنہیں بھیج کر ہی چھوڑا۔ چنانچہ سب لوگ متفرق ٹکڑیوں میں بیٹھ گئے تو حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ نے (مسئلہ تکمیم کے بعد پہلی دفعہ) وہاں (مدینہ شریف میں) خطبہ دیا اور کہا: جو کوئی اس امر (خلافت اور اقتدار) میں بولنا چاہتا ہے، تو وہ ذرا سر اٹھا کے تو دکھائے، یقیناً ہم اُسکے اور اُسکے باپ سے بھی زیادہ اس (خلافت اور اقتدار) کے مستحق ہیں (نعمود بالله من ذالک) راوی حدیث حبیب بن مسلمہ تابعی نے بعد میں سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ سے پوچھا: آے سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ پھر آپ نے ان (حضرت معاویہؓ) کو کوئی جواب کیوں نہیں دیا؟ سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا: میں نے ارادہ کیا تھا کہ اُسی وقت اپنی گوٹھ کھلوں اور حضرت معاویہؓ کو جواب دوں کہ اس امر (خلافت) کا تم سے بڑھ کر حقار تو وہ ہے جس نے تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام کی خاطر جنگ کی تھی (یعنی سیدنا علی ابن ابی طالبؓ یا پھر خود سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ) مگر پھر میں ڈر گیا کہ کہیں کوئی ایسی بات نہ کہہ بیٹھوں کہ جس سے انتشار ہچلے اور خون ریزی ہو اور میرے بات کا غلط مطلب ہی بھکھ لیا جائے، چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ کی تیار کردہ جنحتی نعمتوں کو اپنے تصور میں یاد کیا (اور صبر کر کے خاموش ہو رہا)۔ راوی حدیث حبیب بن مسلمہ تابعی نے اس پر کہا: ”سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ نے (یوں خاموشی اختیار فرمائے) ایسی جان بھی بجائی اور ایسی عزت کو بھی (فتنہ و فساد سے) بجائما۔“ [صحیح بخاری: 4108]

صحيح بخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا محمد بن حنفیہ تابعی رحمہ اللہ (جو سیدنا علیہ السلام کی دوسری بیوی سیدہ حفیہ رحمہما اللہ کے بیٹے تھے) بیان فرماتے ہیں: 07
میں نے آپنے والدگرامی سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد (اس امت کے لوگوں میں) سب سے افضل شخصیت کون ہی ہے؟ تو سیدنا علیہ السلام نے فرمایا: سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کہا پھر ان کے بعد کون ہے؟ فرمایا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، پھر مجھے خدا شہ ہوا کہ اگر آب کی بار پوچھتا تو آپ رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیں گے، چنانچہ میں نے کہا کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بعد تو آپ رضی اللہ عنہ میں (افضل) ہیں؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے (اعساری کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا: "میں تو عام مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں۔" [صحیح بخاری: 3671]

04 خلیفہ راشد سے بغاوت بدعت ہے! جنگِ جمل، صفين اور نہروان میں سیدنا علیؑ کی حقانیت! اور شہادتِ سیدنا عثمانؑ B

80 سُنْنَةِ أَبِي دَاؤِدَ ، جَامِعِ تَرْمِذِيِّ وَسُنْنَةِ أَبْنِ مَاجِهِ كَيْ حَدِيثٌ مِّنْهُ: سَيِّدُنَا عَرْبَابُنْ سَارِيَةَ كَبِيَانٍ هُوَ كَمَا يَقُولُ رَوْزُ (وفاتٍ) سَكْحَى عَرْصَةَ قَبْلَ (رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نَعْمَلُ نَمَازَ پُرْهَانِيَّ اور پھر ہماری طرف رُخ آنور کر کے بہت ہی اثرًا لَگَيْز خطبہ ارشاد فرمایا جس کو سن کر صحابہ ﷺ کی آنکھیں بہ پریں اور دل دل لے گئے۔ ایک شخص نے کہا: آے اللہ کے رسول ﷺ میں یوں لگتا ہے گویا کہ یہ آپ ﷺ کا آخری وعظ وصیحت ہے! لہذا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے اور ﷺ اپنے بعد کے حکمرانوں کی) بات سننے اور اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں خواہ وہ کوئی جبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ تم میں جو کبھی میرے بعد زندہ رہا تو وہ بہت ہی اختلاف دیکھے گا، دیکھنا اُس (اختلاف کے وقت) تم میری سنت اور راست بازاورہ ہدایت یافتہ خلفاءؑ کی سنت پر کاربندر ہنا، اور ان کو خوب مغضوبی سے تحام لینا کہ چھوٹے نہ پائیں اور (دین میں) کسی نئے کام کو جاری کرنے سے باز رہنا کیونکہ یہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔“ سُنْنَةِ نَسَاطَیٰ کَيْ حَدِيثٌ مِّنْ یَا لَفَاظَّ الْحَمْدِ مُوجَدٌ: ”اور ہر گمراہی (اُس بدعتی کو) دوزخ میں لے کر جانے والی ہے۔“

⁴ شن ابی داؤد: 4607، جامع ترمذی: 2676، شن ابی ماجه: 42، شن نسائی: 1579، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زیر علیزئی: [استاده صحیح]

^[٣] مُسند أَحْمَد: 11309 (جَلْدٌ 5، صَفْحَةٌ 103) أَوْ 11795 (جَلْدٌ 5، صَفْحَةٌ 247)، قَالَ الشِّيخُ شَعْبُ الْأَنْوَاطُ: اسْتَنْدَاهُ صَحِّحٌ [

10 **صحیح بخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا علقمتاً بیجی رحمہ اللہ کا بیان ہے وہ ملک شام گئے توہاں مسجد میں داخل ہو کر دعا کی کہ آے اللہ مجھے یہاں کوئی نیک ہم شین عطا فرماء۔ پنچاچ (ڈعا کی قبولیت ہوئی اور) ان کو سیدنا ابوالدرداءؓ کی محبت نصیب ہوئی۔ سیدنا ابوالدرداءؓ نے علقمتاً بیجی سے پوچھا کہ تم کس علاقے سے ہو؟ میں نے عرض کی کہ شہر کو فسے آیا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: کیا تم میں سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ موجود نہیں ہیں، جو سفر و حضر میں رسول اللہ ﷺ کی جو تیار اور مبارک سامان اٹھایا کرتے تھے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! پھر فرمایا: کیا تم میں سیدنا حذیفہؓ موجود نہیں ہیں کہ جنہیں رسول اللہ ﷺ کے خاص راز معلوم ہیں جنہیں ان کے سوا کوئی اور نہیں جانتا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! پھر فرمایا: کیا تم (اہل کوف) میں سیدنا عمار بن یاسرؓ جیسی شخصیت موجود نہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی مبارک زبان کے ذریعے شیطان سے پناہ عطا فرمائی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! (یعنی سیدنا ابوالدرداءؓ نے علقمتاً بیجی کو صحیح فرمائی کہ کونہ میں اتنے کبار اصحاب رسول ﷺ کے ہوتے ہوئے شام کا سفر اختیار کرنے کی ضرورت نہیں) [صحیح بخاری: 3743]

صحیح بخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا ابو مریم اسدی تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جب سیدنا طلحہؓ، سیدنا زیرؓ اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ کی طرف (جنگ جمل کیلئے) روانہ ہوئے تو سیدنا علیؓ نے سیدنا عمار بن یاسرؓ اور اپنے بیٹے سیدنا حسنؓ کو ہمارے پاس کوفہ روانہ فرمایا (تاکہ وہاں سے فوجی مدد حاصل کر سکیں)۔ تو وہ دونوں نمبر پر چڑھے، سیدنا حسنؓ منبر کے اوپر والے حصہ پر تشریف فرمائے اور سیدنا عمارؓ یخچوالے حصہ پر کھڑے ہوئے۔ ہم سب ان کی بات سننے کیلئے اکٹھے ہوئے۔ سیدنا عمار بن یاسرؓ نے فرمایا: اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا (اشکر لے کر مکہ مکرمہ سے) بصرہ روانہ ہو چکی ہے، اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ دنیا و آخرت میں رسول اللہؓ کی زوجہ محترمہ ہیں، مگر (اس وقت) اللہ تعالیٰ تمہارا امتحان فرمانا چاہتا ہے کہ تم (غایفہ راشد کی) اطاعت کے ذریعہ (اللہ تعالیٰ کی) اطاعت کرتے ہو یا پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیروی کرتے ہو؟

صحیح بخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا ابو بکرہؓ کا بیان ہے کہ جنگ جمل کے دونوں میں اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول اللہؓ کے فرمان مبارک سے بہت فائدہ پہنچایا تجھکے میں (سیدنا علیؓ کے خلاف) جمل والوں کے ساتھ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اشکر میں) شریک ہونے ہی والا تھا کہ ان کی حمایت میں فیکر کروں (مگر میں نے اپنا رادہ ترک کر دیا کیونکہ مجھے یاد آ گیا کہ) رسول اللہؓ نے ارشاد فرمایا تھا: ”وَهُوَ مَنْ كَبَحَ بَحْرَ فَلَاحَ (کامیابی) حاصل نہیں کر سکتی جو اپنا سر برآ کسی عورت کو بنالے۔“ [صحیح بخاری: 7100 اور 4425]

12 مُسْنِدِ اَحْمَدَ کی حدیث میں ہے: سیدنا قیس تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جب اُمُّ الْمُؤْمِنِینَ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ نے لشکر کے ہمراہ بونعامر کے گھاٹ پر پہنچیں تو وہاں کتے بھوکنے لگے، تو آپ رضی اللہ عنہا نے دریافت فرمایا: یہ کوئی اچشمہ ہے؟ جواب ملا کہ یہ چشمہ حواب ہے! یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: پھر تو میں ضرور واپس ہی جاؤں

05 گی۔ اس فیصلہ پر سیدنا زیر رض نے مشورہ دیا کہ نہیں بلکہ ہمیں آگے بڑھنا چاہیے تاکہ آپ رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر مسلمانوں میں اتحاد کوئی راہ نکل سکے (اور وہ فتنہ و انتشار ختم ہو جائے جو شہادت سیدنا عثمان رض کے بعد سے جنم لے چکا تھا!)۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک دن مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ بھی خبر دیتے ہوئے بڑے افسوس کی حالت میں) ارشاد فرمایا تھا: ”تم (ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم) میں سے کسی ایک (زوجہ مطہرہ رضی اللہ عنہما) کی حالت اُس وقت کیسی ہوگی، جب کہ اُس پر مقام حواب کے کتے بھوکھیں گے؟“ مُسَنِّدِ اَحْمَدَ اور مَجْمُوعُ الزَّوَانِدَ کی حَدِيثَ مَيْسَنَ ہے: سیدنا ابو رافع رض کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی ابن ابی طالب رض سے فرمایا: ”یاد رکھنا اے علی! عقریب تھاہرے اور عائشہ کے درمیان ایک (رخش والا) معاملہ ہو گا۔“ سیدنا علی رض نے پوچھا: کیا یہ ساتھ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں“ سیدنا علی رض نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر تو میں برا بدبخت ہوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”نہیں! بلکہ جب آیا ہو گا تو تم اُس (عائشہ رضی اللہ عنہا) کو اُسکی پناہ گاہ تک پہنچا دیا۔“ مَجْمُوعُ الزَّوَانِدَ کی حَدِيثَ مَيْسَنَ ہے: سیدنا عبد اللہ بن عباس رض کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا: ”کاش! مجھے معلوم ہو جاتا کہ تم میں سے میری کون سی یہوی ایک ایسے اونٹ پر سوار ہو گی کہ جس (اونٹ) کے چہرے پر بہت زیادہ بال ہو نگے۔ حواب کے کتے نکلیں گے اور اُس کے دامیں باسیں بہت زیادہ قتل و غارت ہو گی۔ اور پھر وہ بال بال نجح جائے گی!“

حدیث عَظِيمٌ عَربِ شَيخِ مُحَمَّدِ نَاصِرِ الدِّينِ الْأَلَبَانِيِّ رَحْمَهُ اللَّهُ (الْمُسْوَفِي - 1420 هـ) اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں: ”اس معاملہ میں زیادہ سے زیادہ یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب حواب مقام کے بارے میں معلوم ہو گیا تھا تو انھیں تو واپس چلے جانا چاہیے تھا، لیکن احادیث میں آیا ہے کہ وہ واپس نہیں گئیں، یہ بات تو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی شان کو زیان نہیں تھی۔ اس (علمی سوال پر) ہمارا جواب یہ ہے کہ ضروری نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کمال والی ہر صفت ہی پائی جاتی ہو، یاد رکھیں! لغزش اور غلطی سے پاک صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ کسی سنی مسلمان کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی قابل احترام ہستیوں کے بارے میں اتنا غلوکرے کہ انھیں شیعہ کی طرح معصوم اماموں کی صفات میں لاکھڑا کرے (یعنی عصمت صحابہ کا عقیدہ بھی دیسی ہی باطل عقیدہ ہے جیسا کہ شیعہ کا عصمت آئمہ کا عقیدہ باطل ہے)۔ ہمیں اس میں شک نہیں ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا یہ خروج اصل میں خط پر ہی تھا، اسی لئے جب اُن کو مقام حواب کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے پورے ہونے کا معلوم ہوا تو انہوں نے واپسی کا ارادہ بھی کر لیا تھا۔ لیکن سیدنا زیر رض نے انھیں یہ کہہ کر واپسی کا ارادہ ترک کرنے پر قائل کر لیا کہ شاید آپ رضی اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں صلح کی کوئی صورت نکال دے گا۔ اس میں بھی شک نہیں کہ سیدنا زیر رض بھی اپنے اس اجتہاد میں خط پر تھے۔ عقل بھی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ان دونوں گروہوں میں سے کسی ایک کو ضرور خط پر قرار دیا جائے کہ جس کی وجہ سے مسلمانوں کے مابین سینکڑوں ہزاروں لوگوں کا خون ہوا۔ اور یہ شک ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اجتہاد ہی اس (جنگ جمل والے) معاملہ میں خط پر ہی تھا۔ اسکے بہت سے اسباب اور واسطہ دلائل موجود ہیں۔ (اور اسکی) ایک دلیل تو ان کا اپنے اس خروج پر نامہ ہونا ہی ہے اور یہی نہادت اُنکے نصل و مکال کو زیبا بھی ہے۔ اُنکی یہ خط اجتہادی خطاؤں میں سے ایک خط تھی جو کہ نہ صرف معاف کردی جاتی ہے بلکہ اُس پر ایک اجر بھی ملتا ہے۔ **صحیح بخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا عزیز بن زیر تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے (آپنے بھانجے) سیدنا عبد اللہ بن زیر رض کو وصیت فرمائی کہ مجھے ان ہستیوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوکمر رض اور سیدنا عمر رض) کے ساتھ دفن نہ کرنا بلکہ مجھے میری سکونوں (ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم) کے ساتھ یقین غرقد میں دفننا، میں ان (تینوں عظیم ہستیوں) کے ذریعے اپنی شان نہیں بڑھانا چاہتی! **المصنف ابن ابی شیبۃ کی حدیث میں ہے:** سیدنا قیس تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جب ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا آخری وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم کے ساتھ دفن کرنا کیونکہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایک نیا کام سرزد ہو گیا۔“ **حدیث عَظِيمٌ عَربِ شَيخِ الْأَلَبَانِيِّ رَحْمَهُ اللَّهُ اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں:** ”اس نئے کام سے آپ رضی اللہ عنہا کی مراد جنگ جمل میں شرکت کرنا تھا کیونکہ بعد میں آپ رضی اللہ عنہا اس سفر پر بہت شرمندہ تھیں اور اپنے عمل پر تو بھی کی۔ لیکن انہوں نے یا کام بھی نیک نیت سے ہی کیا تھا، بالکل اسی طرح سیدنا طلحہ رض، سیدنا زیر رض اور دیگر کبار صحابہ رض نے بھی نیک نیت کے ساتھ بھالئی کی امید پر اصلاح کی غرض سے اس سفر میں شرکت کی تھی۔“

[**مُسَنِّدِ اَحْمَدَ**: 24758 (جلد - 11، صفحہ - 67) اور 25161 (جلد - 11، صفحہ - 184)، **السلسلة الصحيحة**: 474، **قال الشیخ الالبانی والشیخ الارنؤوط : إسناده صحيح**] [**مُسَنِّدِ اَحْمَدَ**: 27440 (جلد - 12، صفحہ - 269)، **مَجْمُوعُ الزَّوَانِدَ**: 2024 (جلد - 7، صفحہ - 163)، **قال الامام الہیشمی**: رواہ مُسَنِّد احمد و البزار والطرانی و رجاله ثقات] [**مَجْمُوعُ الزَّوَانِدَ**: 12026 (جلد - 7، صفحہ - 163)، **قال الامام الہیشمی**: رواہ مُسَنِّد البزار و رجاله ثقات، **قال الشیخ غلام مُصطفیٰ ظہیری فی السُّنَّةِ - 70**: **إسناده صحيح**] [**صحیح بخاری**: 1391، **المصنف ابن ابی شیبۃ**: 38927، **قال الشیخ الالبانی**: **إسناده صحيح**، **السلسلة الصحيحة**: 474، **قال الشیخ الالبانی**: **إسناده صحيح**]

13 **الْمُسْتَدِرُكُ لِلْحَاكمِ** کی حدیث میں ہے: سیدنا قیس بن حازم تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے: ”میں نے مروان بن حکم (جو جنگ جمل میں بنو امیہ کی طرف سے لوگوں کو سیدنا علی ابن ابی طالب رض کے خلاف بھڑکانے والوں کا سر غنہ تھا) کو (جنگ جمل کے) اُس دن سیدنا طلحہ رض پر ہی تیر چلاتے ہوئے دیکھا تھا، جو ان کے گھنٹے میں لگا اور وہ اُسی زخمی حالت میں مسلسل تیج کہتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔“ **المصنف ابن ابی شیبۃ کی حدیث میں ہے:** سیدنا علی ابن ابی طالب رض فرمایا کرتے: ”مجھے اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ میں، سیدنا عثمان بن عفان رض، سیدنا طلحہ رض اور سیدنا زیر رض ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے: ”اور ہم اُن (ایمان والوں) کے سینوں میں سے ہر قسم کا کینہ تیج نہ لیں گے (اور وہ) بھائیوں کی طرح (جنت کے) تھنوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔“ [سُورَةُ الْجَمْرَةِ: آیت نمبر 47]

[**الْمُسْتَدِرُكُ لِلْحَاكمِ**: 5591، **قال الامام حاکم والامام الذہبی**: **إسناده صحيح**] [**المصنف ابن ابی شیبۃ**: 38976، **فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل**: 1057، **قال الشیخ زیر علیزی فی فضائل الصحابة**: **إسناده صحيح**]

نوت

- 14** چوتھے خلیفہ ارشاد امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالبؑ نے مندرجہ بالا حدیث نمبر-13 میں تیسرے خلیفہ ارشاد امیر المؤمنین سیدنا عثمان بن عفانؑ کا ذکر کیوں کیا؟ اس اہم بات کی حقیقت و حکمت اور امیر المؤمنین سیدنا عثمان بن عفانؑ کی مظلومانہ شہادت کی حقیقی و جوہات کو جانے کیلئے صحیح احادیث (نمبر-14 تا نمبر-16) ملاحظہ فرمائیں:
- 15** صحیح بخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا محمد بن حفیظ تابعی رحمہ اللہ (جو سیدنا علی ابن ابی طالبؑ کی دوسری بیوی سیدہ حفیظہ رحمہ اللہ کے بیٹے تھے) بیان فرماتے ہیں: اگر سیدنا علی ابن ابی طالبؑ نے سیدنا عثمان بن عفانؑ کا ذکر برائی سے کرنا ہوتا تو اس دن کرتے جب کچھ لوگوں نے آکر ان (سیدنا علیؑ) سے سیدنا عثمانؑ کے گورزوں (کی نا انصافیوں و مظالم) کی شکایت کی تو انہوں نے مجھے حکم دیا: ”رسول اللہ ﷺ کی لکھوائی ہوئی یہ تحریر (جو بیت المال متعلق شرعی احکام پر مشتمل تھی) ساتھ لے کر سیدنا عثمانؑ کے پاس جاؤ اور انہیں سمجھاؤ کہ آپنے گورزوں کو بیت المال میں رسول اللہ ﷺ کے سنت طریقہ پر تصرف کرنے کا حکم دیں۔“ چنانچہ میں سیدنا عثمانؑ کی خدمت میں حاضر ہوا (اور سیدنا علیؑ کا پیغام پہنچادیا) تو انہوں (سیدنا عثمانؑ) نے مجھے سفر میا: ”ہمیں اس (رسول اللہ ﷺ کی لکھوائی تحریر) کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔“ چنانچہ میں اس کو لے کر سیدنا علیؑ کے پاس واپس آیا اور سارا واقعہ بیان کردیا تو سیدنا علیؑ نے فرمایا: ”اس (رسول اللہ ﷺ کی لکھوائی ہوئی تحریر) کو اسی جگہ پر کہدو جہاں سے اٹھایا تھا۔“ صحیح بخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا علی بن حسین تابعی رحمہ اللہ (المعروف امام سجاد زین العابدین) مرداں بن حکم کا بیان لقى کرتے ہیں: ”میں (مرداں) سیدنا عثمان بن عفانؑ اور سیدنا علی ابن ابی طالبؑ کے پاس اس وقت موجود تھا جبکہ سیدنا عثمانؑ حج تخت (ایک ہی سفر میں حج اور عمرہ دونوں آدھ کرنے) سے منع کر رہے تھے۔ جب سیدنا علیؑ نے یہ صورت حال دیکھی تو کہا: ”لبیک بعمرہ و حجۃ“ (یعنی عمرہ اور حج اکٹھا ادا کرنے کا اعلان کیا) اور فرمایا: ”میں کسی شخص کے کہنے پر رسول اللہ ﷺ کی سنت ترک نہیں کروں گا۔“ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے: سعید بن مسیب تابعی رحمہ اللہ سیدنا عثمان بن عفانؑ نے فرماتے ہیں: سیدنا عثمان بن عفانؑ اور سیدنا علی ابن ابی طالبؑ دونوں مقام عفان پر اکٹھے ہوئے اور سیدنا عثمانؑ حج تخت سے روک رہے تھے تو سیدنا علیؑ نے (سیدنا عثمانؑ سے) فرمایا: ”آپؑ ایک ایسے عمل سے کیوں منع کر رہے ہیں جسے خود رسول اللہ ﷺ نے ادا فرمایا ہے؟“ جواب میں سیدنا عثمانؑ نے (سیدنا علیؑ سے) فرمایا: ”آپؑ ہمارے معاملے میں دخل نہیں۔“ سیدنا علیؑ نے فرمایا: ”میں اسے (دخل دینے بغیر) چھوڑنیں سکتا۔“ پھر جب سیدنا علیؑ نے یہ صورت حال دیکھی (کہ خلیفہ ثالث امیر المؤمنین سیدنا عثمان بن عفانؑ اسی فیصلے پر ہی قائم ہیں) تو دونوں (حج و عمرہ) کو اکٹھا ادا کرنے کا اعلان کیا۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے: ابو سasan تابعی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں: میں سیدنا عثمانؑ کے پاس موجود تھا کہ ولید بن عقبہ کو لایا گیا۔ (نوت: سیدنا عثمانؑ کے اس گورنر کا تفصیلی تعارف آگے آرہا ہے) اس (ولید بن عقبہ) نے نماز فجر کی دو رکعت پڑھائیں اور پھر (نماز پوس سے) پوچھا: ”اور پڑھادوں؟“ چنانچہ دو شخص اسے گواہی دی جن میں سے ایک حمران تھا، کا اس (ولید) نے شراب پی ہوئی ہے۔ ایک اور آدمی نے گواہی دی کہ میں نے اس (ولید) کو تکرے ہوئے دیکھا ہے۔ تو سیدنا عثمانؑ نے فرمایا: ”اس نے شراب پی ہے اسی لئے تو ق کی ہے۔“ پھر فرمایا: ”اے علیؑ! انھیں اور اسے (شراب نوشی کی حد) کوڑے لگائیں۔“ سیدنا علیؑ نے (آپنے بیٹے سے) فرمایا: ”اے حسنؑ! انھوں اور اسے کوڑے لگاؤ۔“ اس پر سیدنا حسن ابن علیؑ نے عرض کیا: ”جنہوں نے اس شخص (کے اقتدار) کا مزالیا ہے وہی (یعنی سیدنا عثمانؑ) اس کی تنقیبی برداشت کریں۔“ (نوت: دراصل سیدنا حسن ابن علیؑ کو ولید بن عقبہ جیسے بدکردار شخص کو گورنر کے عہدے پر فائز کرنے پر شدید غصہ بھی تھا اور وہ بخوبی اور بخوبیش کے درمیان ہونے والے مکمل قابلی تھبص سے بھی اجتناب کرنا چاہتے تھے۔) پھر سیدنا علیؑ نے فرمایا: ”اے عبد اللہ ابن جعفر! تم انھوں اور اسے کوڑے لگاؤ۔“ چنانچہ انہوں نے کوڑے لگانے شروع کئے اور جب چالیس پر پہنچ چکا (سیدنا علیؑ) نے فرمایا: ”بس کرو! کیونکہ رسول اللہ ﷺ چالیس کوڑے لگوایا کرتے تھے، سیدنا ابو بکرؓ بھی چالیس لگوائے تھے، اور (جبکہ) سیدنا عمرؓ نے اسی کوڑے بھی لگوائے تھے۔ اور یہ سب عمل سنت ہی ہیں مگر یہ (چالیس والا عدد) مجھے (رسول اللہ ﷺ کی سنت ہونے کے باعث) زیادہ پسند ہے۔“ [صحیح بخاری: 3111، 3112 اور 1563، صحیح مسلم: 4457 اور 2964]
- نوت** ولید بن عقبہ، سیدنا عثمانؑ کا سوتیلا بھائی اور ان کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا۔ اسکی غیر اخلاقی حرکتوں اور اسی طرح سیدنا عثمانؑ کی جانب سے (تالیف تکمیلے) لگائے گئے: بخوبیہ کے چند رشتہ دار گورزوں کے افعال کی وجہ سے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خلیفہ ثالث امیر المؤمنین سیدنا عثمان بن عفانؑ سے ناراض تھے اور بالآخر یہی معاملات سیدنا عثمانؑ کی مظلومانہ شہادت کا سبب بھی بنتے۔ شہادت عثمانؑ کو عبد اللہ بن سبا یہودی ملعون کے ایک بالکل الگ حلگ فتنے سے جو رویداد را صلی صحیح الاستاد احادیث اور مستند تاریخ سے ناقصیت اور فرقہ دارانہ کتنا حق کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ اسی ضمن میں محدث اعظم اپاک وہند شحاذ ناظر یہ علی زی رحمہ اللہ (المُسَوْفِي - 1435ھ) نے سُنْنَةُ اور شیعہ دونوں کی مستند تکابوں سے ثابت کیا ہے کہ عبد اللہ بن سبا یہودی ملعون دونوں ہی مکاتب فکر کے ہاں مصرف ایک مفتاح خصیت کے طور پر جانا جاتا ہے بلکہ یہاں تک مذکور ہے کہ اسے چوتھے خلیفہ ارشاد امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالبؑ نے اپنے دور خلافت میں اسکے خلاف توحید گراہ کن عقائد اور سیدنا مولی علی ابن ابی طالبؑ کی شان میں غلو پرمنی نظریات پھیلانے کے سکنین جرم کی پاداش میں قتل کروانے کے آگ میں ڈال کر جلوا بھی دیا تھا۔ [فتاویٰ علمیہ المعرفہ توضیح الاحکام للحافظ شیخ زبیر علیہ الرحمۃ: جلد - 1 اور صفحہ - 153 تا 159]
- 15** سُنْنَةُ نسائی کی حدیث میں ہے: سیدنا سعد بن ابی وقارؓ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے سب لوگوں کو امان دے دی (یعنی جان بخشنی کا اعلان فرمادیا) مگر چار مردوں اور دو محوروں کے متعلق حکم فرمایا: ”اُنہیں قتل کر دو خواہی کعبہ کے پردوں سے کیوں نہ چھینے ہوں (یعنی جان بچانے کے لئے کعبہ کی حرمت کا سہرا میں تباہی قتل کر دو کیونکہ ان چاروں کے جرائم ناقابل معافی تھے) ان چاروں میں عکرمہ بن ابو جہل، عبد اللہ بن خطل، مقیس بن صابرا اور عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح شامل تھے۔ چنانچہ عبد اللہ بن خطل کعبہ کے پردوں سے چھٹی جوئی حالت میں پکڑا گیا تو اس کی طرف سیدنا سعید بن حربیثؓ اور سیدنا عمار بن یاسرؓ دونوں لکپر مسیدنا عمارؓ جوان آدمی تھے اس لئے پہلے جا پہنچا اور اسے مار

07 ڈالا۔ اسی طرح مقیس بن صبایہ بازار میں لوگوں کے تھے چڑھ گیا اور ویں مارا گیا، البتہ عکرمہ بن ابو جہل فرار ہو کر بحری جہاز پر سوار ہو گیا۔ سمندری سفر کے دوران طوفان نے آلیا تو سب کہنے لگے، اب تو صرف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو، بیہاں تمہارے (جوٹے) معبود کچھ کام نہ آئیں گے۔ چنانچہ عکرمہ نے (دل میں) دعا کرتے ہوئے عرض کیا: ”اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر صرف اللہ تعالیٰ ہی مجھے سمندری آفت سے نجات دے سکتا ہے تو خشکی میں بھی وہی نجات دہندہ ہے۔ آے اللہ تعالیٰ! میرا تھجھ سے پکا عہد ہے کہ اگر تو نے مجھے اس (طوفان) سے بچا لیا تو سیدھا جا کر (تیرے نبی) محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور ان کے ہاتھوں میں ہاتھ دے دوں گا (یعنی اسلام قبول کرلوں گا) یقیناً وہ بہت معاف کرنے والے اور سچے الظرف خصیت کے مالک ہیں۔ چنانچہ پھر (جب اُسے نجات مل تو) وہ آیا اور (آپ ﷺ کے ہاتھ پر) اسلام قبول کر لیا۔ اب (چوتھا ناقابل معانی شخص) عبداللہ بن ابی سرح (کچھ عرصہ کیلئے) سیدنا عثمان بن عفان ﷺ کے پاس روپوش رہا (فتوث: سیدنا عثمان ﷺ نے قریبی رشتہ داری کی بنا پر اسے پناہ دے دی تھی)، پھر جب آپ ﷺ نے سب لوگوں کو بیعت اسلام کے لئے بلا یا تو وہ (سیدنا عثمان ﷺ) اُس (عبداللہ بن ابی سرح) کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اس کی بیعت بھی قول فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے نظر مبارک انھا کر اُس کو تین بار دیکھا مگر سرمبارک کا اشارہ فرمایا کہ (تینوں بار بیعت لینے سے) انکا فرمایا۔ پھر آخوند کار بیعت لے لی۔ مگر پھر (اُن دونوں کے جانے کے تھوڑی دیر بعد) رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا: ”تم میں کوئی ایک سمجھدار آدمی بھی ایسا نہ تھا جو (صورت حال کی عینکی کو دیکھتے ہوئے) اُس (عبداللہ بن ابی سرح) کو قتل کر دیتا جبکہ میں اُس کی بیعت سے گریز کر رہا تھا۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ”آے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! ہمیں آپ ﷺ کی خواہش کا علم کیونکر ہو سکتا تھا؟ (بس ایک دفعہ ہمیں) آپ ﷺ آنکھ سے اشارہ فرمادیتے!“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کسی بھی نبی کے شایان شان نہیں ہے کہ وہ آنکھ سے اشارہ کرے۔“ (فتوث: آنکھ سے اشارہ کرنے کا یہ عمل ہر معاشرے میں ایک قسم کی خیانت سمجھا جاتا ہے) سُنْنَةِ نَسَانِيَ کی حدیث میں ہے: سیدنا عبداللہ بن عباس ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”بُوكَىٰ كَفَرَ كَرَرَ اللَّهُ تَعَالَى كَسَاطِحَ، سَوَاءَ أَسْ كَرَ جَسَّهُ مَجْوَرَ كَيْأَجَأَهُ، تَوَسَّ كَلَّهُ بِرَاعِذَابٍ هَبَّ.“ [النحل: 106] کی تفسیر میں فرمایا کہ اس حکم کو منوخ کر دیا گیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا: ”پھر بے شک آپ ﷺ کا ترب بہت بخشش والا مہربان ہے، ان لوگوں کو جو فتنے میں ڈالے گئے تھے پھر انہوں نے بھرت کی پھر جہاد کیا اور صبر کیا۔“ [النحل: 110] سیدنا عبداللہ بن عباس ﷺ نے فرمایا: ”سُورَةُ الْخَلْلِ كَيْأَيَتْ جِسَ مِنْ شَرِحِ صَدَرِهِ،“ کے باوجود کفر کرنے کا ذکر ہے، یا آیت عبداللہ بن ابی سرح کے بارے میں ہے جو (سیدنا عثمان ﷺ کی طرف سے) مصر کا گورنر بن گیا تھا۔ (حالانکہ) یہ رسول اللہ ﷺ کا کتاب تھا پھر ہونے کے باوجود کفر کرنے کا ذکر ہے، یا آیت عبداللہ بن ابی سرح کے بارے میں ہے جو (سیدنا عثمان ﷺ کی طرف سے) مصر کا گورنر بن گیا تھا۔ شیطان نے اسے پھسالا یا اور یہ کفار سے جاملا تو آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دن اسے قتل کرنے کا حکم دیا مگر سیدنا عثمان ﷺ نے (اپنی رشتہ داری کے سب سفارش کر کے) اسے پناہ دیا تو اسی تھی۔“ سُنْنَةِ ابُو داؤدَ کی حدیث میں ہے: امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب ﷺ کے موذن سیدنا اقرع تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر ﷺ نے مجھے ایک پادری کے پاس بھیجا اور پھر اُسے سیدنا عمر ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ سیدنا عمر ﷺ نے اُس سے پوچھا: ”کیا میرا ذکر تھا کہ اس کتاب میں موجود ہے؟“ اُس نے عرض کیا: ”بھی ہاں!“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے بارے میں کیا لکھا ہے؟“ اُس نے عرض کیا: ”ایک قرآن!“ (یہن کر) آپ ﷺ نے اُس پر (مارنے کے لئے) ڈڑھ تان لیا پھر پوچھا: ”کس قسم کا قرآن؟“ اُس نے عرض کیا: ”شدید مضبوط اور سخت امانت دار،“ آپ ﷺ نے پوچھا: ”میرے بعد آنے والے (غایفہ) کا ذکر کن الفاظ میں ہے؟“ اُس نے عرض کیا: ”اُس کا ذکر یہ ہے کہ وہ خلیفہ تو نیک ہو گا، مگر وہ اپنے رشتہ داروں کو ترجیح دے گا۔“ سیدنا عمر ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ عثمان پر حکم کرے۔“ (فتوث: سیدنا عمر ﷺ اُس پیش کوئی کو بھیج گئے کیونکہ انھیں مندرجہ بالا صحیح الساند احادیث میں آئے واقعات کی روشنی میں سیدنا عثمان ﷺ کی بشری کمزوری خوب معلوم تھی) سیدنا عمر ﷺ نے پھر سوال کیا: ”اُس (سیدنا عثمان ﷺ) کے بعد آنے والے کا کیا ذکر کرے؟“ اُس نے عرض کیا: ”وہ تلوہ ہے میں ہی لپٹا رہے گا۔ (یعنی جگلوں میں مصروف رہے گا)“ (یہن کر) سیدنا عمر ﷺ نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر کھا اور فرمایا: ”آئے نالائق! (یہ کیا کہہ رہے؟)“ اُس نے عرض کیا: ”آے امیر المؤمنین! بیشک وہ (یعنی سیدنا علیؑ) ایک نیک سیرت خلیفہ ہو گا، لیکن اُس کے خلیفہ بنائے جانے کے وقت تواریخ سے نکال جا چکی ہو گی اور خون بھایا جا رہا ہو گا (یعنی مسلمانوں میں باہمی خانہ ہنگی شروع ہو جکی ہو گی) جامع ترمذی کی حدیث میں ہے: سیدنا ابو بکرؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے) پوچھا: ”کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟“ ایک شخص نے عرض کیا: ”بھی ہاں! میں نے یہ دیکھا کہ آسمان سے ایک ترازو اُترتا ہے، جس میں آپ ﷺ اور سیدنا ابو بکرؓ کو تو لا گیا تو آپ ﷺ بھاری نکلے، اور پھر سیدنا عمرؓ اور سیدنا ابو بکرؓ کو آپ میں تو لا گیا تو سیدنا ابو بکرؓ بھاری ثابت ہوئے، پھر سیدنا عمرؓ اور سیدنا عثمان کا وزن کیا تو سیدنا عمرؓ کا وزن زیادہ نکلا، پھر وہ ترازو (وابس آسمان کی طرف) اٹھا لیا گیا۔ (یہن کر) ہم نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے چہہ انور پر ناگواری کے اثرات ظاہر ہو گئے۔ (یعنی شہادت عمرؓ کے بعد معمالات میں تغیر آنے لگے گا) [سُنْنَةِ نَسَانِيَ: 4072 اور 4074، قال الشیخ الابانی والشیخ زیبر علیزی: اسناده صحيح] [سُنْنَةِ ابِی داؤد: 4656، قال الشیخ زیبر علیزی: اسناده صحيح، جامع ترمذی: 2287، قال الامام الترمذی والشیخ الابانی: اسناده صحيح]

16 صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا عبداللہ بن عباس ﷺ کا بیان ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ ایک چھتری نما بادل سے گھنی اور شہد پک رہا ہے اور لوگ اُسے اپنی تھیلیوں میں سمیٹ رہے ہیں، کوئی زیادہ اور کوئی کم لے رہا ہے، پھر اچانک ایک رسی دیکھی جو زمین سے آسمان تک تی ہوئی تھی۔ پھر میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ اس رسی کو پکڑ کر اوپر پڑھ گئے۔ پھر آپ ﷺ کے بعد ایک اوپر اور اوپر پڑھ گیا، پھر اس کے بعد ایک دوسرے شخص نے اسی رسی کو پکڑ کر اوپر پڑھ گیا، پھر ایک تیسرا شخص نے اسی رسی کو پکڑ کر اوپر پڑھ گیا، پھر اس کے بعد ایک دوسرے شخص نے اسی رسی کو پکڑ کر اوپر پڑھ گیا، پھر ایک تیسرا شخص کیلئے جو زدیا گیا۔ (یہ خواب سن کر) سیدنا ابو بکرؓ نے عرض کیا: ”آے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، مجھے اس (خواب) کی تعبیر بیان کرنے کی اجازت دیجئے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ٹھیک ہے تعبیر

کرو۔ سیدنا ابو بکر ﷺ نے عرض کیا: ”بادل سے مراد اسلام ہے اور اس سے شپنگ والا کھی اور شہد، قرآن اور اس کی شرینی ہے جسے کوئی زیادہ اور کوئی تھوڑا حاصل کر رہا ہے۔ اور آسان سے زمین تک لٹکنے والی رسی، وہ دین حق ہے جس پر آپ ﷺ قائم ہیں۔ آپ ﷺ اُسے تھامے رکھیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اور پرانا گا۔ پھر آپ ﷺ کے بعد ایک اور شخص (یعنی سیدنا ابو بکر ﷺ) اُسے تھام لے گا اور پھر اسے بھی اور پرانا گا۔ پھر ایک تیر اٹھنے (یعنی سیدنا عثمان ﷺ) اُسے تھامے گا تو وہ رسی ٹوٹ جائے گی۔ مگر پھر اس رسی کو اس (یعنی سیدنا عثمان ﷺ) کیلئے جوڑ دیا جائے گا۔ (یعنی سیدنا عثمان ﷺ کی شہادت ان کیلئے کفارہ بن جائے گی) پھر وہ بھی اُسے تھام کردا پر چڑھ جائے گا۔“ سیدنا ابو بکر ﷺ نے تعبیر بیان کرنے کے بعد عرض کیا: ”اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، (بتائیے کہ) میں نے درست تعبیر کی یا غلط؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کچھ درست تعبیر کی اور کچھ غلط!“ سیدنا ابو بکر ﷺ نے عرض کیا: ”اللہ تعالیٰ کی قسم! آپ ﷺ مجھے ضرور بتائیے کہ میں نے کون سی غلطی کی؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے قسم مت دو“ (آپ ﷺ نے اسکی تعبیر کو حکمت کی وجہ سے بیان نہیں فرمایا لیکن بعد میں ہونے والے حالات نے اس حقیقت کو واضح کر دیا۔)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا ابو موسیٰ اشعری ﷺ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہوں گے اور رسول اللہ ﷺ کے دوست مبارک میں ایک چھڑی تھی جسے آپ ﷺ پانی اور مٹی میں مار رہے تھے۔ (ای دوران) ایک شخص نے دروازے پر آ کر باغ میں داخلے کی اجازت مانگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دروازہ کھول دو اور اس (آنے والے) کو جنت کی بشارت دے دو۔“ چنانچہ میں گیا تو وہ (آنے والے) سیدنا ابو بکر ﷺ تھے۔ میں نے دروازہ کھول دیا اور انہیں بشارت دے دی۔ پھر ایک اور شخص نے دروازے پر آ کر باغ میں داخلے کی اجازت مانگی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”دروازہ کھول دو اور اس (آنے والے) کو جنت کی بشارت دے دو۔“ میں نے جا کر دروازہ کھول دیا تو وہ سیدنا عاصم ﷺ تھے۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا اور انہیں بھی جنت کی خوشخبری دے دی۔ پھر ایک اور شخص نے دروازے پر آ کر باغ میں داخلے کی اجازت مانگی۔ آپ ﷺ نے اسکی تشریف فرماتھے، (اس بار) انھوں کو بیٹھ گئے اور فرمایا: ”دروازہ کھول دو اور اسے (بھی) جنت کی بشارت دے دو۔“ میں ایک بڑی ساندی۔ (وہ بات سن کر) سیدنا عثمان ﷺ نے کہا: ”میں اللہ تعالیٰ ہی سے مدد چاہتا ہوں۔“

صحیح بخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا عبد اللہ بن عدری بن خیار ﷺ کا بیان ہے کہ میں (باغیوں کے کئے گئے) محاصرے کے دوران سیدنا عثمان ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ (اے امیر المؤمنین!) بیشک ہمارے امام تو آپ ﷺ ہیں (لیکن) آپ ﷺ پر جو مصیبت آئی ہے وہ آپ ﷺ کے سامنے ہی ہے۔ آج کل ہمیں (مسجد بنوبی ﷺ میں) فتنوں کا سر غنمنماز پڑھا رہا ہے جس کی وجہ سے ہمیں بیگنگ محسوس ہوتی ہے (کہ اس بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھ کر ہم بھی کہیں گناہ گارنے ہو جائیں!) سیدنا عثمان ﷺ نے فرمایا: ”نمذلوگوں کے اعمال میں سب سے بہترین عمل ہے، اس لئے جب لوگ کوئی اچھا عمل کریں تو تم بھی ان (بدعتیوں اور باغیوں) کے ساتھ شریک ہو جاؤ۔ اور جب وہ برائی کرنے لگیں تو ان سے علیحدہ ہو جاؤ۔“

جامع ترمذی کی حدیث میں ہے: سیدنا مارۃ بن کعب ﷺ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فتنوں کا ذکر کیا اور ان (فتون) کے بہت جلد و قوع پذیر ہونے کی توقع بھی ظاہر کی۔ (ای دوران) ایک شخص کپڑے میں لپٹا ہوا وہاں سے گزر آ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ شخص اُس (فتون والے) دن را ہدایت پر ہو گا۔“ سیدنا مارۃ بن کعب ﷺ کا بیان ہے کہ میں اُٹھ کر اس (کپڑے میں لپٹے ہوئے شخص) کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ سیدنا عثمان بن عفان ﷺ تھے۔ پھر میں نے آپ ﷺ کے قریب آ کر پوچھا کہ کیا یہی وہ شخص ہے؟ (کہ جس کے راه ہدایت پر ہونے کی خبر آپ ﷺ نے دی ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں!“ **جامع ترمذی کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابو سہلہ تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ سیدنا عثمان بن عفان ﷺ نے محاصرے والے دین فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے (مصیبت کے وقت صبر کرنے پر) ایک عہد لیا تھا جس پر میں صبر کے ساتھ کار بند ہوں۔“

صحیح بخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا ابو سعید خدری ﷺ اور سیدنا ابو ہریرہ ﷺ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک مسلمان کو جو بھی تکلیف، درد، رنج و غم لاحق ہوتا ہے، حتیٰ کہ جو کافی بھی چھetta ہے تو اللہ تعالیٰ اُس (تکلیف کو برداشت کرنے) کے عوض اُس کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔“

صحیح مسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا ابو ہریرہ ﷺ کا بیان ہے کہ جب یا آیت نازل ہوئی: ”جو شخص کوئی بھی برائی کرے گا، تو وہ اُس کا بدلہ بھی پالے گا۔“ [النساء: 123] تو مسلمانوں کو شدید پریشانی لاحق ہوئی۔ (اس پر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک دوسرے کو حق کی تلقین اور اصلاح کرتے رہو، کیونکہ مسلمان کو پہنچنے والی ہر مصیبت میں گناہوں کا کفارہ ہے، حتیٰ کہ معنوی سائز کا شکار کا ناشچھ جانے پر بھی (اُس کے گناہ معاف کردیتے جاتے ہیں۔)“

[صحیح بخاری: 7046 ، صحیح مسلم: 5928 ، صحیح مسلم: 6216 ، صحیح مسلم: 6212 ، صحیح بخاری: 695]

[جامع ترمذی : 3704 اور 3711 ، قال الشیخ الالبانی والشیخ زیر علیزی : استادہ صحیح ، صحیح بخاری: 5641 ، صحیح مسلم: 6569]

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا عکرمہ تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس ﷺ نے مجھے اور (آپنے بیٹے) سیدنا علی بن عبد اللہ بن عباس تابعی رحمہ اللہ کو حکم دیا کہ تم دونوں سیدنا ابو سعید خدری ﷺ کے پاس جاؤ اور ان سے اُنکی (روایت کی) ایک خاص (حدیث سنو، چنانچہ جب ہم ان کے پاس گئے تو وہ اور ان کا بھائی اپنے باغ کو سیراب کر رہے تھے۔ ہمیں دیکھ کر وہ سیدنا ابو سعید خدری ﷺ نے ہم سے بیان فرمایا: ”ہم لوگ مسجد (بُوی ﷺ کی تعمیر کیلئے) اُنہیں ایک ایک کر کے اٹھا رہے تھے جبکہ سیدنا عمار بن یاسر ﷺ (آپنے شوق اور جذبہ کے باعث ایک کی بجائے) دو دو ایٹھیں اٹھا کر لارہے تھے۔ (ای دوران) اللہ کے نبی ﷺ کے سب سے نگرانے کے پاس سے گزرے تو (آپنے مبارک باتوں سے) ان کے مبارک سے گرداؤ مٹی جھاڑتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”(آفسوس !) عمار کی کم بختی ! (نبوت : یہ عرب کا حاودہ تھا) اسے ایک باغی گروہ قتل کرے گا، عمار تو انہیں جنت کی طرف بلارہ ہو گا جبکہ وہ لوگ عمار کو اگ کی طرف بلارہ ہوں گے۔“ سیدنا ابو سعید خدری ﷺ کا بیان ہے کہ سیدنا عمار ﷺ نے ؓ عاکی: ”اے اللہ تعالیٰ میں اُس فتنے سے تیری پناہ ملتا ہوں۔“ [صحیح بخاری: 2812 اور 447 ، صحیح مسلم: 7320]

18 مُسندِ احمد کی حدیث میں ہے: سیدنا کلثوم تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ تم واسط (جور عراق کا ایک شہر ہے) میں سیدنا عبدالعلیٰ تابعی رحمہ اللہ کے پاس بیٹھے تھے کہ آچانک وہاں ایک شخص کو دیکھا جن کا نام تھا: "سیدنا ابوالغادیہ" انہوں نے پانی مانگتا تو ایک چاندی کے نقش و نگاروں لے برتن میں اُن کیلئے پانی لایا مگر انہوں نے پینے سے انکار کر دیا اور پھر رسول اللہ ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے (بڑی حضرت کے ساتھ) بیان فرمایا کہ آپ ﷺ نے ہم سے یہ ارشاد فرمایا تھا: "دیکھنا میرے بعد و بارہ کافرنہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گرد میں مارنے لگ جاؤ۔" پھر سیدنا ابوالغادیہ مزید فرمانے لگے کہ ایک موقع پر میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ فلاں (میری ایک محبوب شخصیت) کا تذکرہ برائی کے ساتھ کر رہا تھا، تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر شکر میں تو میرے متحفہ چڑھ گیا (تو تجھ سے نہٹ لوں گا)۔ پھر جب جگ صفائی کا دین برپا ہوا تو آچانک وہی شخص مجھے (میدان جنگ میں) مل گیا۔ اُس نے زرہ پہن رکھتی تھی، مجھے زرہ میں ایک شکاف نظر آیا تو میں نے تاک لگا کر نیزہ مارا اور اُسے مارڈا۔ لیکن پھر مجھے پتہ چلا کہ وہ (مقتول شخص تو) سیدنا عمر بن یاسر رضی اللہ عنہ تھے (یعنی اُس وقت تک سیدنا ابوالغادیہ خود مجھی سیدنا عمر بن یاسر رضی اللہ عنہ کے اہم مرتبے سے ناواقف تھے)۔ پھر سیدنا ابوالغادیہ خود سے مخاطب ہوئے اور کہا (تجب ہے کہ) ایک طرف تو ان ہاتھوں نے چاندی کے برتن میں پانی پینے کو تو پسند نہ کیا اور دوسرا طرف سیدنا عمر بن یاسر رضی اللہ عنہ کو قتل کر دا۔ (نعمود بالله من ذالک) **مُسندِ احمد کی حدیث میں ہے:** سیدنا محمد بن عمرو بن عردۃ تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جب سیدنا عمر بن یاسر رضی اللہ عنہ قتل ہوئے تو سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے ہیں اور (یاد کرو کہ) رسول اللہ ﷺ نے یہ پیش کوئی فرمائی تھی : "اُن (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) کو ایک با غی کروہ قتل کرئے گا۔" یہن کر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فوراً گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور مسلسل "انا لله وانا اليه راجعون" پڑھتے ہوئے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے (انہیں گھبرا یا ہواد کیکر) پوچھا "کیا ہوا؟" "حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اُنھیں جواب دیا: "سیدنا عمر بن یاسر رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے ہیں۔" حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا "حضرت عمر بن یاسر قتل ہو گئے ہیں تو پھر کیا ہو گیا؟" "یہن کر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سن تھا: "اُن (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) کو ایک با غی کروہ قتل کرئے گا۔" اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے (غصہ میں آکر) کہا: "تم اپنے ہی پیشاب میں پھسل جاؤ، اُن (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) کو ہم نے قتل کیا ہے ؟؟؟" (پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس واضح غلطی کی تاویل کرتے ہوئے کہا) اُنھیں تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے قتل کیا ہے کہ انکو اپنے ساتھ لائے اور لکر ہمارے نیزوں کے آگے ڈال دیا۔ (نعمود بالله من ذالک) **مُسندِ احمد اور المستدرک للحاکم کی حدیث میں ہے:** اُنھی حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو جب سیدنا عمر بن یاسر رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر دی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سن تھا: "اُن (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) کا قاتل اور ان کا سامان (مال غنیمت کے طور پر) لوٹنے والا جنم میں جائے گا۔" (نعمود بالله من ذالک) کسی نے پوچھا کہ خود آپ رضی اللہ عنہ کی تو ان (سیدنا عمر بن یاسر رضی اللہ عنہ) سے اُنہیں واگرہ میں شامل تھے؟ تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے (بھی اس واضح غلطی کی تاویل کرتے ہوئے) کہا: "رسول اللہ ﷺ نے تو صرف قاتل اور سامان لوٹنے والے (کیلئے ہی جہنم رسید ہونے) کا ذکر کیا تھا۔" (نعمود بالله من ذالک)

الْمُسْتَدِرُكُ لِلْحَاكِمِ : 5661، قال الإمام حاكم و النذبي : إسناده صحيح على شرط البخاري و مسلم ، السلسلة الصحيحة : 2008 ، قال الشيخ اللبناني : [إسناده صحيح]

19 صحيحة مسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا ابن شمس استابی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر و بن عاص کے پاس ائے جبکہ وہ نزع کے عالم میں تھے، وہ کافی دیر تک روتے رہے اور اپنے چہرہ دیوار کی طرف پھر لیا۔ (یہ دیکھ کر) انکے بیٹے نے کہا: آبا جان! آپ کو ترسول اللہ نے فلاں بشارت دی تھی، فلاں خوشخبری دی تھی۔ حضرت عمر و بن عاص نے ہماری طرف رُخ پھر کر کہا ”هم صحابہ“ (بشارتوں سے بھی بڑھ کر) زیادہ افضل عمل لا اله الا الله مُحَمَّد رسول الله کی گواہی دینے کو خیال کیا کرتے تھے۔ (آئے میرے بیٹے!) میری زندگی میں 3-اؤار گزرے ہیں۔ پہلے (دور جاہلیت میں) میرا یہ حال تھا کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی اور شخص رسول اللہ سے زیادہ فرشت رکھنے والا نہیں تھا اور میری یہ شدید خواہش تھی کہ میرا بس چلے تو میں آپ تسلیم کر دیں (نعوذ بالله من ذالک)۔ اگر میں اُسی دور میں مر جاتا تو یقیناً جہنم ہوتا۔ پھر (میری زندگی کا دوسرا اور اُس وقت آیا) جب اللہ تعالیٰ نے میرے ول میں اسلام (کی محبت کو) دال دیا، تو میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: آپ آپ انہا تھے مبارک بڑھائیے، میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ مبارک آگے دراز فرمایا تو میں نے اپنا ہاتھ (یقچے) کھٹی لیا۔ آپ نے فرمایا کہ اے عمرہ! یہ کیا حرکت ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں (قویٰ اسلام سے پہلے) شرعاً نکرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا شرط ہے؟ میں نے عرض کیا: مجھ (آنے گذشتہ گناہوں کی) معافی چاہیے، آپ نے فرمایا: ”کیا تھے علم نہیں کہ اسلام لانے سے پچھلے تمام گناہوں سے بھی پچھلے تمام گناہوں سے بھی بچتا ہے؟“ میں نے اور حج کرنے سے بھی پچھلے تمام گناہوں سے بھی بچتا ہے۔ اور میں نے اسلام قبول کر لیا تو اُس کے بعد تو آپ سے بڑھ کر مجھے کوئی اور مجبوب نہ رہا اور نہ ہی میری گناہوں میں کوئی اور آپ سے زیادہ معزز رہا۔ میں آپ کی تعظیم کے باعث بھی بھی آپ کو کوئی نظر پھر کے دیکھا ہی نہیں تھا۔ اس (دوسرا) دور میں اگر مجھے موت آجائی تو مجھے آپ کا حلیہ مبارک بیان کرنے کو کہے تو میں بیان نہ کر سکوں گا کیوں کہ میں نے آپ کو کوئی نظر پھر کے دیکھا ہی نہیں تھا۔ اس (دوسرا) دور میں اگر مجھے موت آجائی تو امید تھی کہ میں اہل جنت میں سے ہوتا۔ پھر (میری زندگی کا تیسرا دور اُس وقت آیا) جب آپ کے بعد ہمیں کئی ایسے معاملات (حکمرانی سے متعلق) درپیش ہوئے کہ اب مجھے علم نہیں کہ میں اُن میں کیسرا ہوں (یعنی بحق یا ناقص)۔ اب جبکہ میں مر جاؤں تو (رسم کے طور پر) میرے (جنازے کے) ساتھ کوئی نوحہ کرنے والی یا آگ اٹھانے والی نہ جائے۔ پھر جب تم مجھے ذہن کر چکو تو میری قبریہ (سنن کے مطابق یا ناقص) کا چھڑکا دکھڑکا اور میری قبریہ اتنی دیر ٹھہر جانا کہ جتنا وقت ایک اونٹ ذبح کر کے اُس کا گوشت بانٹنے میں لگتا ہے تاکہ اینی قبریہ تمہاری موجودگی

کے باعث گھبراہٹ سے محفوظ ہوں اور اینے رپ کریم کے بھیج ہوئے (فرشتوں) سے ہم کلام ہو سکوں (یعنی قبر کے سوالات کے جوابات میں مجھے استقامت نصیب ہو سکے)۔

مُسندِ احمد کی حدیث میں ہے: جب حضرت عمر و بن عاصیؓ کی موت کا وقت قریب آیا تو وہ رونے لگے۔ ان کے بیٹے سیدنا عبد اللہ بن عمر و بن عاصیؓ نے پوچھا: ”کیا آپ

میرزا علی رضا، حیدر احمد، **حیاتِ حبیب**، سچھی مسلم کاظمی، مکتبہ مگن، حکیمی

(یعنی خلیفہ برحق سیدنا علیؑ کے غلاف خروج) کہ مکن نہیں چانتا کہ وہ غلط میں یا صحیح؟ (نوٹ: اگلے الفاظ اس حدیث میں بھی وہی ہیں جو اور برحق مسلم کی حدیث میں گزر چکے ہیں)۔

مُسْنِدِ أَحْمَدَ كَيْ حَدِيثِ مِنْ : سیدنا ابو نویل تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن عاصی پرموت کے وقت سخت گھبراءہٹ طاری ہوئی، تو ان کے بیٹے سیدنا عبد اللہ بن

عمر بن عاص رض نے پوچھا: ”اے ابو عبد اللہ ! یہ براہت یونار ہے حالانکہ اپنے رسول اللہ ﷺ کے مقرب تھے اور اپنے صلی اللہ علیہ و آله و سلم پوچھو ڈی ذمہ داریاں میں سونپا لرتے تھے؟“ ”اللہ تعالیٰ کو فتحاً مجھے معلم نہیں کا (آئندہ کو)“ ذمہ داریاں کی کامیابی کے حوالے میں تھیں۔

نوازش محبت کی بنارچی یا مری تالیف قلب (دل جوی) کلیکی تھی۔ آگست مس تہمیں گواہی دے کر ان دو (خش قصت) افراد کے بارے میں بتاتا ہوں کہ جن سے رسول اللہ ﷺ تھیات

راضی رہے۔ پہلا سیدہ سمیر رضی اللہ عنہا کا بیٹا (سیدنا عمار بن یاسر رض) اور دوسرا سیدہ ام عبد رضی اللہ عنہا کا بیٹا (سیدنا عبداللہ بن مسعود رض)۔ پھر جب حضرت عرو بن عاص رض اپنی

معنی کے لئے ایک بھائی کام کر گز، سے تھے و مخفی۔ کچھ کوئی کام نہیں، ”سے“ نام، اللہ پر عزم کر دیا، ”کارا،“ ہے: ”حضرت یعیا،“ مسیح کے نام، ”کام کر دیا،“ کام کر کر تے،

یہاں تک کہ کچھ دیر بعد آپ ﷺ کا انتقال ہو گیا۔ ”مسنِدِ احمد کی حدیث میں ہے: سیدنا حفظہ بن خریلہ تابع رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ مئس حضرت معاویہ بن ابی سفیان ﷺ کے

پاس تھا کہ اچانک وہاں دو آدمی سیدنا عمار بن یاسرؓ کے کٹھے ہوئے سر کو لے جبھرتے آئے۔ ان میں سے ہر ایک کا بھی دعویٰ تھا کہ اُس نے انھیں قتل کیا ہے۔ (نعمۃ بالله من ذالک)۔

(یہ مفہوم دیکھ لئے تو) ممدوں (بجا ہے اس پرچار کرنے کے) اس (دھوکہ مل لو) اپنے سامنے میں ہی چھوڑ دیوں تاکہ رسول اللہ ﷺ نے لو۔ فرمایا: سیدنا عبداللہ بن حمرون عاصہ میں ملکہ میریہ کو اک دنگا کر دیا۔

”آے عمر! آپے مخون (بیٹے) سے تو ہماری جان چھڑاؤ! اور (آے عبداللہ!) تمہارے ساتھ کیا کام ہے؟ (یعنی ہمارے گروہ سے نکل جاؤ)۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاصی نے

حضرت معاویہؑ کو جواب دیتے ہوئے فرمایا ”میرے باپ نے (ایک بار) رسول اللہ ﷺ سے میری شکایت کی تھی تو آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا کہ زندگی بھرا پنے باپ کی اطاعت

[1] صحیح مسلم : 321 ، مسند احمد : 17933 ، اور 17934 (جلد 7 - صفحہ- 341) ، قا، الشیخ شعب الانہ، ط: استادہ صحیح]

نوت امام بدر الدین عینی حنفی رحمہ اللہ (المُتوفی-855ھ) لکھتے ہیں: ”امام کرمانی رحمہ اللہ نے کہا کہ سیدنا علیؑ اور حضرت معاویہؓ دونوں ہی مجتہد تھے،

زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ حضرت معاویہؓ کو اجنبتہ میں خلاحت ہوئی، ان کو ایک اجر ملے گا جبکہ سیدنا علیؑ کو وہ اجر نہیں کے۔ (اس دعویٰ پر امام بدر الدین عینی حقی رحمہ اللہ کہتے ہیں)

پہنچ کی تھی جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آفسوں! ابن سمعتے ۔" اور ان سمعتے ۔، عمران بن سارہؑ ہیں اور ان کو حضرت معاویہؓ کے

گروہ نے (جتنی صحنیں میں) قتل کیا۔ کیا حضرت معاویہ رض اس پر راضی نہیں کہ (صحابی ہونے کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے) ان کو برادر چوڑ دیا جائے، چہ جائیکہ ان کو (خیلیہ بحق

[عَمَدَةُ الْقَارِي شَرَحُ صَحِيفَ الْبَخَارِي لِأَمَامَ بَدْرِ الدِّينِ عَبْدِ الْجَمِيعِ، تَحْتَ الْحَدِيثِ: صَحِيفَ بَخَارِي: 7083] سید ناعلیٰ ہے کے خلاف بقاوی پر) ایک اجر جیسی ملے۔

26۔ امسکت ابی امی سیہہ کے مدیہیں ہیں۔ یہاں مدد و رحمہ ملک دینے والی خاتون کے سامنے سے حشمت برداری دنیا ہوں گے۔ اسی مدد و رحمہ ملک دینے والی خاتون کے سامنے سے بیان دینے والی خاتون کے شیعہ (حامیوں) سے نہت لے، اور عروج و بن العاص اور اُس کے شیعہ (حامیوں) سے نہت لے، اور قوت نازلہ پر یہی جس میں یہ عفاریٰ : ”اَنَّ اللَّهَ تَعَالَى تَوْخِيدَ مَعَاوِيَةَ وَ اُرَأْسَ کَشِیعَةِ (حامیوں) سے نہت لے، اور عروج و بن العاص اور اُس کے شیعہ (حامیوں) سے نہت لے، اور عروج و بن العاص اور اُس کے شیعہ (حامیوں) سے نہت لے، اور قوت نازلہ پر یہی جس میں یہ عفاریٰ :

الْمُصْنَفِ اِنِّي شَيْءٌ كَمَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ قَيْسٍ اَوْ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ قَيْسٍ اَوْ رَأْسَ شَيْعَةٍ (حَمَيْدُوْنَ) سَمِّيَ بِشَيْعَةٍ (حَمَيْدُوْنَ) سَمِّيَ بِشَيْعَةٍ (حَمَيْدُوْنَ) سَمِّيَ بِشَيْعَةٍ (حَمَيْدُوْنَ)

[المصنف ابن أبي شيبة: 7123، قال الشيخ زبیر علیزی فی مقالات جزء 6: استاده صحق، المصنف ابن ابی شيبة: 39035، قال الشیخ ارشاد الحق الاثری: اسناده صحیح]

21 **صحیح مسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوسعید خدری رض بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”(میرے بعد یہ ری امت کے) لوگ 2- گروہوں میں

سیمہ ہو جائیں کے (یعنی سیدنا علیؑ) اور حضرت معاویہؓ پھر ان دونوں (مسلمان) کرو ہوں کے اندر ہی سے ایک (تیر) فرقہ (یعنی خوارج کا) الک ہو جائے گا اور اس الک کو اتنا بڑا افتخار (خواہ) ہے کہ جگہ جگہ اپنے نام کے لامبا لامبا سکنگ (لعنگ) اور لامبا لامبا سکنگ (لعنگ) کے نام سے اعلان کیا جائے گا۔

- 11** **نحو** ”اقرب الحق“ سے مراد ہے: ”حق والاً گروہ“ اور دلیل اسکی یہ ہے کہ قرآن حکیم میں خود اللہ تعالیٰ نے غزوہ احمد کے موقع پر منافقین کے واضح کفر کیلئے بھی ”اقرب“ کا لفظ استعمال فرمایا ہے: [سُورَةُ الْأَعْمَارُ : 167] چنانچہ اسی حکیم میں **سُنْنَةُ الْكَبِيرِ لِلْبَيْهِقِيِّ** کی حدیث میں ہے: سیدنا عمار بن یاسرؓ نے فرمایا: ”مت کہو کہ مل شام (یعنی حضرت معاویہؓ کے گروہ) نے کفر کیا بلکہ کہ انہوں نے فتن (گناہ کبیرہ) کیا، یا پھر کہو کہ (آپنی جانوں پر) ظلم کیا۔“ [سُنْنَةُ الْكَبِيرِ لِلْبَيْهِقِيِّ : 16721 ، اسنادہ صحیح]
- 22** **صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوسعید خدریؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میں غیمت تقسم فرمائے تھے کہ عبد اللہ بن زوالخوبصرہ تینی آیا اور کہنے لگا: ”آے محمدؑ! انصاف کرو!“ آپؑ نے جلال میں آکر فرمایا: ”توبہ دہو! جب میں ہی انصاف نہ کروں گا تو اور کون کرے گا؟“ سیدنا عمر بن خطابؓ نے عرض کی: مجھے اجازت دیجئے کہ اس (گستاخ) کوں کردوں۔ آپؑ نے فرمایا: ”رہنے دو! اس کے کچھ ساختی (مستقل میں) ایسے بھی ہوں گے کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز اور اپنے روزے کو ان کے روزے کے مقابلے میں مقابلے میں حقیر سمجھو گے (یعنی وہ خوارج بہت عبادت گزار ہوں گے) یہ لوگ دین میں سے یوں خارج ہو جائیں گے جیسے تیراپنے بدف سے آر پار نکل جاتا ہے اور اُس تیر کے اگلے پچھلے اور درمیان کسی بھی حصہ پر کوئی نشان نہیں لکھتا اور وہ گوبر او رخون میں سے صاف نکل جاتا ہے۔ اُن خوارج کی ایک نشانی یہ ہو گی کہ ان میں سے ایک شخص کا کٹا ہوا بابزو عورت کے پستان جیسا ہو گا اور یہ لوگ اختلاف (جو سیدنا علیؓ کے درمیان ہوا) کے وقت ظاہر ہوں گے۔“ سیدنا ابوسعید خدریؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو (یہ سب باقی) فرماتے ہوئے ساتھا اور میں (یہ بھی) گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا علیؓ نے اُن خوارج کو (جگ نہروں میں) قتل کیا اور میں بھی آپؑ کے ساتھ تھا اور پھر (خوارج میں سے) ایک شخص کی لاش لائی گئی جس میں وہ تمام علمات موجود تھیں جو رسول اللہ ﷺ نے (پیش گوئی) ذکر فرمائی تھیں۔ اور اسی سے متعلق قرآن کی یہ آیت بھی نازل ہوئی: ”اور ان میں سے بعض آپؑ پر صدقات (کی تقسیم) میں طعن کرتے ہیں۔“ [سُورَةُ التُّوبَةِ : 58] [صحیح بخاری : 6933 ، صحیح مسلم : 2456]
- 23** **سُنْنَةُ نَسَانِيِّ الْكَبِيرِ کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ بیان فرماتے ہیں کہ جب حرب یہ (خوارج) کاظہ ہوا تو انہوں نے ایک الگ جگہ کو اپنا مسکن بنالیا اور ان کی تعداد 6000 تھی۔ میں نے امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالبؓ سے عرض کی کہ آپؑ نماز (ظہر) تھوڑی ٹھٹھی (یعنی موخر) کروں تاکہ میں اُن لوگوں (خوارج) سے گفت و شنید کر سکوں۔ سیدنا علی ابن ابی طالبؓ نے فرمایا: مجھے خوف ہے کہ وہ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچائیں۔ میں نے عرض کی کہ قطعاً آیا کوئی امکان نہیں ہے۔ چنانچہ میں نے اچھا باب زیب تن کیا اور بال سنوارے اور ان کے پاس پہنچ گیا۔ میں دوپر کا وقت تھا اور وہ کھانا کھا رہے تھے۔ انہوں نے (مجھے دیکھ کر) کہا: مر جاؤ اے ابن عباس! کہو کیسے آنا ہوا؟ میں نے جواب دیا: میں تمہارے پاس مہاجر و انصار صحابہؓ، رسول اللہ ﷺ کے چچازاد اور داماڈ (سیدنا علی ابن ابی طالبؓ) کی طرف سے آیا ہوں۔ اُن (کے حالات) پر قرآن حکیم اُتر، الہذا وہ قرآن کی تغیرت سے کہیں بہتر جانتے ہیں اور تم میں ان جیسا (فضیلت والا) کوئی بھی موجود نہیں۔ (میرے آنے کی غرض یہ ہے کہ) میں تمہیں اُن کا موقف پہنچادوں اور تمہارا موقف اُن تک پہنچادوں۔ چنانچہ (یہ بات سن کر) اُن میں سے بہت سے لوگ میرے پاس آبیٹھے۔ میں (سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ) نے اُن (خوارج سے) سوال کیا: مجھے اس بات کی دلیل کی دلیل کی روشنی میں تم لوگوں نے صحابہؓ اور رسول اللہ ﷺ کے چچازاد اور داماڈ (سیدنا علی ابن ابی طالبؓ) سے دشمنی مول لے لی ہے؟ انہوں نے کہا: اس اختلاف کی 3- وجہات ہیں۔ میں نے کہا: وہ 3- وجہات کون سی ہیں؟ اُن میں سے ایک نے کہا: پہلی بات تو یہ ہے کہ انہوں (سیدنا علی ابن ابی طالبؓ) نے اللہ تعالیٰ کے معاملے میں انسانوں کو تقاضی ختمہرالیا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کافرمان ہے: ”فِيَلَى كَمِيَرِ صَرْفِ اللَّهِ تَعَالَى كَوْحَاصِلَ هَيْ“ [آل انعام : 57] الہذا اس معاملے میں انسانوں کے فیصلے سے کیا سروکار؟ میں نے کہا: یہ ایک اعتراض ہوا (یعنی اگلا اعتراض بتاؤ؟) انہوں نے دوسرا سبب بتایا کہ انہوں (سیدنا علی ابن ابی طالبؓ) نے (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گروہ کے ساتھ جنگ جمل اور حضرت معاویہؓ کے گروہ کے ساتھ جنگ صفين میں) جنگ کی گرنہ تو ان کے قیدیوں کو لوٹنی اور غلام بنا یا اور نہ ہی مال غیمت جمع کیا! اگر وہ کافر تھے تو انہیں قیدی بنانا بھی درست تھا اور اگر وہ مومنین تھے تو سرے سے اُن کے ساتھ قتال کرنا بھی غلط ہوا! میں نے کہا: ”یہ دو باقی تو ہو گئیں اُب تیر اعتراض بتاؤ؟“ انہوں نے کہا: انہوں (سیدنا علی ابن ابی طالبؓ) نے (حضرت معاویہؓ کے ساتھ معاہدے کی تحریر میں) اپنے نام لفظ ”امیر المؤمنین“ مٹوادیا ہے، الہذا اگر وہ امیر المؤمنین نہیں ہیں تو کیا امیر الکافرین ہیں؟ میں نے کہا: ان 3- اشکال کے علاوہ کوئی اور اعتراض بھی ہے؟ انہوں نے کہا: بھی 3- کافی ہیں۔ میں نے کہا: اگر تمہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت سے کچھ بیش کروں جس سے تمہارے اشکالات حل ہو جائیں تو مان لو گے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں بالکل! میں (سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ) نے کہا: تمہارا یہ اعتراض کہ سیدنا علی ابن ابی طالبؓ نے اللہ تعالیٰ کے معاملے میں انسانوں کو تقاضی ختمہرالیا ہے (اوپر یون فر کار تکاب کیا)، تو میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب ہی میں سے دکھادیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک چوتھائی درہم کی مالیت (جیسی تغیرت) پر فیصلہ انسانوں کے پر فرمایا ہے کہ وہ اس کا فیصلہ کریں، دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”آے ایمان والو! حالت احرام میں شکار مت کرو اور تم میں سے جو جان بوجھ کرایا کر بیٹھئ تو (اُس شکار) کے برابر کسی جانوں کو بطور کفارہ پیش کرے، جس کا فیصلہ تم میں سے 2- معتبر افراد کریں گے۔“ [آلہاندہ : 95] اُب دیکھ لو کہ یہ محول اور چھوٹا سا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے سپرد فرمایا جبکہ وہ خود ہی فیصلہ فرماسکتا تھا مگر پھر بھی اُس نے انسانی فیصلے کو جائز رکھا۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ (انسانی فیصلے سے) امور مسلمین کی اصلاح کرنا اور امن کی خاطر بھی خورزی دہنے کا اہم اور افضل ہے یا (حالہ احرام میں شکار کیے گئے) خوش کا معاملہ زیادہ ضروری ہے؟ اُن (خوارج) نے جواب دیا: کیوں نہیں! یہی مسلمانوں کے درمیان صلح کروانا ہی زیادہ افضل ہے۔ (پھر میں نے دوسری دلیل دیتے ہوئے کہا): اللہ تعالیٰ نے عورت اور اُس کے شوهر کے بارے میں فرمایا: ”اگر تمہیں اُن کے مابین ناچاکی کا خوف ہو تو اُس (مرد) کی طرف سے ایک ثالث اور اُس (عورت) کی طرف سے ایک ثالث مقرر کرلو۔“ [آلہنساء : 35] میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں

کہ (انسانی فیصلے سے) امور مسلمین کی اصلاح کرنا اور آمن کی خاطر باہمی خونریزی روکنا زیادہ اہم اور افضل ہے یا جھن ایک عورت کے ازوای معاں ملے کو سنوارنا زیادہ افضل ہے؟ انہوں **12** نے کہا: بالکل ٹھیک! پھر میں نے کہا: تمہارا یہ اعتراض کہ سیدنا علی ابن ابی طالب **رض** نے قتال تو کیا مگر (فریق خلاف کو) جنگی قیدی نہیں بنایا اور نہ (آن کے مال سے) غنیمت حاصل کی۔ مجھے یہ بتاؤ کہ کیا تم اپنی ماں اُم المونین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو جنگی قیدی بنانا چاہتے ہو؟ اور دیگر جنگی قیدی خواتین کی طرح انھیں بھی اپنے لئے حلال کرنا چاہتے ہو جبکہ وہ تمہاری ماں ہے! اگر تمہارا جواب یہ ہو کہ ہم انھیں دیگر قیدی عورتوں کی طرح حلال جانتے ہیں تو تم کافر ہو جاؤ گے اور اگر یہ کہو کہ وہ تو ہماری ماں ہی نہیں تو پھر بھی یہ کافر ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے: ”نبی ﷺ مونین پر اُن کی جانوں سے بڑھ کر حق رکھتے ہیں اور اُن کی بیویاں اُن (مونین) کی مائیں ہیں۔“ [الاحزاب : 6] اس طرح تم دو بڑی گراہیوں میں پھنس گئے ہو اور مجھے ان سے نکل کے دکھاؤ؟ دوسرا اعتراض کا جواب مل گیا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! پھر میں نے کہا کہ تمہارا یہ اعتراض کہ (چونکہ) حضرت معاویہ **رض** کے اعتراض کرنے پر، کیونکہ حضرت معاویہ **رض** سیدنا علی ابن ابی طالب **رض** کو خلیفہ نہیں تسلیم کرتے تھے اس لئے) سیدنا علی ابن ابی طالب **رض** نے خود اپنے مرضی سے لفظ امیر المونین مٹاویا ہے تو اس کا جواب وہ دوں گا جو تمہیں پسند ہو گا۔ دیکھو! رسول اللہ ﷺ نے صلح حدیبیہ میں تحریر کراتے وقت اپنام ”محمد رسول اللہ ﷺ“ لکھوا یاختا، جس پر کفار نے اعتراض کیا کہ سارا جھگڑا ہی اسی بات کا ہے کہ تم آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا رسول نہیں مانتے، چنانچہ آپ **رض** نے سیدنا علی ابن ابی طالب **رض** (جو تحریر کیا ہے تھے) سے ارشاد فرمایا کہ اے علی **رض**! یہ (الفاظ) مٹاوی، اے اللہ تعالیٰ تجھے معلوم ہے کہ میں تیرا رسول ہوں، اے علی **رض**! یہ لکھو: ”محمد بن عبد اللہ“۔ باقی تفصیل آگے حدیث نمبر: 45 کے تحت آرہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! رسول اللہ ﷺ، سیدنا علی **رض** سے کہیں زیادہ بہتر ہیں پھر بھی انہوں نے لفظ ”رسول اللہ ﷺ“ کو خود کہہ کر مٹاویا جس سے آپ **رض** کی شان نبوت میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ تیرے اعتراض کا جواب بھی مل گیا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! چنانچہ (اس علی مباحثے کی برکت سے) اُن میں سے 2000- افراد اُسی موقع پر تائب ہو کر واپس لوٹ آئے جبکہ باقی 4000- خوارج مہاجر و انصار صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے ہاتھوں گمراہی کی حالت میں مارے گئے۔

24 **المصنف ابن ابی شیۃ کی حدیث میں ہے:** سیدنا طارق بن شہاب تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا علی ابن ابی طالب **رض** کے پاس تھا تو ان سے سوال کیا گیا کہ اہل نہروان (یعنی خوارج) مشرکین ہیں؟ آپ **رض** نے فرمایا کہ (نہیں) شرک سے تو وہ بھاگے ہیں (یعنی مسئلہ تکمیل پر انھوں نے توحید کا ہی توہا تھا تو وہ مشرک کیونکہ ہو سکتے ہیں) پھر پوچھا گیا تو کیا پھر وہ منافق ہیں؟ فرمایا نہیں! منافقین تو واللہ تعالیٰ کو بہت ہی کم یاد کرنے والے ہوتے ہیں (یعنی خوارج تو عدسه زیادہ عبادت گزار ہیں تو وہ منافق کیونکہ ہو سکتے ہیں) پھر پوچھا گیا کہ آخر وہ (خوارج) کیا ہیں؟ سیدنا علی **رض** نے فرمایا: ”یہ (ہمارے) ایسے لوگ ہیں جنہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے۔ (صرف باغی ہیں مشرک یا منافق نہیں)“ **سنن الکبریٰ للبیہقیٰ کی حدیث میں ہے:** سیدنا نافع تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر **رض** ”خشیہ“ (یعنی مختار ثقہی کے گروہ کے لوگوں) اور خوارج کو سلام کہا کرتے تھے حالانکہ وہ (مسلمانوں سے) برقرار قاتل رہتے تھے۔ اور سیدنا عبد اللہ بن عمر **رض** فرمایا کرتے تھے: ”جو کوئی ”حیی علی الصلوٰۃ“ کہہ کر مجھ نماز کیلئے بلاے گا تو میں اُس کی دعوت قبول کروں گا (یعنی اُس کے پیچھے نماز پڑھوں گا) اور جو کوئی ”حیی علی الفلاح“ کہہ کر بلاے گا میں اُس کی پاکار پر بھی لبیک کہوں گا (یعنی اُس کے پیچھے نماز پڑھتا رہوں گا)۔ مگر جو کوئی مجھے یہ کہا کہ آؤ اپنے مسلمان بھائیوں سے جنگ کریں اور اُن کا مال لوئیں تو پھر میں انکار کروں گا۔

[المصنف ابن ابی شیۃ: 39097 اسنادہ صحیح، سنن الکبریٰ للبیہقی: 5305 ، قال الشیخ زبیر علیزی فی مقالات جز-1: اسنادہ صحیح]

25 **المُسْتَدِرُكُ لِلْحَاكِمِ اور سنن نسائی الکبریٰ کی حدیث میں ہے:** سیدنا عمر بن یاسر **رض** بیان فرماتے ہیں کہ غزوہ ذی الحشیرہ کے دوران میں اور سیدنا علی **رض** رفیق سفر تھے، رسول اللہ ﷺ نے وہاں پڑاؤ ڈالا اور (چکھ دیر) مقیم رہے۔ اسی دوران ہم نے بنی مدح کے کچھ لوگوں کو کھجور کے باغات میں کام کرتے دیکھا تو سیدنا علی **رض** اور میں اُنکے پاس آئے اور کچھ دیر تک اُن کا کام دیکھتے رہے، پھر ہم پریندا غائب آگئی تو ہم دونوں جا کر کھجور کے چھوٹے پودوں میں مٹی پر لیٹ کر سو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ ہی نے اکر آپنے پاؤں مبارک سے ہمیں ہلاکر بیدار فرمایا اور ہماری حالت یقینی کہ ہم گرد سے خوب آلوہ ہو چکے تھے۔ (اس موقع پر) رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی **رض** سے فرمایا: ”اے ابو تراب (یعنی مٹی والے) اُھو! پھر فرمایا: ”میں تم دونوں کو سب انسانوں سے بڑھ کر دو بدرجنت افراد کے بارے میں نہ بتاؤ؟“ ہم نے عرض کیا ضرور بتائیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پہلا بدرجنت تو وہ تو قوم شہود کا جنم نامی شخص تھا جس نے اونٹی کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں اور دوسرا (درجنت) وہ شخص ہے جو اے علی **رض**! تمہارے سر پر توارے ضرب لگائے گا اور تمہاری داڑھی کو سر کے خون سے رنگ دے گا۔“

[المُسْتَدِرُكُ لِلْحَاكِمِ: 4679 ، قال الامام حاکم والامام الذہبی: اسنادہ صحیح علی شرط مُسْلِم ، السُّلْسُلَةُ الصَّحِيحةُ: 1743 ، قال الشیخ الالبانی: اسنادہ صحیح] [سنن نسائی الکبریٰ: 8538 ، قال الشیخ غلام مصطفیٰ ظہیر فی خصائص علی تحت الحديث 8538: اسنادہ صحیح]

چوتھے خلیفہ ارشد سیدنا علی **رض** کی خلافت ایک آخری کوش تھی کہ سیدنا ابو بکر **رض** کی اُسی خلافت راشدہ ححفوظہ کو دوبارہ بحال کر دیا جاتا کہ جس کو تیرے خلیفہ راشد سیدنا عثمان **رض** کے دور خلافت میں (سیدنا عثمان **رض**) نے خود تو نہیں بلکہ اُن کے چند رشتہ دار) بنو امیہ کے شریکوں نے عملی طور پر خلافت راشدہ مفتونہ بنا دیا تھا اور صحیح الائمه حادیث میں ان فتویوں کی پیش گوئی بھی پہلے سے موجود تھی۔ لیکن سیدنا علی **رض** کی شہادت کے بعد قوم شہود کی طرح اس امت پر بھی ملوکیت کا عذاب مسلط ہو گیا جو آج تک کسی شکل میں باقی ہے۔ چنانچہ اسی ضمن میں **المُسْتَدِرُكُ لِلْحَاكِمِ اور مجمعُ الزوائدِ کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبد اللہ بن عمر **رض** فرمایا کرتے: ”مجھے پوری زندگی کسی بھی چیز کا اتنا آفسوں نہیں ہے جتنا اس بات پر کہ میں نے سیدنا علی **رض** کے ساتھ مل کر (قرآنی حکم: النساء: 59 اور الحجرات: 9 کے مطابق) باغی گروہ کے خلاف جنگ (جمل، صفين اور نہروان) نہیں کی۔“ [المُسْتَدِرُكُ لِلْحَاكِمِ: 6360 ، قال الامام حاکم: اسنادہ صحیح ، مجمعُ الزوائد: 12054 ، قال الامام الہیشمی: اسنادہ صحیح]

نوٹ

﴿فِرَقَةٌ وَارِيتُ سَقَّ كَر، صَرْفُ "قُرْآنُ اورْ صَحِيحُ الْإِسْلَامَادَهَادِيَّتُ" کو جَوَتْ وَلِيلَ مَانِنْ، اورْ جَهُوَّنْ، بَيْنَدَ اورْ "ضَعِيفُ الْإِسْلَامَادَهَاجِنِيَّ رَوَايَاتُ" کے فَقَوْنَ سَبَقَنْ والَّوْنَ كَلِيَّهُ﴾

C رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات سے ایک مہینہ قبل مستقبل میں ہونیوالے حکومتی بگاڑ سے متعلق غیبی خبریں دے دیں تھیں! ⑯

26

صحیح نخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا عقبہ بن عامر ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے 8 سال بعد (یعنی اپنی وفات والے سال 11 ہجری میں) شہادے احمد کے قبرستان میں پڑھا (اور آپ ﷺ کا آنداز یوں تھا کہ) گویا آپ ﷺ زندوں اور مردوں ہر ایک سے رخصت ہونے والے ہیں۔ پھر آپ ﷺ منبر پر چڑھے اور فرمایا: ”میں تمہارا پیش رو ہوں اور میں تم پر گواہ بھی ہوں اور (آئندہ) تمہاری اور میری ملاقات حوض (کوثر) پر ہو گی، جسے میں سیئیں سے اس وقت دیکھ رہا ہوں۔ اور پیش بھجے زمین کے خزانوں کی چاپیاں عطا فرمائی ہیں (یعنی میری امت کو سلطنت روم اور سلطنت فارس کے خزانوں کا ماکن بنایا جائے گا)۔ مجھے (اپنے بعد) تمہارے متعلق یہ خوف نہیں کہ تم مشکر ہو جاؤ گے لیکن اس بات سے ڈرتا ہوں کہ دنیا میں مگن ہو جاؤ گے۔“ سیدنا عقبہ ﷺ کا بیان ہے کہ اس موقع پر میں نے آپ ﷺ کو آخری بار منبر پر دیکھا۔ **صحیح مسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا عقبہ بن عامر ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مقتولین احدا جنازہ پڑھا اور پھر منبر پر چڑھے اس انداز سے کہ گویا زندوں اور مردوں کو الودع کہنے والے ہوں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں حوض (کوثر) پر تمہارا پیش رو ہوں اور اس (حوض کوثر) کی پوچھائی ایلہ اور حجۃ (کی درمیانی مسافت) کے برابر ہے، مجھے یہ خوف تو نہیں کہ تم (یعنی حجاج کرام ﷺ) میرے بعد شرک کرنے لگ جاؤ گے مگر ڈر اس بات کا ہے کہ تم دنیا کے حریص ہیں جاؤ گے اور (دنیا کی خاطر) آپس میں فعال کرو گے اور بالآخر ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح تم سے پہلے کے لوگ ہلاک ہو چکے ہیں۔“ سیدنا عقبہ ﷺ کا بیان ہے: ”اسی موقع پر میں نے آخری بار منبر پر آپ ﷺ کا دیدار کیا تھا۔“ [صحیح بخاری : 4042 ، صحیح مسلم : 5977]

27

صحیح مسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا عبد اللہ بن عباس ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ (فتح) مکہ کے موقع پر جب ابوسفیان نے اسلام قبول کر لیا تو مسلمان نے تو حضرت ابوسفیان ﷺ کی طرف دیکھتے تھے نہ ہی ان کے ساتھ بیٹھتے تھے (یونکہ حضرت ابوسفیان ﷺ نے اسلام لانے سے پہلے پوری زندگی مسلمانوں سے جنگیں کیں اور مسلمانوں کو تکالیف دی تھیں)۔ چنانچہ حضرت ابوسفیان ﷺ نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ میری 3 باتیں پوری فرمادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھیک ہے۔ چنانچہ حضرت ابوسفیان ﷺ نے عرض کی میری بھی سیدہ ام حبیبة رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھیک ہے۔ پھر انہوں نے عرض کی کہ آپ ﷺ مجھے حکم دیں کہ میں اب کفار کے ساتھ بھجوں جیسا کہ پہلے مسلمانوں کے ساتھ لڑتا رہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھیک ہے۔ پھر عرض کی کہ آپ ﷺ میرے بیٹے معاویہ ﷺ کو اپنا کاتب (لکھائی کرنے والا) مقرر فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھیک ہے۔ اس حدیث کے راوی سیدنا ابوزیم میل تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اگر حضرت ابوسفیان ﷺ خود سے رسول اللہ ﷺ سے درخواست نہ کرتے تو آپ ﷺ کبھی بھی حضرت ابوسفیان ﷺ کو یہ (اعزازات) عطا نہ فرماتے۔ یونکہ آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب بھی کوئی آپ ﷺ سے کسی شے سے متعلق سوال کرتا تو آپ ﷺ کبھی انکا رہنیں فرماتے تھے۔ **صحیح مسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبد اللہ بن عباس ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں دروازے کے پیچے چھپ گیا۔ آپ ﷺ نے آکر (پیارے) مجھے گدی پر ہلکی سی ضرب لکائی اور فرمایا: ”جاوہ اور معاویہ ﷺ کو میرے پاس بلکر لاو۔“ سیدنا عبد اللہ بن عباس ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ میں گیا اور (وابس آکر) بتایا کہ وہ کھانا کھار ہے ہیں۔ آپ ﷺ نے (کچھ دیر بعد) پھر فرمایا: ”جاوہ اور معاویہ ﷺ کو میرے پاس بلکر لاو۔“ میں پھر سے گیا اور آکر بتایا کہ وہ کھانا کھار ہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس (معاویہ ﷺ) کا پیٹ سیرنہ کرے۔“ **دلائل النبوة للبيهقي کی ایک حدیث میں ہے کہ** سیدنا عبد اللہ بن عباس ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو مجھے یہ خیال گزرا کہ آپ ﷺ میری طرف ہی آئے ہیں، چنانچہ میں چھپ گیا، مگر (آپ ﷺ نے مجھے ڈھونڈ کر لا) آپ ﷺ نے مجھے ہلکی سی چپت لگائی اور فرمایا: ”جاوہ اور معاویہ ﷺ کو میرے پاس بلکر لاو۔“ اور وہ (حضرت معاویہ ﷺ) وحی کھا کرتے تھے۔ میں گیا اور انہیں پیغام دیا تو جواب میں کہا گیا کہ وہ کھار ہے ہیں۔ میں نے آکر آپ ﷺ کو بتا دیا۔ آپ ﷺ نے (کچھ دیر بعد) پھر فرمایا: ”جاوہ اور معاویہ ﷺ کو میرے پاس بلکر لاو۔“ میں پھر گیا تو وہی جواب ملا کہ وہ کھا رہے ہیں، میں نے پھر آپ ﷺ کو ساری بات بتا دی۔ پھر آپ ﷺ نے تیرسی مرتبہ فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس کا پیٹ سیرنہ کرے۔“ اس حدیث کے راوی سیدنا ابوحجزہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اُن (حضرت معاویہ ﷺ) کا پیٹ کبھی بھی سیرنہ ہو سکا۔“ پھر امام ہنری قری رحمہ اللہ اسی حدیث کے ساتھ لکھتے ہیں: ”راوی (سیدنا ابوحجزہ رحمہ اللہ) کے یہ لفاظ اس بات کی دلیل ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی (حضرت معاویہ ﷺ سے متعلق کی ہوئی) دعا قبول ہو گئی۔“

[صحیح مسلم : 6409 اور 6628 ، دلائل النبوة للبيهقي : 2506 ، قال الشیخ زیبر علیزی فی توضیح الاحکام جزء 2 والشیخ غلام مصطفی ظہیر فی السنۃ - 49 : اسناده صحیح]

نوٹ

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (المُتُوفِّی - 852ھ) لکھتے ہیں: ”امام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں (صحیح بخاری میں حضرت معاویہ ﷺ سے متعلق باب کے عنوان میں) صرف لفظ ”ذکر معاویہ“ بیان کیا اور فضیلت یا منقبت جیسے الفاظ ذکر نہیں کئے کیونکہ اس حدیث سے کوئی فضیلت معلوم نہیں ہوتی۔ البتہ سیدنا عبد اللہ بن عباس ﷺ کا حضرت معاویہ ﷺ کیلئے فقیر اور صحابیت کا بیان ہی بطور فضیلت کافی ہے۔ تاہم امام ابن ابی عاصم رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ ﷺ کے مناقب میں ایک رسالہ لکھا ہے۔ اسی طرح کا کام ابو عمر غلام ثعلب اور ابو بکر نقاش نے بھی کیا ہے اور امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے بھی (من گھڑت احادیث کی نشاندہی کرنے والی انکی مشہور کتاب) ”الموضوعات“ میں بھی کچھ روایات ذکر کر کے امام اسحاق بن راھویہ رحمہ اللہ کا یوں بھی لقیل کیا ہے: ”حضرت معاویہ ﷺ کی فضیلت میں (صحابت کے سوا) کوئی چیز ثابت نہیں ہے۔ (امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں) بھی وجہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنے استاد (امام اسحاق بن راھویہ رحمہ اللہ) پر اعتماد کرتے ہوئے (حضرت معاویہ ﷺ کے ذکر میں) لفظ: فضیلت یا منقبت استعمال

14 کرنے سے گریز کیا ہے، تاہم اپنی گھری نظر سے ایسا استباط فرمایا (یعنی حضرت معاویہؓ کو صحابی ثابت کیا ہے) کہ جس سے رواض کی سرکوبی ہو گئی ہے۔ اور امام نسائی رحمہ اللہ کا واقعہ اس بارے میں مشہور ہے کہ انہوں نے بھی اپنے استاد (امام اسحاق بن راصوی رحمہ اللہ) کے قول پر اعتماد کیا (اور اپنی مشہور کتاب ”فضائل صحابہؓ“ میں کوئی حدیث حضرت معاویہؓ کی فضیلت سے متعلق نہیں جمع فرمائی) اور پھر امام حاکم رحمہ اللہ کا تقصیہ بھی اسی طرح ہے۔ امام ابن حوزی رحمہ اللہ نے عبد اللہ بن احمد سے اُن کے والد امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا مکالمہ بھی ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اپنے والد امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا کہ سیدنا علی بن ابی طالبؓ اور حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کے (اختلافات سے متعلق آپ کی کیارائے ہے؟ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے تھوڑی دیریک سر جھکائے رکھا پھر فرمایا：“میرے بیٹے! خوب سمجھ لو کہ سیدنا علی بن ابی طالبؓ کے دشمن بہت زیادہ تھے، جنہوں نے اُن کے عیوب تلاش کرنا چاہے مگر ناکام رہے۔ چنانچہ ان دشمنوں نے (ایک تبادل چال کے طور پر) ایک دوسرا شخص (حضرت معاویہؓ) کو مقصود برداری کے لئے موزوں پا یا جو ان سے جنگ کرچکا تھا۔ چنانچہ ان دشمنوں نے سیدنا علیؓ کے مقابلہ پر ان (حضرت معاویہؓ کو) بڑھا چکا کہ پیش کیا۔ (امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں) ”امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے اس جواب میں اشارہ ہے کہ کچھ لوگوں نے حضرت معاویہؓ کیلئے بے نیا دفضل گھر لیے جن کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ حضرت معاویہؓ کیلئے روایات فضیلت تو بہت سی آئی ہیں مگر ان احادیث میں سے کوئی بھی (اصول محدثین پر) اسنادی حیثیت سے صحیح نہیں ہے۔ (اسی لئے) امام اسحاق بن راصوی رحمہ اللہ اور امام نسائی رحمہ اللہ نے اس موقف کو بڑے یقین کے ساتھ اختیار کیا ہے۔ (یعنی صحابیت کے سوا حضرت معاویہؓ کے فضائل میں متعلق کوئی بھی صحیح حدیث نقل نہیں ہوئی ہے)“

[فتح الباری شرح صحيح البخاری لابن حجر العسقلانی تحت ”باب ذکر معاویۃ“، صحيح بخاری : 3766]

28 صحیح مسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا عبد الرحمن بن عبد رب الکعبۃ تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں آیا تو دیکھا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاصؓ کعبہ کے سامے میں تشریف فرمائیں اور ان کے گرد لوگوں کا جامون ہے تو میں بھی ان کے پاس آیا ہم۔ انہوں نے فرمایا：“ایک مرتبہ رسول اللہؓ کے ہمراہ سفر میں تھے۔ ایک جگہ پڑا وکیا تو کچھ لوگ وہاں آپنے خیے درست کرنے لگ گئے تو کچھ تیر اندازی (کی میشن) میں مشغول ہو گئے جبکہ کچھ لوگ مویشی چرانے لگے۔ (اسی دوران) آچانک رسول اللہؓ کے منادی نے صد الگانی: ”نماز کھان کرنے والی ہے“، (در اصل ان الفاظ سے اس وقت لوگوں کو جمع کیا جاتا تھا) یہن کہم سب رسول اللہؓ کے پاس جمع ہو گئے تو آپؓ نے خطبه ارشاد فرمایا：“ مجھ سے پہلے بھی ہر نبی ﷺ کا یہ فرض تھا کہ وہ اپنی امت کو ان کی بھلائی (کے راستے) کی خبر دے اور ان کو شر (کے راستے) سے بخدا رکرے۔ اور تمہاری اس امت (امت محمدؓ) کی عافیت (خیریت اور بھلائی) کا دفت اس کا ابتدائی دور ہے۔ بہت جدا اسکے بعد واہے دو ریس ایسی میسیتیں اور (فتنه والی) پیزیر آئیں گی کہم اُن سے نا آشنا ہو گے۔ ایسے فتنے میں کہ میں گی کہم اُن سے نا آشنا ہو گے۔ پھر ایسا فتنہ آئے گا کہ میں گی موت ہو گی مگر وہ فتنہ چھپ جائے گا۔ پھر ایسا فتنہ آئے گا کہ میں گی موت ہو گی اور آخرت پر (کامل اور ہر نیا آنے والا فتنہ پچھلے سے بدتر ہو گا۔ یہاں تک کہ ایسا فتنہ بھی آئے گا کہ میں گی موت ہو گی اس حال میں آئے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر (کامل اور حقیقی) ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ وہی بر تاؤ کرے جو وہ لوگوں سے اپنے حق میں کروانا چاہتا ہے۔ اور جو امام (یعنی وقت کے حکمران) کی بیعت کر لے اور دل و جان سے اطاعت قبول کر لے، اُس سے جہاں تک ہو سکے اطاعت کرنی چاہیے۔ پھر اگر کوئی اور آکر اُس (پہلے حاکم) سے (اقتدار کیلئے) جھگڑا کرے تو دوسرے (مدعی اقتدار) کی گردن مار دو۔“ عبد الرحمن بن عبد رب الکعبۃ تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ (یہ حدیث سن کر) میں اُن (حدیث بیان کرنے والے صحابی سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاصؓ) کے قریب ہوا اور عرض کی: ”میں آپؓ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ کر کر پوچھتا ہوں کہ آپؓ نے کیا یہ ساری باتیں خود رسول اللہؓ سے سنی ہیں؟“ (میرے اس سوال پر) انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ کا نوں اور دل پر لے جا کر کہا: ”ہاں! میرے کانوں نے (خود رسول اللہؓ سے اس حدیث کو) سن اور میرے دل نے اسے محفوظ کر لیا۔“ پھر میں نے عرض کی: ”آپؓ ہمیں امیر کی اطاعت پر ابھار ہے ہیں جبکہ ہمارا حکمران اور آپؓ کے چچا کے بیٹے حضرت معاویہؓ تو ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم آپؓ میں ایک دوسرے کے اموال حرام طریقے سے کھائیں اور آپؓ میں ایک دوسرے کو قتل کریں (یعنی مسلمانوں سے لڑیں) حالانکہ اللہ تعالیٰ تو ہمیں حکم دیتا ہے: ”اے ایمان والو! اپنے اموال آپؓ میں حرام طور پر مت کھاؤ، سوئے اسکے کہ تمہاری باہمی رضا مندی سے تجارت ہو اور اپنی جانوں کو قتل نہ کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر بہت ہم بران ہے۔“ [النساء : 29] (میرا یہ سوال سن کرو) وہ (سیدنا عبد اللہ بن عمروؓ) کچھ دریک تذمیر شر ہے پھر فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی اطاعت (کے کاموں) میں اُن (حضرت معاویہؓ) کی اطاعت کرو، اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی (کے کاموں) میں اُنکی نافرمانی کرو۔“ [صحیح مسلم : 4776]

29 صحیح مسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا ابوسعید خدریؓ بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہؓ کی حیات مبارکہ میں (رمضان کا) نظرانہ، ہر چھوٹے بڑے، آزاد اور غلام کی طرف سے ایک صاع (تقریباً اڑھائی کلو) اشیائے خوردنی (یعنی آنماج مثلاً گندم اور جو وغیرہ) کا نکالا کرتے، یا ایک صاع پیز، یا ایک صاع جو، یا ایک صاع کھجور، یا ایک صاع منقی نکالا کرتے تھے۔ پس یہ سنت عمل اسی طرح جاری رہا یہاں تک کہ ہمارے پاس حضرت معاویہؓ (شام سے) جی یا عمر کے کیلئے آئے اور انہوں نے نمبر پر لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ”میں سمجھتا ہوں کہ شامی گندم کے 2 مدد (نصف صاع) ایک صاع کھجور کے برابر ہیں۔“ چنانچہ لوگوں نے بھی اُسی (رائے و اجتہاد) پر عمل شروع کر دیا تو سیدنا ابوسعید خدریؓ نے ارشاد فرمایا: ”جباں تک میر اتعلق ہے، میں تو زندگی بھر اُسی طرح (سنت کے مطابق فطرانہ ایک صاع ہی) نکالتا رہوں گا جیسے میں زندگی بھر نکالتا رہوں گا۔“ [صحیح مسلم : 2284]

30 صحیح مسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا ابوقلابتابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سرز مین شام میں سیدنا مسلم بن یمار رحمہ اللہ کے (علی) حلقہ میں موجود تھا کہ وہاں سیدنا ابوالاشعث تابعی رحمہ اللہ تشریف لائے، تو لوگوں نے کہنا شروع کر دیا: ابوالاشعث آگئے، ابوالاشعث آگئے (یعنی آئے پر خوشی کا اٹھا کریا۔ چنانچہ جب وہ تشریف فرمائو گئے تو

15 میں نے سیدنا ابوالشعث رحمہ اللہ سے درخواست کی کہ ہمیں سیدنا عبادہ بن صامت رض والی حدیث تو شادیں۔ انہوں نے فرمایا ٹھیک ہے: ”(غور سے سنو!) ہم نے بہت ساری جنگی مہماں سر کیں اور بکثرت مال غیمت حاصل کیا اور ان دونوں حضرت معاویہ بن ابی سفیان رض ہمارے حکمران تھے۔ ہمارے مال غیمت میں چاندی کے برتن بھی تھے، حضرت معاویہ رض ایک شخص کو حکم دیا کہ ان برتوں کو لوگوں کی تختوں ہوں کے عوض فروخت کر دے۔ لوگوں نے اس سودے میں بہت دل چھپی سے حصہ لیا۔ جب یہ بات سیدنا عبادہ بن صامت رض تک پہنچی تو انہوں نے اس عمل کی اعلانیہ مخالفت کرتے ہوئے فرمایا: ”میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وس علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سننا کہ آپ صلی اللہ علیہ وس علیہ السلام سونے کو سونے، چاندی کو چاندی، گندم کو گندم، جو کو جو، کھجور کو کھجور اور نمک کو نمک کے بد لے خریدنے اور بیچنے سے منع فرماتے تھے سوائے اسکے کہ (ان میں سے ہر چیز) وہ آپس میں برابر وزن اور جنس والی ہو، لہذا جس نے لینے یاد نہیں میں (وزن کی) کی بیشی کی اس نے سودا کا ارتکاب کیا۔ چنانچہ (یعنی کہ) لوگوں نے خریدنے ہوئے وہ چاندی کے برتن والی ہو، لہذا جس نے لینے یاد نہیں میں (وزن کی) کی بیشی کی اس نے سودا کا ارتکاب کیا۔ چنانچہ (یعنی کہ) لوگوں نے خریدنے ہوئے وہ چاندی کے برتن والی ہو، لہذا جس نے لینے یاد نہیں میں (وزن کی) کی بیشی کی اس نے سودا کا ارتکاب کیا۔ ”ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وس علیہ السلام سے ایسی احادیث بیان کرتے ہیں کہ جو ہم نے نہیں سنیں سنیں حالانکہ ہم بھی تو آپ صلی اللہ علیہ وس علیہ السلام کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے۔“ (حدیث پر اعتراض سن کر) سیدنا عبادہ رض نے پھر اعلانیہ وہی حدیث دھرائی اور فرمایا: ”ہم نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وس علیہ السلام سے سننا ہے اسے ضرور بیان کریں گے، خواہ معاویہ رض اُسے ناپسند کریں یا کہا کہ خواہ حضرت معاویہ رض کی ناک خاک آلوہ ہو جائے اور مجھے اس بات کی بھی پرواہ نہیں کہ مجھے (اس کلمہ حق پر) تاریک رات میں اُنکے شکر سے الگ ہونا پڑ جائے۔“ [صحیح مسلم : 4061]

31 **سُنْ ابِي دَاوُدَ كَ حَدِيثٍ مِنْ هُنَّ** : سیدنا خالد بتاجی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا مقدم بن معدیکرب رض اور عمرو بن اسود اور بنی اسد کا ایک شخص، حضرت معاویہ بن ابی سفیان رض کے پاس وفد بن کر گئے، (اس موقع پر ملاقات کے دوران) حضرت معاویہ رض نے سیدنا مقدم رض سے کہا: ”کیا تمہیں معلوم ہے کہ سیدنا حسن بن علی رض فوت ہو گئے ہیں؟“ (نوٹ: سیدنا حسن رض کو ایک سازش کے تحت شہید کیا گیا تھا جملی تفصیل حدیث نمبر 50 کے تحت آرہی ہے) سیدنا مقدم رض نے فوراً پڑھا: انا لله وانا الیه راجعون۔ ایک شخص (حضرت معاویہ رض) جن کا نام اگلے طریق میں ہے) نے سیدنا مقدم رض سے کہا: ”تم اسے (یعنی سیدنا حسن رض کی موت کو) مصیبت سمجھتے ہو؟“ (نعمہ بالله من ذالک) سیدنا مقدم رض نے جواباً ارشاد فرمایا: ”میں اسے مصیبت کیونکہ سبھوں حالانکہ میں نے خود دیکھتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وس علیہ السلام نے سیدنا حسن بن علی رض کو اپنی گود مبارک میں بٹھایا ہوا تھا اور ارشاد فرمار ہے تھے: ”یہ (حسن رض) مجھ (محمد ﷺ) سے ہے اور حسین (علی رض) سے ہے۔“ بوساد کے ایک شخص نے کہا: ”وہ (حسن رض) تو ایک انگارہ تھا جسے اللہ تعالیٰ نے بچا دیا۔“ (نعمہ بالله من ذالک) سیدنا مقدم رض نے (یہ باتیں سننے کے بعد غصے میں آکر ارشاد) فرمایا: ”میں اس وقت تک یہاں سے نہیں اٹھوں گا جب تک تھہ (حضرت معاویہ رض) کو غصہ نہ لاؤں اور اسی بات نہ ساواں جو تھے ناپسند ہو۔ اے معاویہ رض! اگر میں تجیہ بیان کروں تو میری تصدیق کر دیا اور اگر جھوٹ بولوں تو میری تردید کر دیا۔“ حضرت معاویہ رض نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ چنانچہ سیدنا مقدم رض نے پوچھا: ”میں تجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ کر پوچھتا ہوں کہ تو نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وس علیہ السلام کو سونا پہنچے سے منع فرماتے ہوئے سن تھا؟“ حضرت معاویہ رض نے کہا: ”ہاں!“ پھر سیدنا مقدم رض نے پوچھا: ”میں تجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ کر پوچھتا ہوں کہ تو نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وس علیہ السلام کو ریشم پہنچے سے منع فرماتے ہوئے سن تھا؟“ حضرت معاویہ رض نے کہا: ”ہاں!“ پھر سیدنا مقدم رض نے پوچھا: ”میں تجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ کر پوچھتا ہوں کہ تو نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وس علیہ السلام کو دندوں کی کھالوں (کے لباس) کو پہنچنے سے اور ان پر (قالین کے طور پر) بیٹھنے سے روکا تھا؟“ حضرت معاویہ رض نے کہا: ”ہاں!“ پھر سیدنا مقدم رض نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی قسم! اے معاویہ یہ سب (حرام اشیاء استعمال ہوتی ہوئی) میں نے تیرے گھر میں دیکھی ہیں۔“ یہ سن کر حضرت معاویہ رض نے کہا: ”اے مقدم! مجھے پتا ہے کہ میں تم سے جیت نہیں سکتا۔“ سیدنا خالد بتاجی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ پھر حضرت معاویہ رض نے سیدنا مقدم رض کیلئے ان کے دونوں ساتھیوں سے بڑھ کر انعام اور کرام کا حکم صادر کیا۔ اور سیدنا مقدم بن معدیکرب رض نے سارا مال اپنے ساتھیوں میں ہی وہی بانٹ دیا اور جو اس مدیدی نے کسی کو کچھ بھی دیا۔ اس بات کی خبر جب حضرت معاویہ رض کو ہوئی تو انہوں نے کہا: ”سیدنا مقدم بن معدیکرب تو واقعی ایک شخص ہیں جنہوں نے ول کھول کر دے دیا اور جو اس مدیدی شخص ہے وہ اپنے مال کو اچھی طرح سے سنبھالنے والا ہے۔“ **مُسْنَدُ أَحْمَدَ كَ حَدِيثٍ مِنْ هُنَّ** : سیدنا خالد بن معدیکرب تابع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا مقدم بن معدیکرب رض اور عمرو بن اسود حضرت معاویہ بن ابی سفیان رض سے ملنے والے تو حضرت معاویہ رض نے سیدنا مقدم رض سے کہا: ”کیا تمہیں معلوم ہے کہ سیدنا حسن رض فوت ہو گئے ہیں؟“ سیدنا مقدم رض نے فوراً پڑھا: انا لله وانا الیه راجعون۔ اس پر حضرت معاویہ رض نے سیدنا مقدم رض سے کہا: ”تم اسے (یعنی سیدنا حسن رض کی موت کو) مصیبت سمجھتے ہو؟“ (نعمہ بالله من ذالک) سیدنا مقدم رض نے جواباً ارشاد فرمایا: ”میں اسے مصیبت کیونکہ سبھوں حالانکہ میں نے خود دیکھتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وس علیہ السلام نے سیدنا حسن رض کو اپنی گود مبارک میں بٹھایا ہوا تھا اور ارشاد فرمار ہے تھے: ”یہ (حسن رض) مجھ (محمد ﷺ) سے ہے اور حسین (علی رض) سے ہے۔“ **مُسْنَدُ أَحْمَدَ كَ حَدِيثٍ مِنْ هُنَّ** : سیدنا عبد اللہ بن بریدہ تابعی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ میں اور میرے والد سیدنا بریدہ رض حضرت معاویہ رض کے پاس ملنے کے بعد حضرت معاویہ رض نے ہمیں فرشتی نہیں کیا (یعنی قالین پر بٹھایا، پھر کھانا لایا گیا جو تم نے تناول کیا، پھر تمارے سامنے ایک مشروب لایا گیا جو حضرت معاویہ رض نے پہنچنے کے بعد (وہ مشروب والا برتن) میرے والد کو پکڑا دیا تو انہوں (سیدنا بریدہ رض) نے فرمایا: ”جب سے اس مشروب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وس علیہ السلام نے حرام قرار دیا ہے، تب سے میں نے کبھی اسے نوش نہیں کیا۔“ پھر حضرت معاویہ رض فرمانے لگے: ”میں قریشی نوجوانوں میں سب سے حسین ترین اور خوبصورت دانتوں والانو جوان تھا اور جوانی کے ان دونوں میرے لئے دو دھواں اور ایچھے قسم کے گاؤں میں سے بڑھ کر کوئی چیز لذت آور نہیں ہوتی تھی۔“ [سُنْ ابِي دَاوُدَ : 4131 ، مُسْنَدُ أَحْمَدَ : 17321 (جلد - 7 ، صفحہ - 141) ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زیبر علیزی : اسناده صحیح] [مُسْنَدُ أَحْمَدَ : 23329 (جلد - 10 ، صفحہ - 661) ، قال الشیخ زیبر علیزی و الشیخ شعیب الارناؤوط : اسناده صحیح]

D چو تھے خلیفہ راشد سیدنا علیؑ کے فضائل کا بیان اور ان پر منبروں سے لعنت کرنے کی بدعت کب اور کس نے ایجاد کی؟ 16

32 جامع ترمذی کی حدیث میں ہے: سیدنا ابو حزہ انصاری تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا زید بن ارقمؑ کو سن کر وہ فرمایا کرتے : ”پہلا شخص جو اسلام لا یادہ سیدنا علی ابن ابی طالبؑ تھے۔“ **سنن نسائی الکبری کی حدیث میں ہے:** ”پہلا شخص جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (حرم میں باجماعت) نماز ادا کی وہ سیدنا علیؑ تھے۔“ **سنن نسائی الکبری کی حدیث میں ہے:** ”بے شک پہلا شخص جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسلام قبول کیا وہ سیدنا علیؑ تھے۔“ **المُسْتَدِرُكُ لِلْحَاكِمِ کی حدیث میں ہے:** ”بے شک پہلا شخص جو اسلام لا یادہ سیدنا علی ابن ابی طالبؑ تھے۔“ **المُسْتَدِرُكُ لِلْحَاكِمِ کی روایت میں ہے:** امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے تھے: ”رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے کسی بھی اور شخصیت کیلئے (احادیث مبارکہ میں) اتنے زیادہ فضائل نہیں آئے میں جتنے کہ سیدنا علی ابن ابی طالبؑ کیلئے آئے ہیں۔“ [جامع ترمذی: 3735 ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیر علیزی: اسناده صحيح]

[سنن نسائی الکبری: 8391 اور 8392 ، قال الشیخ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری فی خصائص علی: اسناده صحيح]

[المُسْتَدِرُكُ لِلْحَاكِمِ: 4663 ، قال الامام حاکم و المذهبی: اسناده صحيح ، المُسْتَدِرُكُ لِلْحَاكِمِ: 4572 ، قال الشیخ زبیر علیزی فی فضائل الصحابة: اسناده صحيح]

33 صحیح مسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا زید بن حیان تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں، حسین بن سہرہ تابعی رحمہ اللہ اور عمر بن مسلم تابعی رحمہ اللہ، سیدنا زید بن ارقمؑ سے ملنے گئے۔ جب ہم اُنکے پاس جا بیٹھے تو حسین نے انہیں مخاطب کر کے عرض کی: ”آے زیدؑ! آپ نے تو بہت زیادہ خیر پائی ہے، رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہے، آپؑ کے فرمانیں سنے ہیں، آپؑ کے ساتھ غزوہ (جہاد) میں شرکت کی اور آپؑ کی اقتداء میں نمازیں بھی پڑھیں۔ آے زیدؑ! واقعی آپ نے بہت بھلانی حاصل کی ہے تو اب ہمیں وہ احادیث بھی تو سنا یے جو آپؑ نے خود رسول اللہ ﷺ سے سمعت فرمائی تھیں۔“ سیدنا زید بن ارقمؑ نے فرمایا: ”بیٹا! اللہ تعالیٰ کی قسم بیری عمر بہت زیادہ ہو چکی ہے اور کافی عرصہ ہیت گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی کچھ باتیں تو میں بھول چکا ہوں، لہذا جو ہیان کروں اُسی پر اکتفا کرنا اور جو سنہ بتا سکوں تو اُسکے لئے مجھے مجبور نہ کرنا۔“ پھر سیدنا زید بن ارقمؑ فرمائے لگے: ”ایک روز رسول اللہ ﷺ مکہ اور مدینہ کے درمیان حُمّ نامی ایک گاؤں میں پانی کے تالاب کے پاس (جیہے الوادع سے واپسی پر 18 ذوالحجہ 10 ہجری میں اپنی وفات سے تقریباً دو ماہ قبل) ہمیں خطبہ ارشاد فرمانے کیلئے کھڑے ہوئے، چنانچہ آپؑ نے (اللہ تعالیٰ کی) حمد و شکر اور وعظ و نصیحت کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ”آے لوگو! میں بھی ایک انسان ہوں، قریب ہے کہ جلد ہی میرے رب کا قاصد (یعنی موت کا فرشتہ) آئے اور میں اُسے لبیک کہہ دوں (یعنی اس دُنیا سے رخصت ہو جاؤں)۔ میں (اپنے بعد) تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، (اُن میں سے) پہلی تواللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن عکیم) ہے جس میں سماں بہایت اور نور ہے، لہذا تم اللہ تعالیٰ کی کتاب کو تھام لواور مضبوطی سے کپڑا لو۔“ پھر آپؑ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو تھامنے کی خوب تر غیب دلائی، پھر فرمایا: ”اور (دوسری گراں قدر چیز) میرے اہل بیت ہیں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا خوف یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا خوف یاد دلاتا ہوں، (یعنی میرے بعد اک ساتھی کو سمجھنے کی وجہ سے حسن سلوک کرنا)۔ حسین تابعی رحمہ اللہ نے سیدنا زید بن ارقمؑ سے عرض کی: ”آپؑ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپؑ کی بیویاں آپؑ کے اہل بیت میں شامل نہیں ہیں؟“ (سیدنا زید بن ارقمؑ نے) فرمایا: ”آپؑ کی بیویاں (بھی) آپؑ کے اہل بیت میں سے ہیں، لیکن (اُس حدیث میں) آپؑ کے اہل بیت سے مراد (صرف) وہ ہیں جن پر آپؑ کے بعد (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) صدقہ (کھانا) حرام کر دیا گیا ہے۔“ (حسین تابعی رحمہ اللہ نے) پوچھا ہو کون سے لوگ مراد ہیں؟ (سیدنا زید بن ارقمؑ نے) فرمایا: ”وہ ہیں: آل علیؑ، آل عقیلؑ، آل جعفرؑ اور آل عباسؑ۔“ (حسین تابعی نے) پوچھا: ”کیا ان سب پر ہی صدقہ حرام ہے؟“ (سیدنا زید بن ارقمؑ نے) فرمایا: ”ہا۔“ **صحیح مسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا زید بن ارقمؑ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”خبردار ہو جاؤ! میں (اپنے بعد) تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، (اُن میں سے) پہلی تواللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن عکیم) ہے جو اللہ تعالیٰ کی رسمی ہے، جو اُسکی پیرودی کرے گا، ہدایت پر قائم رہے گا، اور جو اسے چھوڑ دے گا، وہ گمراہی میں جا پڑے گا۔“ اور اسی حدیث میں ہے کہ تالیم نے جب پوچھا کہ آپؑ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپؑ کی بیویاں اُن میں ہیں؟ (تو سیدنا زید بن ارقمؑ نے) فرمایا: ”نہیں اللہ تعالیٰ کی قسم! یہو تو ایک لمبا عرصہ مرد کے ساتھ رہتی ہے، پھر وہ (خاوند) اُسے طلاق دے دیتا ہے، تو وہ اپنے میکے اور خاندان میں لوٹ جاتی ہے۔ (آپؑ کے) اہل بیت تو آپؑ کا اصل خاندان اور دو دھیال والے رشتہ دار ہیں جن پر آپؑ کے بعد صدقہ حرام تھا۔“ **السُّنَّةُ لِابْنِ ابْنِ عَاصِمٍ کی حدیث میں ہے:** سیدنا علی ابن ابی طالبؑ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مقامِ حُمّ میں سیدنا علی ابن ابی طالبؑ کا باتھ تھا میں ہے، خطبے کے لئے کھڑے ہوئے اور پھر ارشاد فرمایا: ”آے لوگو! کیا تم گواہی نہیں دیتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا ارباب ہے؟“ سب نے عرض کیا: ”کیوں نہیں! (ہم گواہی دیتے ہیں)“ پھر آپؑ نے فرمایا: ”کیا تم اس بات کی بھی گواہی نہیں دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ تمہاری اپنی جان سے بڑھ کر تم پر حق رکھتے ہیں؟“ تمام صحابہ کرامؑ نے عرض کیا: ”کیوں نہیں! (بیک آسیا ہی ہے)۔“ پھر آپؑ نے ارشاد فرمایا: ”تو پھر (سن لوكہ) جس کا مولا (ولی محظوظ) میں ہوں تو اُس کا مولا (ولی محظوظ) یہ (علیؑ) بھی ہے۔“

سنن نسائی الکبریٰ کی حدیث میں ہے: سیدنا ابوظفیل عامر بن واٹلہؓ بیان فرماتے ہیں کہ سیدنا علی ابن ابی طالبؓ نے (جنگ صفين کے موقع پر) لوگوں کو ایک کھلی جگہ میں اکٹھا کیا اور پھر ان سے فرمایا: ”میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر ہر اُس شخص سے پوچھتا ہوں کہ جس نے غدرِ حُمّم میں رسول اللہؓ کو یہ فرماتے سن تھا؟“ اُس موقع پر کئی صحابہ کرامؓ اُنھیں کھڑے ہوئے، جنہوں نے گواہی دی کہ رسول اللہؓ نے غدرِ حُمّم کے دن فرمایا تھا کہ تم جانتے ہو کہ میں مولین پراؤ کی ذات سے بڑھ کر حق رکھتا ہوں، یہ فرماتے ہوئے آپؓ سیدنا علی ابن ابی طالبؓ کا ہاتھ تھامے کھڑے تھے، پھر رسول اللہؓ نے ارشاد فرمایا: ”جس کامولا (دلی محبوب) میں ہوں اُسی کامولا (دلی محبوب) علیؓ ہے، آے اللہ تعالیٰ جو اس (سیدنا علیؓ) سے محبت رکھے تو بھی اُس سے محبت فرماؤ جو بھی اس (سیدنا علیؓ) سے دشمنی رکھے تو بھی اُس سے دشمنی کر۔“ سیدنا ابوظفیل عامر بن واٹلہؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں (یعنی نفتون کر) وہاں سے نکلا تو میرے دل میں اس (گنگلو) کے بارے کچھ (شک باقی) تھا، چنانچہ میں سیدنا زید بن ارقمؓ سے (جو سابقون الاولون صحابہؓ میں سے تھے) ملا اور انہیں ساری بات اور اشکال سنایا تو انہوں نے فرمایا: ”تمہیں کس بات پر شک ہے؟ یہ سب کچھ تو خود میں نے بھی رسول اللہؓ سے سُن رکھا ہے۔“ جامع ترمذی کی حدیث میں ہے کہ سیدنا زید بن ارقمؓ نے رسول اللہؓ سے بیان کیا کہ آپؓ نے ارشاد فرمایا: ”جس کامولا (دلی محبوب) میں ہوں اُسی کامولا (دلی محبوب) علیؓ ہے، امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ **مسند احمد کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوظفیل عامر بن واٹلہؓ (جنہوں نے صحابہ کرامؓ میں سب سے آخر میں 110 ہجری میں وفات پائی) بیان فرماتے ہیں کہ سیدنا علی ابن ابی طالبؓ نے لوگوں کو ایک کھلی جگہ میں اکٹھا کیا اور پھر ان سے فرمایا: ”میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر ہر اُس شخص سے پوچھتا ہوں کہ جس نے غدرِ حُمّم میں رسول اللہؓ کا فرمان سُنا، تو وہ اُنھوں نے فرمایا کہ جو اُنھوں نے گواہی دی (پھر آگے اس حدیث میں بھی آخرتک وہی افالاظ ہیں جو اور پرسُن نسائی الکبریٰ کی حدیث میں گزر چکے ہیں) **المُسْتَدِرُكُ لِلْحَاكِمِ** کی حدیث میں ہے: سیدنا زید بن ارقمؓ نے رسول اللہؓ سے بیان کیا کہ آپؓ نے ارشاد فرمایا: ”میں تم میں دوگراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن حکیم) اور میرے اہل بیت۔ اور یہ دونوں ہرگز اگلے نہیں ہوں گے (اور ہمیشہ اکٹھے رہیں گے) حتیٰ کہ حوض (کوثر) پر میرے پاس آ جائیں گے۔“ **المُسْتَدِرُكُ لِلْحَاكِمِ** کی حدیث میں ہے: سیدنا ابوذر رغفاریؓ کے غلام سیدنا ابوثابت تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ”میں جنگ جمل میں سیدنا علی ابن ابی طالبؓ کے ساتھیوں میں تھا، اور جب میں نے اُمّ المُؤْمِنِین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو (آپنے مدد مقابل) دیکھا تو میرے دل میں وہی بات آئی جو لوگوں کو آیا کرتی ہے (یعنی وسوسة اور شک بیدار ہوا) پھر اللہ تعالیٰ نے نمازِ ظہر کے وقت وہ (شک) مجھ سے ڈُور فرمادیا۔ چنانچہ میں (شرح صدر کے ساتھ) اُمّ المُؤْمِنِین (سیدنا علی ابن ابی طالبؓ) کی طرف سے لڑا، پھر فارغ ہوا تو میں مدینہ منورہ میں اُمّ المُؤْمِنِین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں کھانے پینے (کی غرض سے) حاضر نہیں ہوا، بلکہ میرا تعارف یہ ہے کہ میں سیدنا ابوذر رغفاریؓ کا غلام ہوں۔ انہوں نے فرمایا: ”خوش آمدید“ پھر میں نے آپنا سارا قصہ اُنہیں سنایا تو سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”جب لوگ آپنی رائے کی بیروی کر رہے تھے تو اُس وقت تمہارا کیا موقف تھا؟“ میں نے عرض کیا: ”سورہ حُمّم کے وقت اللہ تعالیٰ نے مجھ سے شک و ٹھہر زائل فرمادیا تو میں نے وہی (موقف اختیار) کیا (یعنی سیدنا علی ابن ابی طالبؓ کا ساتھ دیا)۔ سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”تم نے بہت ہی اچھا کیا، میں نے رسول اللہؓ کا یہ فرمان خود میں نہیں (سیدنا علیؓ) علیؓ قرآن کے ساتھ اور قرآن (سیدنا علیؓ) کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں ہرگز اگلے نہیں ہونگے (اور ہمیشہ اکٹھر ہیں گے) حتیٰ کہ حوض (کوثر) پر میرے پاس آ جائیں گے۔“

[صحيح مسلم : 6225 اور 6226 ، السنة لابن ابي عاصم : 1158 ، سُنن نسائي الکبریٰ : 8478 ، جامع ترمذی : 3713 ، قال الشیخ الالبانی والشیخ زیر علیزئی : إسناده صحيح]
[السلسلة الصحيحة : 1750 اور 2223 ، مُسند احمد : 19517 (جلد - 8 ، صفحہ - 411) ، قال الشیخ الالبانی والشیخ زیر علیزئی و الشیخ الارنؤوط : إسناده صحيح]
[المستدرک للحاکم : 4711 اور 4628 ، قال الامام حاکم والامام الذہبی : إسناده صحيح على شرط البخاری و مسلم]

صحيح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا ابو حازم تابعی رحمہ اللہ یہاں کرتے ہیں کہ مجھ سینا ہبل بن سعد الساعدی نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خبر کے موقع پر صحابہ کرام ﷺ سے ارشاد فرمایا: ”کل میں (لشکر کی قیادت کا) جھنڈا اُس شخص کو دوں گا، جس کے ہاتھوں پر فتح ہوگی اور جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ بھی اُس سے محبت فرماتے ہیں۔“ چنانچہ ساری رات صحابہ کرام ﷺ اسی پر تردید کرتے رہے کہ ان میں سے کس (خوش نصیب) کو وہ جھنڈا ملے گا، اور صبح کے وقت سمجھی پر اُمید تھے (کہ جھنڈا ہمیں ملے گا) تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ”علیٰ (ﷺ) کہاں ہے؟“ آپ ﷺ کو عرض کی گئی کہ ان (سیدنا علیٰ ابن ابی طالب ﷺ) کی آنکھیں دکھتی ہیں، آپ ﷺ نے (بباو کر) ان کی دونوں آنکھوں میں (آپنا) لعاب دہن (مبارک) ڈالا اور ان کیلئے دعا فرمائی۔ پس وہ یوں اپنچھے بھلے ہو گئے گویا بھکری بیمار ہی نہیں تھے۔ آپ ﷺ نے سیدنا علیٰ (ﷺ) کو جھنڈا دیا۔ اس پر سیدنا علیٰ (ﷺ) نے پوچھا: ”کیا میں ان (دشمن) سے اُس وقت تک لڑائی کرتا رہوں جب تک وہ ہماری طرح (مسلمان) ہو جائیں؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”آرام سے چلتے ہو یہاں تک کتم ان کے قریب پہنچ جاؤ، پھر تم ان کو اسلام کی دعوت دینا اور انہیں بتانا کہ (مسلمان ہونے سے) ان پر کیا فرض ہوگا، اللہ تعالیٰ کی قسم! (أَعْلَى !) اگر تھہاری (دعوت و محنت کی) وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک شخص کو بھی ہدایت دے دی تو یہ بات تھہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہوگی۔“

صحیح مسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا ابو ہریرہ (رض) یہاں کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خبر کے دن ارشاد فرمایا: ”آج میں یہ جھنڈا اُس شخص کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُس کے ہاتھوں پر فتح عطا فرمائے گا۔“ سیدنا ابو ہریرہ (رض) یہاں کرتے ہیں کہ اس پر سیدنا عمر بن خطاب (رض) فرماتے تھے کہ (زندگی میں) صرف اُسی دن مجھے قیادت کی تھی ہوئی (کہ جھنڈا مجھے ملے اور میں اُس بشارت کا مصدق بن جاؤں) ساری رات میں نے اسی اُمید میں گزاری کہ مجھے (اُس قیادت کے لئے) بلا یا

جاے گا، چنانچہ آپ ﷺ نے سیدنا علیؑ کو بلوایا اور انہیں جھنڈ اعطایا اور ارشاد فرمایا: ”سیدھے روانہ ہوجاؤ اور یکسر ہنا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا فرمادے۔“ (سیدنا عمر بن خطاب ﷺ نے فرمایا کہ سیدنا علیؑ روانہ ہوئے، تھوڑی دیر بعد رکے اور واپس مڑے بغیر بلند آواز سے پوچھا: ”اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میں کس مقصد کی خاطر رہائی کروں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اُن سے جگ کر جوئی کوہ گواہی دے دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سو اکوئی معبودیں ہیں اور یہ کہمؑ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، (اور جب وہ یہ گواہی دے دیں) تو پھر تیرے ہاتھوں سے اُن کی جائیں اور آموال محفوظ ہو گئے، ہوائے قانونی جواز کے اور ان کا (آخری) حساب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔“

[صحیح بخاری : 3701 ، صحیح مسلم : 6222 اور 6223]

35 صحیح بخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا مصعب بن سعد تابعی رحمہ اللہ آپنے والد (سیدنا سعد بن ابی وقارؓ) سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ توبکیلے روانہ ہوئے تو آپ ﷺ نے سیدنا علی ابن ابی طالبؓ کو (آپنے پیچھے) قائم مقام کے طور پر چھوڑا۔ اس پر انہوں (سیدنا علیؑ) نے (آپ ﷺ کی جدائی پر اظہار افسوس کرتے ہوئے) پوچھا: ”آپ ﷺ مجھے بھوک اور عورتوں میں چھوڑے جاتے ہیں؟“ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”(آے علیؑ!) کیا تم اس بات پر خوش نہیں کہ تمہارا مجھ سے وہی رشتہ ہے جو ہارون ﷺ کا موسیٰ ﷺ سے تھا؟“ (یعنی جیسا کہ کوہ طور پر جاتے وقت سیدنا موسیٰ ﷺ نے سیدنا ہارون ﷺ کو بنی اسرائیل پر آپنا قائم مقام بنایا تھا، ویسے ہی میں بھی توبک پر جاتے وقت تمہیں آپنا قائم مقام بنائے کرجاہا ہوں) **صحیح مسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا سعد بن ابی وقارؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آے علیؑ! تیری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون ﷺ کو موسیٰ ﷺ سے تھی، سو اے اسکے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔“ سیدنا سعید تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرا دل چاہا کہ میں براہ راست یہ حدیث سیدنا سعد بن ابی وقارؓ سے سنوں، چنانچہ میں سیدنا سعد بن ابی وقارؓ سے ملا اور انہیں اسی طرح کی حدیث سنائی جو میں نے اُن کے بیٹے سیدنا عمر بن سعد تابعی رحمہ اللہ سے سنی تھی، (اس پر) سیدنا سعد بن ابی وقارؓ نے فرمایا: ”ہاں (میں نے (رسول اللہ ﷺ سے) اسی طرح سناتھا۔“) **(نوٹ:** وہ چونکہ حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کا دادرمکیت تھا اور بنا میہ کے نبڑوں سے سیدنا علیؑ پر لعنت کرنے کی بدعت کا رواج عام تھا، جسکی تفصیل آگے حدیث نمبر: 37 سے 48 تک آرہی ہے، تو ایسے حالات میں سیدنا علی ابن ابی طالبؓ کی اتنی شان بیان کرنے والی حدیث کو ہضم کرنا انتہائی مشکل کام تھا، چنانچہ سیدنا سعید تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے پھر (دوبارہ تاکید) آپ ﷺ پوچھا ”کیا واقعی آپ ﷺ نے خود (رسول اللہ ﷺ سے) سناتھا؟“ چنانچہ سیدنا سعد بن ابی وقارؓ نے (غصے کی حالت میں) آپی دونوں انگلیاں اپنے کانوں پر رکھ کر فرمایا: ”ہاں! ورنہ (اگر میں جھوٹ بول رہا ہوں تو میرے) یہ دونوں کان ہی بہرے ہو جائیں۔“ [صحیح بخاری : 4416 ، صحیح مسلم : 6218 اور 6219]

36 صحیح مسلم کی حدیث میں ہے: اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نکل اور آپ ﷺ نے مُقْشِ سیاہ اوپنی چادر اور گھنی ہوئی تھی، اسی دوران سیدنا حسن بن علیؓ آئے تو آپ ﷺ نے انہیں (آپنی چادر میں) داخل فرمایا، پھر سیدنا حسین بن علیؓ آئے تو آپ ﷺ نے انہیں بھی (آپنی چادر میں) داخل فرمایا، پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں تو آپ ﷺ نے انہیں بھی (چادر میں) داخل فرمایا، پھر سیدنا علیؓ آئے تو آپ ﷺ نے انہیں بھی داخل فرمایا، پھر رسول اللہ ﷺ نے قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی: ”اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی کو دور کر دے اور تمہیں خوب پاک اور صاف کر دے۔“ [سورہ لاحزان : 33]

[صحیح مسلم : 6261]

37 صحیح بخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میرے صحابہؓ کو گالی مت دو، کیونکہ تم میں سے کوئی اگر احمد پہاڑ کے برابر سونا بھی (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ کر دے تو بھی وہ اُن (صحابہؓ) کے مذہ (یعنی تقریباً 600 گرام وزن کی گندم کو خیرات کرنے کے ثواب) کو نہیں پا سکتا بلکہ اُس کے آدھے کو بھی نہیں پا سکتا۔“ **صحیح مسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا خالد بن ولیدؓ اور سیدنا عبد الرحمن بن عوفؓ کے درمیان کچھ (اختلاف ہوا) تھا، تو (جدبات میں آکر) سیدنا خالد بن ولیدؓ نے اُن (سیدنا عبد الرحمن بن عوفؓ) کو گالی دی تو آپ ﷺ نے (سیدنا خالد بن ولیدؓ سے) ارشاد فرمایا: ”تم میرے صحابہؓ میں سے کسی کو گالی مت دو، کیونکہ اب تم (بعد میں اسلام لانے والوں) میں سے کوئی اگر احمد پہاڑ کے برابر سونا بھی (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ کر دے تو بھی وہ اُن (پہلے مسلمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین) کے مذہ (یعنی تقریباً 600 گرام وزن کی گندم کو خیرات کرنے کے ثواب) کو نہیں پا سکتا بلکہ اُس کے آدھے کو بھی نہیں پا سکتا۔“ [صحیح بخاری : 3673 ، صحیح مسلم : 6488]

38 صحیح بخاری کی حدیث میں ہے: اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”مردہ لوگوں کو گالی مت دو کیونکہ وہ اپنے کی ہوئے اعمال (کے ناجم) تک پہنچ چکے ہیں۔“ (یعنی انہوں نے جو اچھا یا بر اس دُنیا میں بواہ، عالم بزرخ میں اُسی کی جزا یہ اکوکاٹ رہے ہیں) [صحیح بخاری : 1393] **(نوٹ:** رسول اللہ ﷺ کا مندرجہ بالا مبارک فرمان پوری امت کیلئے یکساں ہے اور اس حکم سے کوئی ایک شخص بھی باہر نہیں ہے، چاہے وہ شخص صحابہ کرامؓ میں سے ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ اسی ضمن میں **صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے:** اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں مخزومیہ عورت (جہکا نام فاطمہ بن اسود تھا) نے چوری کی تھی۔ اس واقعہ نے قریش کو غزہ کر دیا تھا۔ انہوں نے مشورہ کیا کہ (اونچے گھر انے کی اُس چور عورت کو سزا سے بچانے کی خاطر) اُس سے متعلق رسول اللہ ﷺ کے کون سفارش کرے گا؟ چنانچہ انہوں نے فیصلہ کیا کہ یکاں تو صرف رسول اللہ ﷺ کے محبوں سیدنا اسماہ بن زید بن حارثہؓ ہی کر سکتے ہیں۔ جب اسماہ

19 بن زید رض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک سفارش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (انہائی غصہ کی حالت میں) ارشاد فرمایا: ”کیا تم اللہ تعالیٰ کی حدود کے معاملہ میں مجھ سے سفارش کرتے ہو؟“ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (لوگوں میں) کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا: ”تم سے پہلے لوگ صرف اسی (جسم کی) جگہ سے ہلاک کر دیئے گئے کہ جب ان میں سے کوئی اُپچ گھرانے والا چوری کرتا تو اُسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور چوری کرتا تو اُس پر حدجاری کردیتے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر (بالفرض) فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی چوری کرتی تو میں اُسکے ہاتھ بھی کٹوادیتا۔ (یعنی اسلام کے قوانین و حدود کا اطلاق بھی پا یک جیسا ہو گا)“ **جامع ترمذی کی حدیث میں ہے:** سیدنا سالم بن عبد اللہ بن عمر رض تعالیٰ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اہل شام میں سے ایک شخص کو سنا کہ وہ عمرہ کو جن کے ساتھ ملانے کے حوالے سے (میرے والد مردم) سیدنا عبد اللہ بن عمر رض سے سوال کر رہا تھا (یعنی حج تمعن جائز ہے کہ نہیں؟) تو سیدنا عبد اللہ بن عمر رض نے فرمایا: ”ہاں ایسا کرنا بالکل حلال ہے۔“ اس پر اُس شامی نے عرض کی کہ آپ کے والد امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رض تو اس (حج تمعن) سے منع فرماتے تھے۔ اُسکی اس بات پر سیدنا عبد اللہ بن عمر رض نے فرمایا: ”اگر کسی بات سے میرے والد محترم منع کر دیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اُس عمل کو جاری فرمایا ہو، تو مجھے بتاؤ کہ پھر میرے باپ کی بات مانی جائے گی یا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانا جائے گا؟ اُس نے عرض کی کہ بیٹک رسل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہی مانا جائے گا۔ تو سیدنا عبد اللہ بن عمر رض نے فرمایا: ”(پھر سن لو کہ) بیٹک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج تمعن کا حکم دیا ہے۔“ [صحيح بخاری : 6788 ، صحيح مسلم : 4410 ، جامع ترمذی : 824 ، قال الشیخ الالبانی والشیخ زبیر علیزی : استادہ صحیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج تمعن کا حکم دیا ہے۔]

39 **صحیح بخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابو حازم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی سیدنا سہل بن سعد الساعدي رض کے پاس آ کر بتانے لگا کہ فلاں (بخاریہ سے تعلق رکھنے والا) شخص جو امیر مدنیہ ہے، اپنے منبر پر سیدنا علی بن ابی طالب رض کا (بُرے انداز سے) ذکر کرتا ہے۔ (سیدنا سہل بن سعد الساعدي رض نے) پوچھا: ”وہ کیا کہتا ہے؟“ اُس نے بتایا کہ وہ (حقارت سے) اُن (سیدنا علی رض) کا بوتاب (یعنی مٹی والا) کہتا ہے۔ اُسکی اس بات پر سیدنا سہل بن سعد الساعدي رض نہیں پڑے اور فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی قسم! اُن (سیدنا علی رض) کا یہ نام (ابوتاپ) تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا اور اللہ تعالیٰ کی قسم! اُن (سیدنا علی رض) کو اس نام سے بڑھ کر کوئی اور نام محبوب نہ تھا۔“ (سیدنا ابو حازم تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اُنکی یہ بات سن کر) میں نے سیدنا سہل بن سعد الساعدي رض کو سارا حصہ سنانے کی درخواست کی۔ اور کہا کہ اے ابو عباس! یہ قصہ کیسے پیش آیا؟ تو انہوں نے وہ قصہ یوں بیان فرمایا: ”ایک روز سیدنا علی رض سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے پھر (کسی بات پر اُس سے ناراض ہو کر) گھر سے باہر نکل گئے اور مسجد میں جا کر لیٹ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے) پوچھا: ”تمہارا چچازاد (یعنی سیدنا علی رض) کہاں ہے؟“ اُنہوں نے عرض کیا کہ مسجد میں ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے پاس مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ سیدنا علی رض کی کمر سے لباس ہٹا ہوا ہے اور اُس پر مٹی لگ گئی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے مبارک ہاتھوں سے سیدنا علی رض کی کمر سے مٹی جھاڑتے جاتے اور فرماتے جاتے: ”اے ابو تاپ (مٹی والا)! اٹھ جاؤ۔ اے ابو تاپ! اٹھ جاؤ۔“ **صحیح مسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا سہل بن سعد الساعدي رض بیان فرماتے ہیں کہ (بخاریہ کے) دو ملکوکت میں) آل مردان میں سے ایک شخص کو مدنیہ کا ولی بنا کر بھیجا گیا۔ اُس گورنر نے سیدنا سہل رض کو بلوایا اور حکم دیا کہ وہ سیدنا علی رض کو کالا دیں۔ (نعمود بالله من ذالک) سیدنا سہل رض نے صاف انکار فرمادیا۔ پھر اس انکار پر اُس (گورنر) نے کہا کہ چلوک از کم اتنا ہی کہ وہ کہ: ”اللہ تعالیٰ ابو تاپ (مٹی والا) پر لعنت کرے۔“ (نعمود بالله من ذالک) اُسکی اس بات پر سیدنا سہل رض نے فرمایا کہ سیدنا علی رض کو تو ابو تاپ (مٹی والا) سے بڑھ کر کوئی اور نام محبوب نہ تھا۔ وہ تو اس نام سے پکارے جانے پر خوش ہوا کرتے تھے۔ اس پر اُس (ولی مدنیہ) نے کہا کہ ہمیں ساری بات سناؤ کہ اُنکا یہ نام کیونکر کر لایا تھا؟ سیدنا سہل رض نے فرمایا: ”ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو وہ سیدنا علی رض موجود نہ تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے) پوچھا: ”تمہارا چچازاد (یعنی سیدنا علی رض) کہاں ہے؟“ اُنہوں نے عرض کی کہ میرے اور اُنکے درمیان کوئی (جھگڑے کی) بات ہوئی تو وہ مجھ سے ناراض ہو کر چلے گئے اور دوپہر باہر گزری۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو حکم دیا کہ جاؤ اور دیکھو وہ کہا ہے؟ کسی نے آکر عرض کی کہ وہ تو مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے پاس مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ سیدنا علی رض کی کمر سے لباس ہٹا ہوا ہے اور اُس پر مٹی لگ گئی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے مبارک ہاتھوں سے سیدنا علی رض کی کمر سے مٹی جھاڑتے جاتے اور ساتھ ساتھ فرماتے جاتے: ”اے ابو تاپ (مٹی والا)! اٹھ جاؤ۔ اے ابو تاپ! اٹھ جاؤ۔“

[صحيح بخاری : 3703 ، صحيح مسلم : 6229]

40 **صحیح مسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا عمر بن سعد بن ابی وقار تابعی رحمہ اللہ اُپنے والد سیدنا سعد بن ابی وقار رض سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رض نے سیدنا سعد بن ابی وقار رض کو حکم دیا (تو انہوں نے صاف انکار فرمادیا) پس حضرت معاویہ رض نے اُن سے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو تاپ (سیدنا علی بن ابی طالب رض) کو گالی دینے سے کس بات نے روک رکھا ہے؟ سیدنا سعد بن ابی وقار رض نے جواب میں فرمایا: ”میں ہرگز انہیں کبھی بھی کالی نہیں دوں گا، کیونکہ 3 باتیں (بہت ہی زیادہ فضیلت والی ایسیں ہیں) جو سیدنا علی رض کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمائی تھیں۔ اور اگر ان 3 باتوں میں سے مجھے ایک بھی مل جاتی تو (وہ فضل) مجھ سرخ انہوں کے لیل جانے سے بھی بہتر ہوتا۔ (پہلی فضیلت سیدنا علی رض کیلئے یہ ہے کہ) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کسی غزوہ (تبوک) میں سیدنا علی رض کو پیچھے چھوڑا تو انہوں نے (بطور شکوہ) کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ پیچھے چھوڑ دیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا تم اس (عزت افرانی) پر خوش نہیں ہو کر تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہے جو بارون اللہ علیہ السلام کو موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی، سوائے اسکے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔“ اور (دوسرا فضیلت سیدنا علی رض کیلئے یہ ہے کہ) میں نے غزوہ خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سننا: ”کل میں (شکر کی قیادت کا) جہنم اُس شخص کو دوں گا، جس کے ہاتھوں پر قیومی اور جو اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُس سے محبت

20 فرماتے ہیں۔“ (یہ سن کر) ہم سب اسی امید میں رہے (کہ شاید جھنڈاہمیں مل جائے) مگر (صحیح ہونے پر) آپ ﷺ نے فرمایا: ”علیٰ ﷺ کو میرے پاس بُلَا کر لاؤ۔“ انہیں لا یا گیا تو ان کی آنکھیں دُکھتی تھیں، پس آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں (آپنا) لعاب دھن مبارک لگایا اور جھنڈا انہیں دے دیا اور (پھر) ان کے ہاتھوں پر فتح حاصل ہوئی۔ اور (تیری فضیلت سیدنا علیٰ ﷺ کیلئے یہ ہے کہ) جب (عیسائی پادریوں کو مبارک چیز دینے کیلئے) قرآن کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: ”أَءَيْتَ مَبَارِكَةً نَازَلَتْ هُنَّا؟“ فرمادیں کہ آؤ ہم آپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں کو بلا لیتے ہیں، اور آپنی عورتوں کو بھی، اور آپنے آپ کو بھی اور تمہیں بھی، اور پھر بڑی عاجزی سے (الله تعالیٰ کے حضور) ایجاد کریں پھر لعنت بھیجنیں اللہ تعالیٰ کی جھوٹوں پر۔“ [آل عمران: 61] ترسول اللہ ﷺ نے سیدنا علیٰ ﷺ سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، سیدنا حسن ﷺ اور سیدنا حسین ﷺ کو بُلَا یا اور پھر بیویوں عرض کی: ”أَءَى اللَّهُ تَعَالَى! يَمِيرَ أَهْلَ بَيْتٍ“ ہیں۔“ **سُنْنَةِ نَسَائِيِّ الْكَبْرَى** کی حدیث میں ہے: حضرت معاویہ بن ابی سفیان ﷺ نے سیدنا سعد بن ابی وقار ﷺ سے پوچھا کہ آپ ﷺ کا بوتراب (سیدنا علی بن ابی طالب ﷺ) کو گالی دینے سے کس بات نے روک رکھا ہے؟ سیدنا سعد ﷺ نے جواب میں فرمایا: ”جب تک 3 باتیں (بہت ہی زیادہ فضیلت والی) جو سیدنا علی بن ابی طالب ﷺ کیلئے رسول اللہ ﷺ نے خود ارشاد فرمائی تھیں، مجھے یاد رہیں گی، اُس وقت تک میں سیدنا علیٰ ﷺ کو گالی نہیں دوں گا۔ اُن 3 باتوں میں سے مجھے ایک (بات) بھی مل جائے تو (وہ) مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی۔ (پھر آگے اس حدیث میں بھی آخر تک وہی الفاظ ہیں جو صحیح مسلم کی حدیث میں گزر چکے ہیں، لیکن اس کے آخر میں ہے کہ) پھر سیدنا عاصم بن سعد رحمہ اللہ نے فرمایا: ”اللَّهُ تَعَالَى كَيْ تَقْرَبُ إِلَيْهِ؟“ سعد بن ابی وقار ﷺ کی یہ تکتوں لینے کے بعد حضرت معاویہ بن ابی سفیان ﷺ جتنا عرصہ مدینہ شریف میں مقیم رہے اس موضوع پر ایک حرف کا بھی کلام نہ کیا۔“ **سُنْنَةِ ابْنِ ماجِهِ** کی حدیث میں ہے: سیدنا سعد بن ابی وقار ﷺ کا بیان ہے کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان ﷺ کی حج کے موقع پر (مدینہ شریف) آئے تو سیدنا سعد بن ابی وقار ﷺ حضرت معاویہ بن ابی سفیان ﷺ کے پاس ملنے آئے تو حضرت معاویہ بن ابی سفیان ﷺ نے (آنکے سامنے) سیدنا علی بن ابی طالب ﷺ کا تذکرہ کیا اور ان (سیدنا علی ﷺ کی توہین کی تو سیدنا سعد ﷺ کو غصہ آگیا اور انہوں نے فرمایا تم ایسی باتیں اُس شخص کے متعلق کہتے ہو جس کے متعلق میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ”جس کا مولا (دلی محبوب) میں ہوں (تو پھر) اُس کا مولا (دلی محبوب) علیٰ ﷺ ہے، اور میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ”أَءَى اللَّهُ تَعَالَى!“ تیری مجھے سے وہی نسبت ہے جو ہارون ﷺ کو موسیٰ ﷺ سے تھی، سوائے اسکے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔“ اور میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ”آج میں (لشکر کی قیادت کا) جھنڈا اُس شخص کو دوں گا، جو اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ پر بھی اُس سے محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ پر بھی اُس سے محبت رکھتے ہیں۔“

[صحیح مسلم: 6220، سُنْنَةِ نَسَائِيِّ الْكَبْرَى: 8439، قال الشیخ غلام مصطفیٰ فی خصائص علیٰ : إسناده صحيح، سُنْنَةِ ابْنِ ماجِهِ : 121 ، قال الشیخ الالبانی : إسناده صحيح]

41 **سُنْنَةِ نَسَائِيِّ الْكَبْرَى** کی حدیث میں ہے: سیدنا ابو بکر بن خالد تابعی رحمہ اللہ یا ان کرتے میں کہ میں سیدنا سعد بن مالک (ابی وقار) ﷺ کو مدینہ منورہ میں ملے گیا تو وہ ہم سے پوچھنے لگے کہ: ”میں نے سُنًا ہے کہ تم لوگ سیدنا علی بن ابی طالب ﷺ کو گالی دیتے ہو؟“ میں نے عرض کیا: کیا واقعی آپ ﷺ نے ہمارے متعلق ایسی بات سنی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ”ہاں آیا ہی ہے، شاید تم نے بھی انہیں گالی دی ہوگی؟“ میں نے عرض کیا: کہ ہم نے کبھی ایسی حرکت نہیں کی۔ سیدنا سعد بن ابی وقار ﷺ نے فرمایا: ”سیدنا علی بن ابی طالب ﷺ کو بھی گالی نہ دینا۔ بے شک اگر میری ماں گل (یعنی سر کے درمیانے حصہ) پر آر بھی رکھ دیا جائے (یعنی مجھے انکار کرنے پر آپی جان چلے جانے کا خوف ہو اور مجھے مجرور کیا جائے) کہ میں سیدنا علیٰ ﷺ کو گالی دوں تو میں پھر بھی انہیں گالی نہیں دوں گا کیونکہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے (سیدنا علیٰ ﷺ کے فضائل میں) بہت بچھن رکھا ہے۔“ **المُسْتَدِرُكُ لِلْحَاكِمِ** کی حدیث میں ہے: سیدنا قیس بن ابو حازم تابعی رحمہ اللہ یا ان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کے بازار میں گھوم پھر رہتا۔ اسی دوران جب میں اچارزیت (نامی جگہ پر) پہنچا تو دیکھا کہ لوگ ایک گھوڑا سوار کے گرد جمع ہیں اور وہ گھوڑا سوار سیدنا علی بن ابی طالب ﷺ کو گالیاں بک رہا ہے اور وہ لوگ (اُس گستاخ گھوڑا سوار کو منع کرنے کی وجہے) اُس کے گرد مجمع لگائے کھڑے ہیں۔ اسی دوران اتفاقاً سیدنا سعد بن ابی وقار ﷺ وہاں تشریف لے آئے اور پوچھا: ”یکہاں ہو رہا ہے؟“ لوگوں نے عرض کی: ”یہ شخص سیدنا علی بن ابی طالب ﷺ کو گالیاں دے رہا ہے۔“ (نعمود بالله من ذالک) اس پر سیدنا سعد بن ابی وقار ﷺ آگے بڑھتے تو لوگوں نے (احرام میں) ان کیلئے راستہ کھلا کر دیا اور وہ اُس شخص کے سامنے جا کر کھڑے ہوئے اور پھر فرمایا: ”أَءَى شَخْصٍ؟ تُوكِسْ بَنَ اَبِي سَيِّدِنَا عَلِيٰ بْنَ اَبِي طَالِبٍ ﷺ كُوَّالِيَّا دَرَءَ رَهَبَةً؟“ (آئے گستاخ مجھے بتا) کیا وہ (سیدنا علیٰ ﷺ) سب سے پہلے مسلمان نہیں تھے؟ کیا وہ (سیدنا علیٰ ﷺ) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب سے پہلے نماز پڑھنے والی شخصیت نہیں تھے؟ کیا وہ (سیدنا علیٰ ﷺ) سب سے زیادہ دنیا سے بے رغبتی رکھنے والی شخصیت نہیں تھے؟ کیا وہ (سیدنا علیٰ ﷺ) سب سے بڑھ کر علم رکھنے والی شخصیت نہیں تھے؟ سعد بن ابی وقار ﷺ کے داماد نہیں تھے؟ کیا رسول اللہ ﷺ کے غزوات میں وہ (سیدنا علیٰ ﷺ) آپ ﷺ کے علم بردار (جھنڈا اٹھانے والے) نہیں تھے؟ ”پھر سعد ﷺ نے آپنامہ قبل کی طرف کیا اور دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی: ”أَءَى اللَّهُ تَعَالَى! يَخْصُّ تَيْرَهُ وَلَيْوَنَ مِنْ سَاهِنَ بَكَ“ رہا ہے، اس بھوم کے منتشر ہونے سے پہلے پہلے اسے اپنی تدریت کا مظاہرہ دکھادے۔“ سیدنا قیس بن ابو حازم تابعی رحمہ اللہ یا ان کرتے ہیں: ”ہم ابھی منتشر بھی نہیں ہوئے تھے کہ اس (گستاخ سوار) کی سواری (زمیں میں) ہنسنے لگی اور اُسکی سواری نے اُس کو کھو پڑی کے مل پتھروں پر پتخت دیا، جس کی وجہ سے اُس (سیدنا علی بن ابی طالب ﷺ کے گستاخ سوار) کا دماغ پھٹ گیا اور وہ ہیں مر گیا۔“

[سُنْنَةِ نَسَائِيِّ الْكَبْرَى: 8477، قال الشیخ غلام مصطفیٰ فی خصائص علیٰ : إسناده صحيح، المُسْتَدِرُكُ لِلْحَاكِمِ : 6121 ، قال الامام حاکم والامام الذہبی : إسناده صحيح]

42

سنن ابی داؤد کی حدیث میں ہے: سیدنا عبد اللہ بن ظالم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب فلاں شخص (یعنی حضرت معاویہ بن ابی سفیان ﷺ) جن کا نام حدیث کے آگے طریق میں آیا ہے) کوفہ میں آیا تو انہوں نے فلاں شخص (یعنی حضرت مغیرہ بن شعبہ ﷺ) جن کا نام اسی حدیث کے آگے طریق میں آیا ہے) کوفہ میں آیا تو انہوں نے فلاں شخص (یعنی حضرت مغیرہ بن شعبہ ﷺ) کو دیکھ لئے تو حضرت مغیرہ ﷺ کی تقریر کر) سیدنا سعید بن زید ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: "اس ظالم (حضرت مغیرہ ﷺ) کو دیکھ رہے ہو؟ (جو سیدنا علیؑ پر لعنت کر رہا ہے، جس کی خبر اسی حدیث کے آگے طریق میں آرہی ہے) سیدنا عبد اللہ بن ظالم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ پھر سیدنا سعید بن زید ﷺ (جو پہلے 10 اسلام لانے والوں میں شامل تھے اور سیدنا عمر بن خطاب ﷺ کے بہنوئی بھی تھے) نے 9 افراد کے بارے میں جنتی ہونے کی گواہی دی (اور فرمایا کہ) میں اگر دویں شخص کی گواہی بھی دے دوں تو کوئی گناہ نہیں ہوگا (یعنی بالکل درست ہوگا)۔" میں نے پوچھا کہ وہ 9 افراد کون کون سے ہیں؟ سیدنا سعید بن زید ﷺ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کوہ حراء پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا تھا: "آے حراء پہاڑ! قسم جا، تھوڑپر (اس وقت صرف) نبی ﷺ یا صدیق یا شہید ہی تو (موجود) ہیں۔" میں نے (پھر) پوچھا کہ وہ 9 افراد کون کون سے ہیں؟ "سیدنا سعید بن زید ﷺ نے فرمایا (وہ 9 افراد یہ ہیں): "رسول اللہ ﷺ یا صدیق یا شہید ہی تو (موجود) ہیں۔" سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا طلحہ، سیدنا زیبر، سیدنا سعد بن ابی واقص اور سیدنا عبد الرحمن بن عوف (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔" میں نے (پھر) پوچھا کہ اور دسوال شخص کون ہے؟ وہ (سیدنا سعید بن زید ﷺ) تھوڑی دیر (عاجزی کے باعث) خاموش رہے پھر فرمایا: "وہ دسوال شخص (میں ہوں۔" (نحو: اسی حدیث سے ایک اور ملتی جلتی روایت سیدنا عبد الرحمن بن عوف ﷺ سے جامع ترمذی میں حدیث نمبر 3747 نقل ہوئی ہے، لیکن اُس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کی بجائے سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح ﷺ کا نام آیا ہے)

سنن نسائی الکبریٰ کی حدیث میں ہے: سیدنا عبد اللہ بن ظالم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان ﷺ کو فہریں آئے تو حضرت مغیرہ بن شعبہ ﷺ نے کچھ خطباء مقرر کیے جو کہ سیدنا علی بن ابی طالب ﷺ پر زبان درازی کر رہے تھے۔ چنانچہ سیدنا سعید بن زید ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: "اس ظالم شخص (حضرت مغیرہ ﷺ) کو دیکھتے ہو کہ یہ ایک جنتی شخص (سیدنا علیؑ) پر لعنت کروتا ہے۔" پھر انہوں نے 9 افراد کے بارے میں گواہی دی کہ وہ جنتی ہیں۔ اور (فرمایا): "اگر میں دویں شخص کے جنتی ہونے کی خبر دے دوں (تو وہ بھی سچ ہوگا)۔" میں نے پوچھا کہ وہ 9 افراد کون سے ہیں؟ سیدنا سعید بن زید ﷺ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کوہ حراء پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا تھا: "آے حراء پہاڑ! قسم جا، تھوڑپر (اس وقت صرف) نبی ﷺ یا صدیق یا شہید ہی تو (موجود) ہیں۔" میں نے (پھر) پوچھا کہ وہ 9 افراد یہ ہیں؟ "رسول اللہ ﷺ یا صدیق یا شہید ہی تو (موجود) ہیں۔" سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا طلحہ، سیدنا زیبر، سیدنا سعد بن ابی واقص اور سیدنا عبد الرحمن بن عوف (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔" میں نے پوچھا کہ اور دسوال شخص کون ہے؟ وہ (سیدنا سعید ﷺ) تھوڑی دیر (عاجزی میں) خاموش رہے پھر فرمایا: "میں ہوں۔" **سنن نسائی الکبریٰ کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبد اللہ بن ظالم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا سعید بن زید ﷺ کے پاس آیا تو میں نے عرض کی: کیا آپ ﷺ اس ظالم شخص سے تجنب نہیں کرتے کہ جس نے سیدنا علیؑ پر سب و شتم کرنے کے لئے خلباء مقرر کیے ہوئے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: "کیا واقعی وہ (حضرت مغیرہ بن شعبہ ﷺ) ایسا کر رہے ہیں؟ (جبکہ) میں گواہی دیتا ہوں کہ 9 افراد کے بارے میں کہ وہ جنتی ہیں۔ اور (فرمایا): "اگر میں دویں شخص کے جنتی ہونے کی خبر دے دوں (تو وہ بھی سچ ہوگا)۔" میں نے پوچھا کہ وہ 9 افراد کون سے ہیں؟ سیدنا سعید بن زید ﷺ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کوہ حراء پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا تھا: "آے حراء پہاڑ! قسم جا، تھوڑپر (اس وقت صرف) نبی ﷺ یا صدیق یا شہید ہی تو (موجود) ہیں۔" میں نے (پھر) پوچھا کہ وہ 9 افراد کون کون سے ہیں؟ "سیدنا سعید بن زید ﷺ نے فرمایا (وہ 9 افراد یہ ہیں): "رسول اللہ ﷺ، سیدنا ابو بکر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا طلحہ، سیدنا زیبر، سیدنا سعد بن ابی واقص اور سیدنا عبد الرحمن بن عوف (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔" میں نے پوچھا کہ اور دسوال شخص کون ہے؟ دسوال شخص (سیدنا سعید بن زید ﷺ) نے فرمایا: "میں ہوں۔"

[سنن ابی داؤد : 4648 ، سنن نسائی الکبریٰ : 8190 اور 8208 ، قال الشیخ الالبی والشیخ زیبر علیزی والشیخ غلام مصطفیٰ ظہیر فی فضائل الصحابة : اسناده صحیح]

[صحیح ابن جان : 6996 ، السنة لا بن ابی عاصم : 1220 ، مُسْنَد احمد : 1644 (جلد 1- 654) ، قال الشیخ شعیب الارنقوط : اسناده صحیح]

43

سنن ابی داؤد کی حدیث میں ہے: سیدنا ریاح بن حراث تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں فلاں شخص (یعنی حضرت مغیرہ بن شعبہ ﷺ) جن کا نام اسی حدیث کے آگے طریق میں آیا ہے) کے پاس کوفہ کی مسجد میں بیٹھا تھا اور اہل کوفہ بھی موجود تھے کہ سیدنا سعید بن زید ﷺ وہاں تشریف لائے تو اُس (فلاں شخص) نے انہیں خوش آمدی کہا اور ختنت پر آپؑ پاؤں والی طرف پاس بٹھا لیا۔ اسی دوران وہاں ایک کوئی شخص آیا جس کا نام قیس بن علقمة تھا۔ اُس (فلاں شخص) نے اُس کا بھی استقبال کیا۔ پھر اُس (قیس بن علقمة) نے مسلسل گالی گلوچ شروع کر دی۔ اس پر سیدنا سعید بن زید ﷺ نے دریافت فرمایا: "یہ شخص کے گالیاں دیئے جا رہا ہے؟" اُس (فلاں شخص) نے کہا کہ سیدنا علی بن ابی طالب ﷺ کو گالیاں دے رہا ہے۔ سیدنا سعید بن زید ﷺ نے افسوس سے فرمایا: "میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے سامنے اصحاب رسول ﷺ کو گالیاں دی جاتی ہیں اور تم (فلاں شخص) اس (جم) کو نہ تو رہا بھجو رہے ہو اور نہ (ہی) منع کرتے ہو! (جبکہ اسکے برعکس) میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سُنّا تھا، اور میں کوئی مَنْكَرَت بات آپ ﷺ کی طرف منسوب نہیں کروں گا کہ کل (روز قیامت) آپ ﷺ سے ملاقات ہونے پر مجھے جواب دی جائے۔" (آپ ﷺ نے) فرمایا تھا "رسول اللہ ﷺ کے ساتھ" (سیدنا ابو بکر جنتی ہیں، سیدنا عثمان جنتی ہیں، سیدنا طلحہ جنتی ہیں، سیدنا زیبر جنتی ہیں، سیدنا سعد بن ابی واقص جنتی ہیں اور سیدنا عبد الرحمن بن عوف جنتی ہیں (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔" اور اگر میں چاہوں تو دسویں (خوش نصیب) کا نام بھی بتا سکتا ہوں۔ پھر سیدنا سعید بن زید ﷺ (عاجزی کے باعث) خاموش ہو گئے۔ تو لوگوں نے باصرار پوچھا کہ وہ دسویں کون ہیں؟ تو فرمایا: "وہ دسوال شخص (سعید بن زید ﷺ) ہے۔" پھر فرمایا: "تم سب کاں کھول کر سُن لو) رسول اللہ ﷺ کی میت میں کسی صحابی کا چہرہ غبار آلو دہونا، تم میں سے کسی کے ساری عمر کے نیک اعمال کرنے

22 سے بہتر ہے خواہ اُسے سیدنا نوح ﷺ جتنی عمر (ہی کیوں نہ) دے دی جائے۔ ”**مُسْنَدُ أَحْمَدَ** کی حدیث میں ہے: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی مسجد میں تھے اور ان کے پاس دائیں بائیں اہل کوفہ موجود تھے اسی دوران ان کے پاس سیدنا سعید بن زید رضی صحابی تشریف لائے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی نے انہیں خوش آمدید کہا اور (شاہی) تحفہ پر آپنے پاؤں کی جانب آپنے پاس بھالیاں پھر ایک کوئی شخص آیا اور اس نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی کی طرف متوجہ ہو کر مسلسل گالیاں دینا شروع کر دیں۔ سیدنا سعید بن زید رضی نے پوچھا: ”آے مغیرہ! یہ کس کو گالیاں دے رہا ہے؟“ انہوں نے کہا: ”یہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی کو گالی دے رہا ہے۔“ اس پر سیدنا سعید بن زید رضی نے (غصہ میں آکر) فرمایا: ”آے مغیرہ بن شعبہ! آے مغیرہ بن شعبہ! آے مغیرہ بن شعبہ!“ میں یہ کیا سن رہا ہوں کہ اصحاب رسول ﷺ کو تمہارے پاس گالیاں دی جاتی ہیں اور تم اس (جم) کو نہ تو مرا بھجو ہے ہو اور نہ (ہی) منع کرتے ہو! (بجہ اسکے عکس) میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق گواہی دیتا ہوں، وہ جو کچھ ہیرے کانوں نے سُنَا اور میرے دل نے حفظ کر لیا، اور میں کوئی من گھڑت بات آپ ﷺ کی طرف منسوب نہیں کروں گا کہ کل (روز قیامت) آپ ﷺ سے ملاقات ہونے پر مجھے جواب دی جائی پڑے جائے، (آپ ﷺ نے) فرمایا تھا: سیدنا ابو بکر جنتی ہیں، سیدنا عمر جنتی ہیں، سیدنا عثمان جنتی ہیں، سیدنا طلحہ جنتی ہیں، سیدنا زیبر جنتی ہیں، سیدنا سعد بن ابی وقار جنتی ہیں اور سیدنا عبد الرحمن بن عوف جنتی ہیں (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔“ اور ایک نواں مسلمان بھی جنتی ہے، اگر میں چاہوں تو اس کا نام بھی بتا سکتا ہوں۔“ اس پر اہل مسجد نے با اصرار اللہ تعالیٰ کا واسطہ کر کر پوچھا: ”آے رسول اللہ ﷺ کے صحابی! وہ نواں شخص کون ہے؟“ سیدنا سعید رضی نے فرمایا: ”ثُمَّ نَمَّ نَجَّحَ اللَّهُ تَعَالَى كَوَاسِطَدَهُ إِلَاهَ، اللَّهُ تَعَالَى كَيْ قَسْمٌ! وَهُوَ الْمُسْلِمُونَ مَيْسَنَ (سیدنا سعید بن زید رضی) ہوں اور رسول اللہ ﷺ وَسَوْيَنَ ہیں۔ اللَّهُ تَعَالَى كَيْ قَسْمٌ! آیا شخص، جس کا پچہ رسول اللہ ﷺ کی میعت میں گرد آؤ دہو، اُس کا یہل تمہاری تمام عمر کی تکیوں سے بہتر ہے خواہ تمہیں سیدنا نوح ﷺ جتنی عمر (ہی کیوں نہ) دے دی جائے۔“ [سُنْ ابِي داؤد : 4650 ، مُسْنَدُ اَحْمَدَ : 1629 (جلد - 1 ، صفحہ - 649) ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زیبِ علیزی و الشیخ شعیب الارنزوط : استادہ صحیح]

44 **سُنْنَ نَسَائِيَ الْكَبِرِيَّ** کی حدیث میں ہے: سیدنا عبد اللہ بن ظالم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مغیرہ رضی نے خطبہ دیا اور اس میں سیدنا علی رضی کو سب و شتم کا نشانہ بنا یا، تو اس پر سیدنا سعید بن زید رضی نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود یہ بات سنی کہ آپ ﷺ فرمارے تھے: ”آے حراء پیڑا! قسم جا، تجھ پر (اس وقت صرف) نبی ﷺ یا صدیق یا شہید ہی تو (موجود) ہیں۔“ اور اس وقت اُس (پہاڑ) پر رسول اللہ ﷺ، سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا طلحہ، سیدنا زیبر، سیدنا عبد الرحمن بن عوف اور سعید بن زید (رضی اللہ عنہم اجمعین) تھے۔ **سُنْنَ نَسَائِيَ الْكَبِرِيَّ** کی حدیث میں ہے: سیدنا عبد اللہ بن ظالم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا سعید بن زید رضی کے سامنے بیٹھا ہوا تھا، تو وہ فرمائے لگے: ”ہمارے یہ حکمران ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم اپنے بھائیوں پر لعنت کریں، اور بے شک ہم تو لعنت نہیں کر سکتے بلکہ ہم تو ان کیلئے اللہ تعالیٰ کی بارکات کی دعا کریں گے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود یہ بات سنی کہ آپ ﷺ فرمارے تھے: ”عقریب میرے بعد بہت سے فتنے و نما ہوں گے اور آئیے ہو گا۔“ اسی دوران ایک شخص وہاں آیا اور سیدنا سعید رضی نے عرض کی کہ مجھے تو سیدنا علی رضی سے ہر چیز سے بڑھ کر محبت ہے! اس پر سیدنا سعید بن زید رضی نے اس سے فرمایا: ”تم تو ایک جنتی انسان سے محبت کرتے ہو،“ پھر سیدنا سعید بن زید رضی نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ، سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا طلحہ، سیدنا زیبر، سیدنا عبد الرحمن بن عوف اور سیدنا سعد بن ابی وقار (رضی اللہ عنہم اجمعین) تھے، اگر میں چاہوں تو دسویں (جنتی) آدمی کا نام بھی بتا سکتا ہوں، یعنی وہ (سیدنا سعید رضی) خود تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”آے حراء پیڑا! قسم جا، تجھ پر نبی ﷺ یا صدیق یا شہید (موجود) ہیں۔“ **سُنْنَ نَسَائِيَ الْكَبِرِيَّ** اور **سُنْنَ ابِي داؤدَ** کی حدیث میں ہے: سیدنا عبد الرحمن بن اخنثی تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعید بن زید رضی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی سے متعلق کچھ (نازیباً الْفَاظَاتِ میں) کہا تو سیدنا سعید بن زید رضی وہیں پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود یہ بات سنی کہ آپ ﷺ فرمارے تھے: ”اہل قریش میں سے 10- آدمی جنت میں ہیں، (رسول اللہ ﷺ جنت میں ہیں)، سیدنا ابو بکر جنت میں ہیں، سیدنا علی جنت میں ہیں، سیدنا عثمان جنت میں ہیں، سیدنا طلحہ جنت میں ہیں، سیدنا زیبر جنت میں ہیں، سیدنا عبد الرحمن بن عوف جنت میں ہیں، سیدنا سعد بن ابی وقار جنت میں ہیں اور سیدنا سعید بن زید جنت میں ہیں (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔“ [سُنْنَ نَسَائِيَ الْكَبِرِيَّ : 8205 ، 8206 اور 8210 ، سُنْنَ ابِي داؤدَ : 4649 ، قال الشیخ غلام مصطفیٰ ظہیر امن بوری فی فضائل الصحابة : استادہ صحیح]

45 **صَحِيحُ بُخارِيَ** کی حدیث میں ہے: سیدنا براء بن عازب رضی بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ماذی القعدہ میں عمرہ کا قصد فرمایا تو اہل مکہ نے آپ ﷺ کو مکہ میں داخل کی اجازت سے انکار کر دیا۔ بالآخر فصلہ یہ ہوا کہ آپ ﷺ (آنندہ سال) 3 ون اس (مکہ مکرمہ) میں ٹھہر سکتیں گے اور معابر کی تحریر میں لکھا گیا: ”یہ وہ فیصلہ ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ طے پایا ہے۔“ اس پر قریش مکہ بگزگے اور کہا کہ ہم تو آپ ﷺ کو (رسول اللہ ﷺ) نہیں مانتے کیونکہ اگر نہیں (یقینی علم) ہو کہ آپ ﷺ نبی ہیں تو ہم آپ ﷺ کو (مکہ مکرمہ میں) داخل سے کیوں روکتے؟ لہذا یہاں محمد بن عبد اللہ (رضی) لکھیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”مَنِ الْلَّهُ تَعَالَى كَارِسُولِ (رضی) بھی ہوں اور محمد بن عبد اللہ (رضی) بھی ہوں۔“ پھر آپ ﷺ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی سے ارشاد فرمایا: ”لَفِظُ رَسُولِ اللَّهِ (رضی) مَثَادُ“ سیدنا علی بن ابی طالب رضی نے (جدبات محبت میں) عرض کی: ”نَبِيِنَ اللَّهُ تَعَالَى كَيْ قَسْمٌ! مَيْسَنَ آپ ﷺ (کے نام مبارک کے ساتھ لکھے رسول اللہ ﷺ کو نہیں مٹا سکتا۔“ چنانچہ آپ ﷺ نے (معاہدے کی) تحریر خود بکڑی، حالانکہ آپ ﷺ اچھی طرح لکھنا نہیں جانتے تھے، پھر لکھا (گیا): ”یہ (وہ معابرہ) ہے جو محمد بن عبد اللہ (رضی) نے طے کر لیا ہے کہ مکہ مکرمہ میں کوئی تھیمار لیکر نہیں آئیں گے، سو اے ایک توارکے جو نیام میں بند ہو گی اور یہ کہ اہل مکہ میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کے پیچے (مدینہ منورہ) جانا چاہے تو آپ ﷺ اُسے نہیں لے جائیں گے اور اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو نہیں روکیں گے اگر وہ اُس (مکہ)

میں مقیم ہونا چاہے۔» چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی بن ابی طالب ﷺ سے (بطور دل جوئی کے) ارشاد فرمایا: «(آے علی!) تم مجھ سے ہوا و میں تم سے ہوں۔» 23 جامع ترمذی کی حدیث میں ہے: سیدنا عمر بن حصین ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر ایک مسلمان کے ولی (ولی دوست) ہوں گے۔» جامع ترمذی کی حدیث میں ہے: سیدنا انس بن مالک ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بھتنا ہوا پرندہ تھا، آپ ﷺ نے دعا کی: «اَللهُ تَعَالَى ! اَنِّي مُخْلُقٌ مِّنْ سَبَبٍ سَبَبَ مُحْبُوبٍ تَرَيْنُ خَصْصَ كُوْمِيرَ بِسَبَبِ بَعْجَجِ جَوِيمِيرَ سَبَبَ تَحْكَمَ إِسْ پَرْنَدَ كَوْكَهَأَنَّ» پس (دعا قبول ہوئی اور اُسی وقت ہی) سیدنا علی علی ﷺ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وہ پرندہ تناول فرمایا۔ **المُسْتَدْرِكُ لِلْحَاكِمِ** کی حدیث میں ہے: اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ سَيِّدُهُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کو لوگوں میں سب سے بڑھ کر محبوب کون تھا؟ فرمایا: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پوچھا گیا: مردوں میں کون تھا؟ فرمایا: اُن کے شوہر (سیدنا علی بن ابی طالب ﷺ) جو بہت ہی روزے رکھنے والے اور شب زندہ دار تھے۔ **مُسْنَدُ ابِي يَعْلَى** ، **الْمُعْجَمُ الصَّغِيرُ** اور **سُنْنَةُ النَّبِيِّ الْكَبِيرِ** کی حدیث میں ہے: سیدنا ابو عبد اللہ جدلی تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ سَيِّدُهُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا (انتہائی ذکری ہو کر) مجھ سے فرمائے لگیں: «كَيْا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَوْمِنْبُرُوْلُ پَرْكَالِيَّا دِيْ جَاتِيْ ہِیْ؟ مَنْ نَعْرِضُ كَيْا كَيْا (انتہائی گستاخانہ اور فتح فعل) كَيْوَنْکَرْ ہو سکتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: «كَيْا سِيدُنَا عَلِيٌّ ﷺ اور ان سے محبت کرنے والوں کو گالیاں دی جاتیں؟ (جبکہ) میں گواہی دیتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ اُن سے محبت فرمایا کرتے تھے۔» (یعنی سیدنا علی بن ابی طالب ﷺ کو منبروں پر گالیاں دینا حقیقت میں تو رسول اللہ ﷺ پر گالیاں بکنے کے ہی متراوٹ ہے)۔ (نعمود بالله من ذالک)

[صحيح بخاری : 4251 ، جامع ترمذی : 3712 اور 3721 ، قال الشیخ زیبر علیزی فی مشکوۃ المصابیح تحت الحدیث 6094 : استادہ صحیح]

[**الْمُسْتَدْرِكُ لِلْحَاكِمِ** : 4744 ، قال الامام حاکم : استادہ صحیح ، **مُسْنَدُ ابِي يَعْلَى** : 6977 ، قال الشیخ زیبر علیزی فی مشکوۃ المصابیح تحت الحدیث 6101 : استادہ صحیح]

[**الْمُعْجَمُ الصَّغِيرُ لِلطَّبرَانِیِّ** : 889 ، **سُنْنَةُ النَّبِيِّ الْكَبِيرِ** : 8476 ، قال الشیخ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری فی خصائص علی تحت الحدیث 8476 : استادہ صحیح]

نحو علامہ جلال الدین السیوطی (المتوفی 911ھ) حجراً گفت: «بُوأَمِیْ (آپنے) خطبات میں سیدنا علی بن ابی طالب ﷺ کو گالی دیا کرتے تھے، پھر جب سیدنا عمر بن عبد العزیز تابعی رحمہ اللہ خلیفہ بنے تو انہوں نے اس (غایظ، انتہائی گستاخانہ اور فتح رسم) کو بند کروادیا، اور حکومتی کارندوں کے نام حکم نامہ جاری فرمایا کہ اس (غلیظ رسم) کو بند کر دیا جائے۔ پھر اسکی جگہ اس (آیت) کو جاری فرمادیا: ”بَشَّكَ (آے ایمان والو !) اللَّهُ تَعَالَى تَعْبِيْهِنَّ (ان 3 کاموں کا) حکم دیتا ہے کہ ہر معاملہ میں انصاف سے کام لوا اور احسان کرو، اور اچھا سلوک کرو رشتہ داروں کے ساتھ، اور (تمہیں ان 3 کاموں سے) منع فرماتا ہے بے حیائی سے اور سری سے وہ (اللہ تعالیٰ) تمہیں وعظ کرتا ہے تاکہ تم فیصلہ حاصل کر سکو۔” [**النحل** : 90] ، چنانچہ اس وقت سے اب تک خطبات میں اس (آیت مبارکہ) کی قرأت مسلسل جاری ہے۔“ [تاریخ الخلفاء للسیوطی ”باب عمر بن عبد العزیز“]

46 سُنْنَةُ النَّبِيِّ الْكَبِيرِ کی حدیث میں ہے: سیدنا سعید بن جبیر تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا عبد اللہ بن عباس ﷺ کے ہمراہ میدان عرفات میں تھا، تو آپ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا: “كَيْا وَجَبَهُ كَلَوْگُوْنَ سَبَبَ تَبَيِّنَ (لَبِيكَ اللَّهُمَّ لَبِيكَ) كَيْ آوازُ سُنَّةِ نَبِيٍّ نَبِيْ دَرَبَيْ؟ مَنْ نَعْرِضُ كَيْا كَلَوْگُ حَضْرَتُ مَعَاوِيَهِ بَنُ ابِي سَفِيَّانَ ﷺ (کے منع کرنے کی وجہ) سے ڈرتے ہیں۔” (اس لئے بلند آواز سے تلبیہ کہنے کی بجائے آہستہ آواز میں ہی کہہ لیتے ہیں)۔ چنانچہ سیدنا عبد اللہ بن عباس ﷺ (غضہ کی حالت میں) آپنے خیمے سے باہر تشریف لائے اور بلند آواز سے پکارنا شروع کر دیا: لَبِيكَ اللَّهُمَّ لَبِيكَ ، لَبِيكَ اللَّهُمَّ لَبِيكَ ، (اور ساتھی فرمایا) بَشَّكَ أُنَّ لَوْگُوْنَ نے سیدنا علی بن ابی طالب ﷺ سے بعض رکھنے کی وجہ سے (بلند آواز سے تلبیہ کہنے کی) سنت مبارکہ کو (ہی) چھوڑ دیا ہے۔ **سُنْنَةُ الْكَبِيرِ لِلْبَيْهِقِيِّ کی حدیث میں ہے** کہ سیدنا سعید بن جبیر تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم میدان عرفات میں سیدنا عبد اللہ بن عباس ﷺ کے پاس تھے، تو انہوں نے سوال فرمایا: ”كَيْا وَجَبَهُ كَلَوْگُوْنَ سَبَبَ تَبَيِّنَ کی آوازُ سُنَّةِ نَبِيٍّ نَبِيْ دَرَبَيْ؟ مَنْ نَعْرِضُ كَيْا كَلَوْگُ حَضْرَتُ مَعَاوِيَهِ بَنُ ابِي سَفِيَّانَ ﷺ سے ڈرتے ہیں۔“ سیدنا عبد اللہ بن عباس ﷺ (غضہ کی حالت میں) آپنے خیمے سے باہر تشریف لائے اور پکارا: ”لَبِيكَ اللَّهُمَّ لَبِيكَ ، خَواهَ حَضْرَتُ مَعَاوِيَهِ بَنُ ابِي سَفِيَّانَ ﷺ کی ناک آلو دھو جائے (یعنی وہ میرے اس سنت پر عمل کرنے کو خواہ اہی مان جائیں)، (اور ساتھی فرمایا) آے اللَّهُ تَعَالَى ! ان لَوْگُوْنَ پر لعنت فرمابے بشک ان لَوْگُوْنَ نے سیدنا علی ﷺ کے بعض کی وجہ سے (بلند آواز سے تلبیہ کہنے کی) سنت مبارکہ کو (ہی) چھوڑ دیا ہے۔“ (یعنی سیدنا علی ﷺ کا بلند آواز سے تلبیہ کہنا تو سنت پر عمل تھا کہ ذائق اجتہاد تھا)۔

[**سُنْنَةُ النَّبِيِّ الْكَبِيرِ وَالْأَلَبَانِ** : استادہ صحیح ، **سُنْنَةُ الْكَبِيرِ لِلْبَيْهِقِيِّ** : 9447 ، قال الشیخ زیبر علیزی فی مشکوۃ المصابیح تحت الحدیث 9009 : استادہ صحیح]

47 صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا علی ﷺ بیان فرماتے ہیں: ”قَتَمْ هُبَّ اَسْ ذَاتِ كِ جَسْ نَهْ دَانِهْ كُوْپَھَإِ (نباتات نکالے) او مخلوقات کو پیدا فرمایا، بشک بُنی اُمِّ ﷺ نے مجھ سے یہ عہد کیا تھا کہ مجھ (سیدنا علی ﷺ) سے صرف مونمنی محبت رکھے گا اور متنافق ہی مجھ (سیدنا علی ﷺ) سے نفرت کرے گا۔“ [صحیح مُسلم : 240]

48 فضائل الصحابة لاحمد بن حبیل کی حدیث میں ہے: سیدنا ابو میرمیت تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خود سیدنا علی بن ابی طالب ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”میری (ذات کی) وجہ سے دو (قتم کے) لوگ ہلاک (یعنی گراہ) ہو جائیں گے، (پہلی قتم) حد سے زیادہ محبت میں غلو کرنے والے، اور (دوسرا قتم) مجھ سے (بعض رکھنے والے) فضائل الصحابة اور السُّنَّة کی حدیث میں ہے: سیدنا ابوالسوار تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی ﷺ نے (رسول اللہ ﷺ کی ثبیتی خبر کی بنیاد پر) فرمایا: ”کچھ لوگ مجھ سے محبت کریں گے یہاں تک کہ محبت (میں غلو) اُن (رافضیوں) کو آگ میں داخل کر دے گا اور کچھ لوگ مجھ سے بعض رکھیں گے یہاں تک کہ یہ بعض اُن (ناسیبوں) کو آگ میں لے جائے گا۔“

[فضائل الصحابة لاحمد بن حبیل : 964 اور 952 ، السُّنَّة لابن ابی عاصم : 819 ، قال الشیخ زیبر علیزی فی مشکوۃ المصابیح تحت الحدیث 9009 : استادہ صحیح]

E 24 حضرت معاویہؓ کو حکومت مل جانے کے بعد سے بتدریج امت پر کسی ملوکیت مسلط ہوئی اور اس کا بھی انک نتیجہ کیا تکلا؟

49 صحیح بخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا حسن بصری تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ (جب سیدنا علی بن ابی طالبؓ کی شہادت کے بعد جب صحابہ کرامؓ نے مشورے کے بعد سیدنا حسن بن علیؓ کو منفق طور پر غلیظہ کیا تو) اللہ تعالیٰ کی قسم! سیدنا حسن بن علیؓ پہاڑوں جیسے لشکر کے حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کے مقابلہ میں آئے تھے، (جن کو دیکھ کر) حضرت عمر بن عاصیؓ نے کہا: ”مجھے آئے لشکر نظر آ رہے ہیں جو مدد مقابل کون فنا کیے بغیر واپس نہیں لوٹیں گے۔“ یہیں کہ حضرت معاویہؓ نے کہا: ”آئے مردو! اگر دونوں گروہوں نے ایک دوسرے کو مارڈا تو اُنکے (پسمندگان) کا ذمہ دار کون ہوگا؟ اُنکی (بیوہ) عورتوں کا ذمہ دار کون ہوگا؟ اُنکے قیم پچوں کا ذمہ دار کون ہوگا؟“ چنانچہ حضرت معاویہؓ نے بنی عبد شمس کے دو قریشی افراد، عبدالرحمن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر کو بھیجا کہ جاؤ اور اس شخص (سیدنا حسن بن علیؓ) کو (صلح کی) پیش کش کرو اور ان سے مصالحت کا مطالبہ کرو۔ وہ دونوں اُن (سیدنا حسن بن علیؓ) کے پاس آئے اور صلح و امن کی بات چلانی۔ سیدنا حسنؓ نے فرمایا: ”ہم بنو عبدالمطلب (ان جنگوں میں) بہت مال خرچ کر کے ہیں (یعنی صلح کی صورت میں اُنکی کفالت کی ذمہ داری کون لے گا؟) اور یہ امت (ان جنگوں کی وجہ سے) اپنے خون میں لست پت ہو جائی ہے۔“ اُن دونوں نے عرض کی: ”حضرت معاویہؓ آپؓ کو فلاں فلاں پیش کش کرتے ہیں اور کچھ مطالبات کے طلب کارہیں (یعنی آپؓ خلافت سے دستبردار ہو جائیں)۔“ سیدنا حسن بن علیؓ نے فرمایا: ”اس (معاہدے) کی تکمیل کا ذمہ دار کون ہوگا؟“ اُن دونوں نے جواب دیا کہ ہم دونوں ذمہ دار ہیں۔ چنانچہ سیدنا حسن بن علیؓ جو بھی مطالبہ کرتے گئے وہ دونوں اپنے ذمہ لیتے گئے۔ (جب صلح ہو گئی تو) سیدنا حسن بصری تابعی رحمہ اللہ فرمانے لگے کہ میں نے سیدنا ابو بکرؓ کو یہ فرماتے ہوئے سُنَا کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمانے کے دوران سیدنا حسن بن علیؓ کو اپنے پہلو میں لئے ہوئے کبھی اُنکی طرف دیکھتے اور کبھی لوگوں کی طرف اور ساتھ ساتھ یہ ارشاد فرماتے جاتے: ”میرا یہ بیان سردار ہے (یعنی اپنی حکومت سے دستبردار ہو کر قربانی کر کے بڑے پین کا مظاہرہ کرے گا) اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کروادے گا (یعنی خلیفہ راشد سیدنا علیؓ کی حق ولی جماعت اور دوسری حضرت معاویہؓ کی جماعت جس نے خلیفہ راشد کے خلاف بغاوت کی)۔“ [صحیح بخاری : 2704 اور 7109]

50 نوٹ سیدنا حسن بن علیؓ نے جن شرائط کی بنیاد پر حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کو حکومت سپردی تھی، اُن کی پوری تفصیلات شروع احادیث اور کتب تاریخ میں ہیں، مثلاً:

1 حضرت معاویہؓ اللہ تعالیٰ کی کتاب، رسول اللہ ﷺ کی سنت اور خلفاء راشدینؓ کے طریقے کے مطابق نظام حکومت چالائیں گے۔ **2** حضرت معاویہؓ آپؓ نے بعد کسی کو جانشین مقرر نہیں کریں گے بلکہ اُمّت کو خلیفہ کے انتخاب کیلئے شورا پر چھوڑیں گے۔ **3** سیدنا علی بن ابی طالبؓ کی جماعت کے لوگ، صلح کے بعد تھیارڈاں پکھے ہیں، اُنکے خلاف کسی قسم کی انتقامی کاروائی نہیں کی جائیگی۔ **4** آل محمدؓ کیلئے خسوس (مال غنمیت کا پانچواں حصہ) جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مقرر کیا، بدستور بنو عبدالمطلب کو ملے گا جیسا کہ خلفاء راشدینؓ کے ادارے ملتا آ رہا ہے۔ **5** سیدنا علی بن ابی طالبؓ پر بنو امیہ کے منبوذوں سے ہونے والا سب و شتم کا سلسہ ہمیشہ کیلئے ختم کر دیا جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر افسوس ان شرائط کی پابندی ویسے نکی گئی جیسا کہ اس کا حق تھا !!! : [الاستیعاب لابن حجر ، الاصابة والنهایۃ لابن حکیم ، فتح الباری لابن حجر تحت الحديث البخاری : 7109]

50 المصنف لابن ابی شیبہ کی حدیث میں ہے: سیدنا عییر بن اسحاق تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں اور ایک دوسرا شخص، سیدنا حسن بن علیؓ کی عیادت کیلئے حاضر ہوئے۔ سیدنا حسنؓ اُس شخص سے بار بار فرماتے: ”مجھے (جولی) بات پوچھنی ہے (پوچھ لواں وقت سے پہلے کہ تم نے پوچھ سکو)۔ اُس شخص نے عرض کی کہ میں آپؓ سے کچھ پوچھنا نہیں چاہتا (ہم تو صرف عیادت کیلئے حاضر ہوئے ہیں)، اللہ تعالیٰ آپؓ کو سخت عطا فرمائے۔ پھر آپؓ اُٹھے اور بیت الحلاء میں داخل ہوئے، پھر واپس آئے اور فرمایا: ”اُبھی میں نے آپے جگہ کا لکڑا تھوکا ہے، جسے میں اس لکڑی سے اُنکے پلٹ رہا تھا، مجھے کہی بارزہ پلا گیا ہے، اور اس بار تو وہ (زہر) بہت ہی سخت تھا۔“ سیدنا عییر بن اسحاق تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ پھر اگلے دن ہم دوبارہ صحیح سیدنا حسنؓ کی عیادت کیلئے حاضر ہوئے، تو وہ حالت نزع میں تھے اور اسی دوران سیدنا حسین بن علیؓ آئے اور آپؓ کے سر مبارک کے پاس بیٹھ گئے اور پوچھا: ”آے میرے بھائی چان! آپؓ کو زہر دینے والا کون ہے؟“ سیدنا حسنؓ نے پوچھا: ”کیا تم اُسے قتل کرنا چاہتے ہو؟“ عرض کیا: ”جب ہاں!“ سیدنا حسنؓ نے فرمایا: ”اگر میں نے مجرم کو صحیح شناخت کیا ہے، تو اللہ تعالیٰ خود سخت انقاوم لینے والا ہے، اور اگر وہ بے گناہ ہے، تو میں نہیں چاہتا کہ کوئی بے گناہ (میری وجہ سے) مار دیا جائے۔“ [المصنف لابن ابی شیبہ : 38514 ، المستدرک للحاکم : 4816 ، قال الشیخ غلام مصطفیٰ ظہیر فی السنۃ - 26 : اسناده صحیح]

51 نوٹ سیدنا حسن بن علیؓ کی شہادت اور اُس کے بعد پیدا ہونے والی بھی انک صورت حال کا بالکل صحیح اور اس کرنے کیلئے یہاں درج ذیل آہم ترین حدیث دوبارہ ملاحظہ فرمائیں:

51 سُنَنِ ابِي دَاوُدَ کی حدیث میں ہے: سیدنا خالد تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا مقدم بن معدیکربؓ اور عمر بن اسود اور بنی اسد کا ایک شخص، حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کے پاس وفد بن کر گئے، (اس موقع پر ملاقات کے دوران) حضرت معاویہؓ نے سیدنا مقدم بن معدیکربؓ سے کہا: ”کیا تمہیں معلوم ہے کہ سیدنا حسن بن علیؓ نے فوت ہو گئے ہیں؟“ سیدنا مقدم بن معدیکربؓ نے فوراً پڑھا: انا لله وانا الیه راجعون۔ ایک شخص (حضرت معاویہؓ جن کا نام اگلے طریق میں ہے) نے سیدنا مقدم بن معدیکربؓ سے کہا: ”تم اسے مصیبت سمجھتے ہو؟“ سیدنا مقدم بن معدیکربؓ نے جواباً ارشاد فرمایا: ”میں اسے مصیبت کیونکہ سمجھوں حالانکہ میں نے خود دیکھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسنؓ کو اپنی گود مبارک میں بھایا ہوا تھا اور ارشاد فرمارہے تھے: ”یہ (حسنؓ) مجھ (محمدؓ) سے ہے اور حسین (علیؓ) سے ہے۔“ ہو اسکے ایک شخص نے کہا: ”وہ (حسنؓ) تو ایک انگارہ تھا

25 جس اللہ تعالیٰ نے بھادیا۔“ (نعود بالله من ذالک) سیدنا مقدم **ؐ** نے (یہ باتیں سننے کے بعد غصے میں آکر ارشاد) فرمایا: ”میں اُس وقت تک یہاں سے نہیں اٹھوں گا جب تک تجوہ (حضرت معاویہ **ؑ**) کو غصہ نہ دلوں اور اپنی بات نہ سناوں جو تجوہ ناپسند ہو۔ اے معاویہ **ؑ**! اگر میں تجوہ بیان کروں تو میری تصدیق کردیا اور اگر جھوٹ بولوں تو میری تردید کردیں۔“ حضرت معاویہ **ؑ** نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ چنانچہ سیدنا مقدم **ؐ** نے پوچھا: ”میں تجوہ اللہ تعالیٰ کا واسطہ کر پوچھتا ہوں کتوںے خود رسول اللہ **ﷺ** کو سونا پہنچنے سے منع فرماتے ہوئے سننا ہا؟“ حضرت معاویہ **ؑ** نے کہا: ”ہاں!“ پھر سیدنا مقدم **ؐ** نے پوچھا: ”میں تجوہ اللہ تعالیٰ کا واسطہ کر پوچھتا ہوں کتوںے خود رسول اللہ **ﷺ** کو ریشم پہنچنے سے منع فرماتے ہوئے سننا ہا؟“ حضرت معاویہ **ؑ** نے کہا: ”ہاں!“ پھر سیدنا مقدم **ؐ** نے پوچھا: ”میں تجوہ اللہ تعالیٰ کا واسطہ کر پوچھتا ہوں کتوںے خود رسول اللہ **ﷺ** کو کو درندوں کی کھالوں (کے لباس) کو پہنچنے سے اور ان پر (قالین کے طور پر) بیٹھنے سے روکنا ہا؟“ حضرت معاویہ **ؑ** نے کہا: ”ہاں!“ پھر سیدنا مقدم **ؐ** نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی قسم! اے معاویہ یہ سب (حرام اشیاء استعمال ہوتی ہوئی) میں نے تیرے گھر میں دیکھی ہیں۔“ یعنی حضرت معاویہ **ؑ** نے کہا: ”اے مقدم! مجھے پتہ ہے کہ میں تم سے حیث نہیں سکتا۔“ سیدنا خالد تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ پھر حضرت معاویہ **ؑ** نے سیدنا مقدم **ؐ** کیلئے ان کے دونوں ساتھیوں سے بڑھ کر انعام و اکرام کا حکم صادر کیا۔ اور سیدنا مقدم بن معدیکرب **ؐ** نے سارا مال اپنے ساتھیوں میں ہی وہیں باٹھ دیا اور جو اسی شخص نے دیا تو اپنے مال کو اچھی طرح سنبھال لے والا ہے۔ ”مسنِدِ احمد کی حدیث میں ہے: سیدنا خالد بن معدیکرب **ؐ** رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا مقدم بن معدیکرب **ؐ** اور عمر بن اسود حضرت معاویہ بن ابیسفیان **ؐ** سے ملنے آئے تو حضرت معاویہ **ؑ** نے سیدنا مقدم **ؐ** سے کہا: ”کیا تمہیں معلوم ہے کہ سیدنا حسن **ؓ** نوٹ ہو گئے ہیں؟“ سیدنا مقدم **ؐ** نے نوٹ اپنے ہاں: انا لله وانا الیہ راجعون۔ اس پر حضرت معاویہ **ؑ** نے سیدنا مقدم **ؐ** سے کہا: ”تم اسے (اعنی سیدنا حسن **ؓ** کی موت کو) مصیبت سمجھتے ہو؟“ (نعود بالله من ذالک) سیدنا مقدم **ؐ** نے جواب اتریا: ”میں اسے مصیبت کیوں نہ سمجھوں حالانکہ میں نے خود دیکھا تھا کہ رسول اللہ **ﷺ** نے سیدنا حسن **ؓ** کو اپنی گود مبارک میں بٹھایا ہوا تھا اور ارشاد فرماتے تھے: ”یہ (حسن **ؓ**) مجھ (محمد **ﷺ**) سے ہے اور حسین (علی **ؑ**) سے ہے۔“ [سن ابی داؤد: 4131، مسنِد احمد: 17321 (جلد 7، صفحہ 141)، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیر علیزی: اسناده صحیح]

52 **صحیح مسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابو رافع تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود **ؓ** نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ **ﷺ** نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے جس بھی نبی **ﷺ** کو مجموع فرمایا تو ان سب ہی کی امت میں اُنکے پچھے حواری (قریبی اور خاص ساتھی) اور اصحاب ہوا کرتے جو اس نبی **ﷺ** کی سنت پر پڑلتے اور اُنکے احکام کی پیروی کیا کرتے۔ پھر ان حواریوں کے بعد ایسے نالائق لوگ اُنکے جانشین ہوتے جو زبان سے وہ کہتے جو وہ نہیں کرتے اور وہ پچھہ کرتے جس کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ (اپنی بری صور تھاں میں) جو کوئی بھی اُن (نالائق جانشینوں) سے اپنے ہاتھوں سے جہاد کرے گا تو وہ (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) مومن ہے۔ اور جو کوئی بھی اُن سے اپنی زبان سے جہاد کرے گا تو وہ (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) مومن ہے۔ اور اس کے بعد تو رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔ سیدنا ابو رافع تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جب بھی حدیث سیدنا عبد اللہ بن عمر **ؓ** سے بیان کی تو انہوں نے اس (کے حدیث ہونے) کا انکار کر دیا۔ اتفاقاً مجھ سے ملنے کیلئے سیدنا عبد اللہ بن مسعود **ؓ** وہاں تشریف لائے اور (مدینہ شریف کی ایک وادی) قنۃ میں قیام کیا، تو سیدنا عبد اللہ بن عمر **ؓ** مجھے ساتھ لے کر انکی عیادت کیلئے حاضر ہوئے۔ جب ہم اُنکے پاس بیٹھ گئے تو میں نے اُسی حدیث کے متعلق سیدنا عبد اللہ بن مسعود **ؓ** سے سوال کیا تو انہوں نے بالکل وہی حدیث بیان کی جو میں سیدنا عبد اللہ بن عمر **ؓ** سے بیان کرچکا تھا۔ **صحیح مسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا طارق بن شہاب تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے مروان بن حکم نے عید کے دن نماز سے پہلے خطبے کی بدعت شروع کی۔ (نوفٹ: نماز کے بعد خطبے میں بنو امیہ کے گورنر سیدنا علی بن ابی طالب **ؓ** پر منبروں سے لعنت کرواتے تھے چنانچہ لوگ خطبے سنے بغیر ہی اپنے گھروں کو چل جائی کرتے۔) تو اس پر ایک شخص نے اٹھ کر (مروان سے) کہا: ”نماز عید خطبے سے پہلے ہونی چاہیے (کیونکہ یہی سنت ہے)۔“ اس پر مروان نے کہا: ”بے شک وہ (دورہ نبوی **ؓ**) کے طریقہ تو اب متروک ہو چکے ہیں۔“ (نعود بالله من ذالک) (اُس موقع پر) سیدنا ابو سعید خدری **ؓ** نے فرمایا کہ بے شک اُس شخص نے (وقت کے حکمران کو کلم حق کے ذریعہ تنبیہ کر کے) آپا فرض ادا کر دیا ہے۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ **ﷺ** کو خود فرماتے ہوئے سننا تھا: ”تم میں سے جو کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھ لے تو اسے ہاتھ سے (بزور بازو) بدل ڈالے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے (منع کر دے) اور اگر اسکی بھی استطاعت نہ رکھتا ہو تو دل سے (براجانے) اور یہ (تیرا دوجہ) سب سے کمزور ایمان کا ہے۔“ **صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابو سعید خدری **ؓ** کا بیان ہے کہ رسول اللہ **ﷺ** عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقع پر عیدگاہ کی طرف تشریف لے جاتے تو سب سے پہلے نماز (عید) ادا فرماتے، پھر لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے جملہ لوگ اپنی صفوں میں ہی بیٹھے ہوتے۔ چنانچہ آپ **ؓ** انہیں نصیحت فرماتے اور (نیکی کا) حکم دیتے، اور اگر کوئی لشکر تسلیم دیا ہو تو اسے تسلیم دیتے اور کوئی اور خاص حکم ہوتا تو ارشاد فرماتے۔ پھر آپ **ؓ** واپس تشریف لے جاتے۔ سیدنا ابو سعید خدری **ؓ** کا بیان ہے کہ لوگ اسی (سنت) پر قائم تھے حتیٰ کہ ایک بار (حضرت معاویہ **ؑ**) کا مقرر کردہ گورنر (امیر مدینہ مروان بن حکم کے ہمراہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ) (کی نماز کے لئے) نکلا اور جب ہم عیدگاہ میں پہنچنے تو گھاں دیکھا کہ کثیر بن صلت نے وہاں ایک منبر تیار کیا ہوا تھا، اور مروان بن حکم نے نماز سے پہلے ہی اُس منبر پر (بغرض خطبہ) چڑھا چاہا تو میں نے اُس کے لباس کو پکڑ کر کھینچا (اعنی سنت کی مخالفت سے روکنا چاہا) مگر وہ دامن چھڑا کر چڑھ گیا اور نماز سے پہلے (ہی) خطبہ دے ڈالا۔ میں نے کہا: ”اللہ تعالیٰ کی قسم! تم نے (سنت نبوی **ؓ** کو) بدل ڈالا۔“ اُس (مروان بن حکم) نے کہا: ”اے ابو سعید! جس (سنت) کو تم جانتے ہو وہ رخصت ہو چکی۔“

26 میں نے جواباً کہا: ”اللَّهُ تَعَالَیٰ کی قِيمَت! میں جس (سنَت) کو جانتا ہوں وہ اس (بدعت) سے بہتر ہے جسے میں نہیں جانتا۔“ اُس نے کہا: ”اصل بات یہ ہے کہ لوگ نماز کے بعد ہمارے (خطبے کے) لئے بیٹھنے نہیں تھے، لہذا میں نے اُس (خطبے) کو نماز سے پہلے مقرر کر لیا ہے۔“ [صحيح مسلم : 179 اور 177 ، صحيح بخاری : 956 ، صحيح مسلم : 2053]

53 **صحيح بخاري کی حدیث میں ہے:** سیدنا یوسف تابعی رحمہ اللہ یہاں کرتے ہیں کہ مروان بن حکم کو حضرت معاویہ بن ابی سفیان ﷺ نے جزا کیلئے آپنا گورنمنٹر کیا تو اُس نے (مسجد نبوی ﷺ میں) خطبہ دینے کے دوران (حضرت معاویہ ﷺ کی زندگی میں ہی) یزید بن معاویہ کا ذکر کرنا شروع کیا تاکہ لوگوں سے اُسکے باپ کے بعد (غایفہ بنے کیلئے پیشگی ہی) بیعت لے سکے۔ (اُسکی تقریر سن کر) سیدنا عبد الرحمن بن ابی بکر ﷺ نے اُس (مروان) سے کچھ کہدیا (سیدنا عبد الرحمن ﷺ کے اُن کھرے کھرے جو ابی الْجَنَاحِ کے غصہ میں موجود ہے) مروان نے (غصہ میں) حکم دیا کہ انھیں گرفتار کر لیا جائے۔ چنانچہ سیدنا عبد الرحمن ﷺ (جان بچانے کی خاطر اپنی بہن) اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر (مسجد نبوی ﷺ کے ساتھ تھیں) میں داخل ہو گئے۔ جب وہ (حکومتی کارندے) انھیں سہ پکڑ سکے تو مروان بن حکم نے (غصہ میں آکر گستاخی کرتے ہوئے) کہا کہ بیٹک یہ وہی شخص ہے کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا: ”اور وہ شخص کہ جس نے کہا اپنے والدین سے کہ افسوس ہے تمہارے حال پر، کیا تم مجھے اس بات کی دلکشی دیتے ہو کہ میں (قبر سے) نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے بھی کمی قویں گزر بچی ہیں۔۔۔۔۔ یہ دلکشیاں تو صرف اُنگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔“ [الأحقاف : 17] (مروان کی طرف سے آلی ابی بکر ﷺ پر لگائے گئے اس گستاخانہ اور جھوٹے الزام پر) اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردے میں سے ہی جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”ہم (آل ابی بکر ﷺ) سے متعلق اللہ تعالیٰ نے کچھ بھی نازل نہیں فرمایا سوائے اُسکے جو (سورۃ النور میں) میری برأت سے متعلق نازل ہوا تھا۔“ **سنن النسائی الکبریٰ اور المستدرک للحاکم کی حدیث میں ہے:** سیدنا محمد بن زیاد تابعی رحمہ اللہ یہاں کرتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ ﷺ نے اپنے بیٹے (یزید بن معاویہ) کیلئے بیعت لی تو مروان بن حکم نے کہا: ”سیدنا ابو بکر ﷺ اور سیدنا عمر ﷺ کی سنت ہے کہ انھوں نے اپنے بعد خلیفہ کو نامزد کیا تھا۔“ سیدنا عبد الرحمن ﷺ نے جواباً فرمایا: ”یہ توہر قل اور قیصر (جیسے بادشاہوں) کی سنت ہے (کہ باپ کے بعد اس کا بیٹا حکمران بنے)۔“ تو مروان نے کہا: ”بیٹک یہ وہ شخص ہے کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری تھی: [الأحقاف : 17] جب یہ بات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تک پہنچی تو انھوں نے فرمایا: ”اللَّهُ تَعَالَى كَيْمَ! اُس (مروان) نے جھوٹ کہا، اللَّهُ تَعَالَى نے وہ آیت ہمارے متعلق نازل نہیں فرمائی، اور اگر میں چاہوں تو اسکا نام بھی بتا سکتی ہوں جسکے متعلق وہ نازل ہوئی (حقیقت تو یہ ہے کہ) بیٹک میں نے خود سُنا کہ رسول اللَّه ﷺ نے مروان اور اُسکے باپ پر لعنت کی تھی جبکہ مروان اُس وقت اپنے باپ کی پشت میں تھا، پس مروان اللَّه تعالیٰ کی طرف سے اُسی لعنت کا ایک نکارا ہے۔“ [صحيح بخاری : 4827 ، سنن النسائی الکبریٰ : 11491 ، المستدرک للحاکم : 8483 ، قال الامام حاکم : اسناده صحيح على شرط البخاري و مسلم]

54 **الاولیٰ لابن ابی عاصم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوذر غفاری ﷺ یہاں کرتے ہیں کہ رسول اللَّه ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”پہلا شخص جو میری سنت کو بدلتے گا اُس کا تعاقب بُوأْمِيَّہ سے ہو گا۔“ اسی کے تخت اپنے مجموعہ میں **محمد اعظم سعودی عرب شيخ محمد ناصر الدین البازنی رحمہ اللہ (المتووفي 1420 هجری)** لکھتے ہیں: ”اس حدیث میں سنت کو تبدیل کر دینے سے مراد خلیفہ کے انتخاب کے طریقے کو بدلتے گا اُسے دراثت بنا دیتا ہے۔“ **مسند ابی یعلیٰ اور مجمع الزوائد کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبد اللہ بن سعیج تابعی رحمہ اللَّه یہاں کرتے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالب ﷺ نے میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ”قسم ہے اُس ذات کی جس نے دانے کو پچاڑا (پھر اس سے نباتات نکالے) اور مخلوقات کو پیدا فرمایا، ایک وقت آئے گا کہ میری داڑھی کو میرے سر کے خون سے رنگ دیا جائے گا۔“ ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی: اللَّه تعالیٰ کی قِيمَت! جو کوئی بھی ایسی حرکت کرے گا ہم اُس کو اُسکے اہل و عیال سمیت تباہ و بر باد کر دیں گے۔ سیدنا علی ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہیں اللَّه تعالیٰ کا خوف دلاتا ہوں کہ ایسی حرکت مت کرنا، میرے قتل کے بدلتے میں صرف میرے قاتل کو ہی قتل کرنا۔“ اُس شخص نے عرض کی: آے امیر المؤمنین! اپنے بعد ہمارے لئے اپنا کوئی خلیفہ مقرر فرمادیں۔ سیدنا علی ﷺ نے فرمایا: ”نہیں بلکہ میں تمہیں اُسی طرح چھوڑ کر جاؤں گا جیسا کہ رسول اللَّه ﷺ نے ہمیں (بغیر خلیفہ کے) چھوڑا تھا۔“ لوگوں نے عرض کی: اگر آپ ﷺ ہمیں بغیر خلیفہ کے چھوڑے جا رہے ہیں تو جب اللَّه تعالیٰ سے ملاقات ہو گی تو کیا جواب دیں گے؟ سیدنا علی ﷺ نے فرمایا: ”میں عرض کروں گا کہ اے اللَّه تعالیٰ میں اُن میں رہا جب تک تو نے مجھے اُن میں رکھا اور جب تو نے مجھے موت دے دی تو میں نے تجھے اُن پر گر ان چھوڑ دیا، آب تیری مرضی ہے چاہے تو اُنکی اصلاح فرمادے، اور چاہے تو اُنکو تباہ و بر باد فرمادے۔“

[الاولیٰ لابن ابی عاصم : 63 ، السلسلة الصحيحة : 1749 ، مسند ابی یعلیٰ : 586 ، مجمع الزوائد : 14782 ، قال الامام الهیشمی و الشیخ حسین سلیم : اسناده صحيح]

55 **صحيح بخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا جریر بن عبد اللہ بیک ﷺ یہاں کرتے ہیں کہ میں میں میں تھا اور وہاں میری ملاقات دوہنی باشدلوں، ذوکلائ اور ذو عمر سے ہوئی، میں انہیں رسول اللَّه ﷺ کی احادیث سنانے لگ گیا، (یہ سن کر) ذو عمر کہنے لگے ”اگر آپ کی باشیں اپنے نبی ﷺ کے بارے میں درست ہیں تو پھر (سن لوکہ) اُن (نبی ﷺ) کی وفات کو تو میں دن گزر بچکے ہیں۔“ پھر وہ میرے ساتھ ہی سفر کرتے رہے، حتیٰ کہ ہم راستے میں ہی تھے کہ ہمارے سامنے مدینہ منورہ سے آئے والا ایک قافلہ نوادر ہوا، اور ہم نے اُن سے (نبی ﷺ کے متعلق) پوچھا تو انہوں نے بتایا رسول اللَّه ﷺ وفات پا گئے اور سیدنا ابو بکر ﷺ کو خلیفہ بنالیا گیا ہے اور سب لوگ اُمن و امان سے ہیں۔ اُن دونوں نے کہا: ”اپنے خلیفہ کو بتانا کہ ہم آرہے تھے (مگر اب واپس ہو رہے ہیں) اور شاید دوبارہ واپس آئیں گے ان شاء اللَّه۔“ پھر وہ بیک کو لوٹ گئے۔ چنانچہ میں نے (مدینہ منورہ پہنچ کر) سیدنا ابو بکر ﷺ سے اُن کا سارا قصہ بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: ”تم انہیں (میرے پاس) لے کر کیوں نہیں آئے؟“ پھر کچھ عرصہ بعد (مقالات ہونے پر) ذو عمر نے مجھ سے کہا: ”آے جریر! میرے دل میں تمہاری بڑی عزت ہے اور میں تمہیں ایک (خاص) بات بتاتا ہوں کہ تم عرب اُس وقت تک خیر و اصلاح میں رہو گے جب تک تم اپنے حاکم کے انتقال پر دوسرا حاکم بنا لو گے، مگر پھر جب (حصوی

27 اقتدار کے لئے (تلوار) استعمال ہوگی تو (تمہارے حاکم) بادشاہ بن جائیں گے جو بادشاہوں کی طرح غضب ناک ہوا کریں گے اور بادشاہوں ہی کی طرح خوش ہوں گے۔ (یعنی ان کے مزاج شاہاںہ اور امور جاہرا نہ ہوں گے) **صحیح بخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبد اللہ بن عباس رض بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں میں میں سیدنا عبد الرحمن بن عوف رض کے گھر میں تھا اور وہ امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رض کے آخری حج میں اُنکے ساتھ تھے۔ سیدنا عبد الرحمن رض لوٹ کر آئے اور مجھ سے کہنے لگے: ”کاش تم اُس شخص کو دیکھتے جو آج امیر المؤمنین رض کے پاس آیا اور کہنے لا کر آئے امیر المؤمنین رض! کیا آپ رض اُس فلاں شخص سے پوچھ چکھنیں کریں گے کہ جو یہ کہتا ہے کہ اگر سیدنا عمر رض فوت ہو گئے تو تمیں فلاں شخص کی بیعت کرلوں گا کیونکہ سیدنا ابو بکر رض کی بیعت بھی تو اچانک (بغیر کسی منصوبے کے) ہوئی تھی اور کامیاب رہی تھی؟“ اُسکی یہ بھرپُر سیدنا عمر رض غصے میں آگئے اور فرمایا: ”إن شاء الله تعالى آج شام میں ضرور لوگوں کو خطبہ دوں گا اور انہیں ان (سازشی) لوگوں سے خبردار کروں گا جو لوگوں سے معاملات (یعنی اقتدار) چھین لینا چاہتے ہیں۔“ اس پر سیدنا عبد الرحمن بن عوف رض نے عرض کیا: ”آے امیر المؤمنین رض! اُبھی ایسا نہ کہجے گا کیونکہ حج کے موقع پر ہر قسم کے عامی اور بازاری لوگ بھی جمع ہوئے ہوتے ہیں اور یہی لوگ خلبے کے وقت آپ رض کے قرب و جوار میں اکٹھے ہوں گے اور مجھے خوف ہے کہ آپ رض کوئی بات ایسی کہہ دیں کہ جو غلط مطلب و مفہوم کے ساتھ ہر طرف پھیل جائے اور لوگ اسے درست سیاق و سبق کے ساتھ نہ سمجھ پائیں، لہذا آپ رض تھوڑا سا انتظار کر لیں، حتیٰ کہ آپ رض مدینہ منورہ پہنچ جائیں جو کہ بھرت اور سنت کا گڑھ ہے، وہاں آپ رض سمجھدار لوگوں اور معززین کے ساتھ مخصوص مجلس میں بات کریں تاکہ آپ رض کی گفتگو کو صحیح اور موزوں مفہوم میں لیا جاسکے۔ سیدنا عمر رض نے فرمایا: ”ٹھیک ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی قسم! إن شاء الله تعالى میں مدینہ منورہ پہنچتے ہی پہلا کام یہی کروں گا۔“ سیدنا عبد اللہ بن عباس رض بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ذوالحجہ کے آخر میں مدینہ منورہ واپس آئے، اور جمعہ کے دن میں سورج ڈھلتے ہی جلدی (مسجد میں) چلا گیا۔ میں نے دیکھا کہ سیدنا سعید بن زید رض منبر کے پاس پہلے سے تشریف فرمائیں، میں بھی اُنکے قریب ہی بیٹھ گیا اور میرا گھٹانا اُنکے گھٹنے کو چھور باتھا۔ اُبھی زیادہ دیر نہیں گز روئی تھی کہ سیدنا عمر بن خطاب رض تشریف لے آئے۔ انہیں آتا دیکھ کر میں نے سیدنا سعید رض سے کہا کہ آج وہ ایسا خطبہ دیں گے کہ خلیفہ بنائے جانے کے بعد سے آج تک ویسا خطبہ نہیں دیا ہوگا۔ سیدنا سعید رض نے میری بات سے اتفاق نہ کیا اور کہنے لگے کہ نہیں، کوئی نہیں بات نہیں کہیں گے۔ سیدنا عمر رض آکر منبر پر بیٹھ گئے، اور جب موذن (اذان سے) فارغ ہو گیا تو آپ رض نے اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر کے بعد ارشاد فرمایا: ”آج میں ایسی بات کہنے والا ہوں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی بھائی گئی ہے، شاید یہ میری زندگی کی آخری گفتگو ہو، جو شخص بھی اسے سُن لے اور سمجھ لے تو اُسکا فرض ہے کہ جہاں تک وہ اُسے پہنچا سکے، پہنچا دے، اور جو اسے نہ سمجھ سکے، تو جو اسے اجانت نہیں دیتا کہ اسے آگے بیان کرے اور (کم فہمی کی وجہ سے) غلط بیانی کا مرتب کب ہو۔۔۔۔۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ تم میں سے کسی نے یہ کہا ہے کہ اگر سیدنا عمر رض فوت ہو کے تو ہم فلاں شخص کی بیعت کر لیں گے۔ اُبھی نہیں میں سے کسی شخص کو اس بات سے یغطہ نہیں ہو کہ سیدنا ابو بکر رض کی بیعت بھی تو اچانک ہوئی تھی اور اسکے باوجود منعقدہ وہی تھی اور کامیاب تھبھری تھی۔ خبردار! وہ بیعت واقعی ہوئی تو اسی طرح اچانک تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے (مخفی اپنے فضل و کرم سے خاص) اُس موقع پر شرارت اور فتنہ سے حفاظت کر کھا (اور سب مسلمانوں نے اُس بیعت کو تسلیم کر لیا تھا) لیکن اب تم میں (قیامت تک) سیدنا ابو بکر رض جیسا کوں ہو سکتا ہے کہ سب کے سب اُس ایک پر متفق بھی ہو جائیں (یعنی اب ایسا دوبارہ ہونا ممکن ہی نہیں لہذا اب خلیفہ کے انتخاب کے معاملے میں مشاورت کے بغیر کوئی چارہ نہیں) اب جس نے بھی مسلمانوں کے مشورے کے بغیر کسی بھی شخص کی (زبردست خلافت کیلئے) بیعت منعقدہ کی (تو یاد رکھنا) وہ بیعت کرنے والا اور جنکی بیعت کی گئی ہو گی، (فساد کے) نتیجے میں دونوں ہی قتل کر دیے جائیں گے۔ **مسنِد احمد کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبد اللہ بن عباس رض کا بیان ہے۔۔۔۔۔ امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رض نے ارشاد فرمایا: ”آب جس نے بھی مسلمانوں کے مشورے کے بغیر کسی بھی شخص کی (زبردست خلافت کیلئے) بیعت منعقدہ کی (تو یاد رکھنا) نہ تو بیعت کرنے والے کی بیعت صحیح ہو گی اور نہ جس (خلینہ) کی بیعت کی گئی اُس کی بیعت منعقدہ ہوگی۔“ [صحیح بخاری : 4359 اور 6830 ، مسنِ احمد : 391 (جلد - 1 ، صفحہ - 242) ، قال الشیخ شعیب الارزوط : إسناده صحيح على شرط مسلم]

56 **صحیح بخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابو ہریرہ رض بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسالم سے دو قسم کے (علوم کے) پیارے حفظ کیے ہیں، ایک (علم شریعت) کو میں نے لوگوں میں نہ کر دیا ہے، اور دوسرے (مستقبل) میں ہونے والے فتوؤں سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسالم کی بتائی ہوئی غیبی خبروں (کو اگر بیان کروں تو (ان موجودہ حکمرانوں کے کرتو توں کی اصلاحیت ہلنے کے باعث اُنکی طرف سے) میری شرگ ہی کاٹ دی جائے گی۔” **صحیح بخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا سعید بن عمرو تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں مسجد بنوی شریف میں سیدنا ابو ہریرہ رض کے ہمراہ بیٹھا ہوا تھا، اور ہمارے ساتھ مردان (بن حکم) بھی تھا۔ سیدنا ابو ہریرہ رض نے فرمایا کہ میں نے صادق و مصدق (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسالم) کو فرماتے ہوئے سُنّا تھا: ”میری امت کی ہلاکت خاندان قریش (میں سے بنو امية) کے نوجوان لڑکوں کے ہاتھوں سے ہوگی۔“ (والعياذ بالله تعالیٰ) یہ سن کر مردان (خود ہی) کہنے لگا: ”آن چکوروں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو!“ سیدنا ابو ہریرہ رض نے فرمایا: ”اگر میں چاہوں تو بونفلان اور بنو فلاں کہہ (کر ان چکوروں کے نام بھی بتا) سکتا ہوں۔“ (راوی حدیث کہتے ہیں کہ) جب وہ لوگ شام کے حکمران بن گئے تو میں اپنے دادا (یعنی سعید بن ابی حمزة) کے ساتھ بن مردان کے پاس جایا کرتا تھا، تو میرے دادا جان جب ان کم عمر کوں کو دیکھتے تو فرمایا کرتے: ”عین ممکن ہے کہ یہ وہی لڑکے ہوں۔“ ہم نے ان سے جواباً عرض کیا: ”آپ (سعید بن ابی حمزة) ہی بہتر جانے ہیں۔“ **صحیح مسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابو ہریرہ رض بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسالم سے خود ساختا: ”قریش کا یقیلہ (مراد: بنو امية)، اور اسکے ثبوت میں مقالہ کی حدیث نمبر 2 پہلے ہی گزر جکی ہے) میری امت کو برداشت کرے گا،“ ہم نے عرض کیا: ”آے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسالم! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسالم ہمیں (ایسی حالت میں) کیا حکم دیتے ہیں؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسالم نے جواباً ارشاد فرمایا: ”کاش کہ لوگ ان سے الگ ہی رہیں (یعنی ان حکمرانوں کے ساتھ کسی بھی برے عمل میں ہرگز شرک نہ ہوں)۔“ [صحیح بخاری : 120 اور 7058 ، صحیح مسلم : 7325]

57 مسند احمد کی حدیث میں ہے: سیدنا ابو ہریرہ رض بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے خوشنام تھا: ”70 کی دہائی کے آغاز (61- ہجری) اور چھوکروں کی حکمرانی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ کرو“ **دلائل النبوة للبیهقی کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابو ہریرہ رض مدینہ منورہ کے بازار میں چلتے ہوئے یہ دعا نکال کرتے: ”اے اللہ تعالیٰ! مجھے 60 تک باقی نہ رکھنا۔ (لوگو!) تمہاری بر بادی ہو، حضرت معاویہ رض کی کنپیوں کو مضبوطی سے پکڑ (کر انھیں روک) لو۔ اے اللہ تعالیٰ! مجھے چھوکروں کے دور اقتدار تک باقی نہ رکھنا۔“ **مسند ابی یعلیٰ کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابو ہریرہ رض بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا گہ گویا حکم کے بیٹے (مروان بن حکم اور اسکی اولاد) آپ ﷺ کے منبر شریف پر اچھل کر چڑھتے ہیں اور اترتے ہیں۔ (خواب کے بعد) آپ ﷺ سخت طیش میں آگئے اور ارشاد فرمایا: ”میں کیا دیکھ رہا ہوں کہ حکم کے بیٹے (مروان بن حکم اور اسکی اولاد) میرے نبیر پندروں کی طرح اچھل گوکر رہے ہیں!“ سیدنا ابو ہریرہ رض کا بیان ہے: ”اس (غئی خبر ملنے) کے بعد وفات تک آپ ﷺ کو کبھی مطمئن اور ہنستا ہوا نہیں دیکھا گیا۔“ [مسند احمد: 8302 (جلد - 4 ، صفحہ - 313) ، مشکوہ المصایب: 3716 ، دلائل النبوة للبیهقی : 2801 ، قال الشیخ زبیر علیزی فی مقالات جز - 6 : استناده صحيح] [مسند ابی یعلیٰ: 6430 ، قال الشیخ حسین سلیم اسد والشیخ ارشاد الحق الاثری و الشیخ زبیر علیزی فی مقالات جز - 6 : استناده صحيح]

صحيح مسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا عاذہ بن عمرو رض، عبید اللہ بن زیاد (جو یزید بن معاویہ کی طرف سے کوفہ کیلئے گورنمنٹر تھا) کے پاس آئے اور (ابو نصیرت) فرمایا: ”آے بیٹا! میں نے رسول اللہ ﷺ کو خوف فرماتے ہوئے سنتا ہے: ”بدترین حکمران وہ ہیں، جو ظالم ہوں، اس لئے تم ان میں شامل ہونے سے نجات جاؤ۔“ یہ سن کر وہ (عبداللہ بن زیاد) گستاخی کرتے ہوئے بولا: ”بیٹھ جاؤ، تم تو صحابہؓ میں سے محض بھوسہ (ایک کرے پڑے غیر اہم شخص) ہو۔“ سیدنا عاذہ بن عمرو رض نے جواباً فرمایا: ”کیا صحابہؓ میں سے بھی کوئی شخص بھوسہ تھا؟ بھوسہ تو ان کے بعد میں آنے والے (تم جیسے) لوگوں میں ہے۔“ **سنن ابی داؤد کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابو طالوب تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابو بزرہ رض کو (گورنر یزید بن معاویہ) عبد اللہ بن زیاد کے پاس آتے دیکھا جبکہ وہ دستِ خوان پر تھا۔ اس نے سیدنا ابو بزرہ رض کو آتے ہوئے دیکھ کر کہا: ”یہ ہے تمہارا ٹھکانا محمدی صلی اللہ علیہ وسلم!“ (نعمود بالله من ذالک) سیدنا ابو بزرہ رض اُس کی (ظرفیت) بات کو سمجھ گئے اور جواباً فرمایا: ”مجھے مگان نہیں تھا کہ میں ایسے لوگوں (کے دور حکومت) تک زندہ رہوں گا جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پر عارداً نہیں گے۔“ عبید اللہ بن زیاد بولا: ”محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیت تمہارے لئے باعثِ زینت ہے، عار کا سبب نہیں۔“ پھر کہنے لگا: ”میں نے تمہیں اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھوں، کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس کے بارے میں کچھ سنا تھا؟“ سیدنا ابو بزرہ رض نے فرمایا: ”ہاں! نہ ایک بار، نہ دو بار، نہ تین بار، نہ چار بار اور نہ پانچ بار (یعنی متعدد بار سننا) اور جو شخص اُس (حوض کوثر) کے وجود کا انکار کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے اُس سے بینا نصیب نہ فرمائے۔“ سیدنا ابو طالوب تابعی کا بیان ہے کہ پھر سیدنا ابو بزرہ رض غمے کی حالت میں وہاں سے تشریف لے گئے۔ [صحيح مسلم : 4733 ، سنن ابی داؤد : 4749 ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زیبر علیزی : اسناده صحيح]

59

صحیح بخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا راء بن عازب رض بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا تھا: ”أنصار سے صرف مومن ہی محبت کرے گا، اور أنصار سے صرف منافق ہی بغضہ رکھے گا۔ چنانچہ جس نے أنصار سے محبت کی تو اللہ تعالیٰ اُس سے محبت فرمائے گا، اور جس نے أنصار سے دشمنی رکھی تو اللہ تعالیٰ اُس سے دشمنی رکھے گا۔“

صحیح بخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا انس رض بیان فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ سر مبارک پر پٹی باندھے (مرض وفات میں) باہر تشریف لائے اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اسکے بعد آپ صلی اللہ علیہ و آله و سلم کبھی منبر پر تشریف نہ لاسکے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آله و سلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر کے بعد ارشاد فرمایا: ”میں أنصار کے بارے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میرے جسم و جان ہیں۔ وہ اپنی ذمہ دار یاں مجھا چکے، اب اُنکے حقوق باقی ہیں۔ تم (میرے بعد) اُنکے نیکوکاروں کی طرف سے عذر قبول کرنا اور اُنکے خطکاروں سے درگز کرنا۔“ **صحیح بخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوہریرہ رض بیان فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اگر بھرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار میں سے ایک آدمی ہوتا۔ اگر سارے لوگ ایک واحدی میں چلیں اور انصار دوسرا گھٹائی میں تو میں انصار کی گھٹائی میں چلوں گا۔ انصار استر (آندرونی لباس) میں جبکہ باقی لوگ اوپر کا کپڑا اہیں۔ (آے انصار!) یہیں تم لوگ میرے بعد ترجیح دیکھو گے تو تم صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے حوض کوثر پر ملاقات کرنا۔“ **المُسْتَدِرُكُ لِلْحَاكِمِ کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبد اللہ بن عباس رض کا میان ہے کہ سیدنا ابوالیوب انصاری رض جو رسول اللہ ﷺ کے میزبان بنے تھے، جب غزوہ روم میں شریک ہوئے تو (امیر لشکر) حضرت معاویہ رض نے اُن سے کہا: ”کیا تم قاتلین عثمان رض میں شامل نہیں؟“ اور اُنکے ساتھ بدسلوکی کا معاملہ کیا، پھر غزوہ سے واپسی پر بھی آیا ہی سلوک کیا اور اُنکی طرف کوئی توجہ نہ دی تو سیدنا ابوالیوب انصاری رض نے حضرت معاویہ رض سے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ و آله و سلم نے فرمایا: ”تم صبر کرنا لوگ کن کن آزمائشوں میں مبتلا ہو گے!“ حضرت معاویہ رض نے کہا تو پھر رسول اللہ ﷺ نے تمہیں کیا حکم دیا تھا؟ سیدنا ابوالیوب انصاری رض نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ و آله و سلم نے فرمایا: ”تم صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے حوض کوثر پر ملاقات کرنا۔“ حضرت معاویہ رض نے کہا تو پھر تم صبر ہی کرو۔ اس (گستاخی) پر سیدنا ابوالیوب انصاری رض غصہ میں آگئے اور قسم کھائی کر پوری زندگی کو ملنے کیلئے حضرت معاویہ رض سے کلام نہیں کروں گا۔ جب سیدنا علی ابن ابی طالب رض نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رض کو بصرہ کا گورنر بنانا کر بھیجا تو ہاں سیدنا ابوالیوب انصاری رض اُن کو ملنے کیلئے آئے۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رض نے فرمایا: میں آپ رض کیلئے آج ویسے ہی گھر خالی کروں گا جیسے آپ رض نے رسول اللہ ﷺ کی مہمان نوازی کیلئے کیا تھا۔ پھر انہوں نے آپنے گھر واپس کو ہواں سے نکل جانے کا حکم دیا اور سارا گھر ساز و سامان سمیت سیدنا ابوالیوب انصاری رض کو تھنے میں دے دیا، پھر پوچھا کوئی اور حاجت؟ سیدنا ابوالیوب انصاری رض نے فرمایا: مجھ پر چار ہزار روپہ کا قرضہ ہے اور مجھے اپنی زمین پر کام کرنے کیلئے آٹھ غلاموں کی ضرورت ہے۔ اس پر سیدنا عبد اللہ بن عباس رض نے سیدنا ابوالیوب انصاری رض کو یہیں ہزار روپہ اور چالیس غلام تھے میں دے دیئے۔ [صحیح بخاری : 3783 ، 3799 اور 4330 ، المُسْتَدِرُكُ لِلْحَاكِمِ : 5935 اور 5941 ، قال الامام حاکم والامام الذہبی : استناده صحیح]

60 صحیح مسلم کی حدیث میں ہے: عبدالرحمٰن بن شمسا کا بیان ہے، میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کچھ پوچھنے کیلئے حاضر ہوا۔ انہوں نے مجھ سے

پوچھا کہ تو کس جگہ کے لوگوں میں سے ہے؟ میں نے عرض کیا: مصروفوں میں سے ہوں۔ اس پر انہوں نے فرمایا: تمہارے موجودہ حاکم (جس نے حضرت معاویہؓ کی حمایت میں سیدنا علیؓ کی طرف سے مقرر کردہ مصر کے حاکم میرے بھائی محمد بن ابی بکرؓ پر چھپ کر حملہ کر کے انھیں شہید کر کے مصر پر قبضہ کر لیا) کا کیا حال تھا اُس لڑائی میں؟ میں نے عرض کیا: میں نے تو اُس نئے حاکم میں کوئی بات بری نہیں دیکھی، ہم میں سے کسی کا اونٹ مر جاتا تو وہ اُسے نیا اونٹ دیتا ہے۔ اور اگر ہمارا غلام مر جائے تو یا غلام دے دیتا ہے۔ اور اگر خرچ کی ضرورت پڑ جائے تو خرچ بھی دے دیتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تمہارے اُس حاکم نے میرے بھائی محمد بن ابی بکرؓ کے ساتھ جو سلوک کیا (یعنی محمد بن ابی بکرؓ کو شہید کر کے اُنکی لاش مردہ گدھ کی کھال میں ڈال کر جلائی گئی) یہ حرکت مجھے اُس حدیث کو بیان کرنے سے نہیں روک سکتی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے اسی مجرمہ میں فرمایا تھا: "آے اللہ تعالیٰ! میری امت کا جو حاکم لوگوں پر سختی کرے، تو بھی اُس پر زرمی کرے، تو بھی اُس پر زرمی فرماء۔" **المُسْتَدِرُكُ لِلْحَاكِمِ** کی حدیث میں ہے: مروان بن حکنم کا بیان ہے کہ میں حضرت معاویہؓ کے ہمراہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، تو انہوں نے فرمایا: "آے معاویہ! تم نے مجرم بن عدی اور ان کے ساتھیوں کو شہید کر دیا اور تم نے کیا کچھ نہیں کیا۔ تجھے اس بات سے ذرا خوف نہیں آتا کہ میں تیرے لئے ایک آدمی چھپا کر کرکھوں اور وہ تجھے (خفیہ حملہ کر کے) قتل کر دے؟" حضرت معاویہؓ نے عرض کیا: (آپ ایسا نہ کریں کیونکہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنائے: "ایمان اچانک حملہ کر کے قتل کرنے سے روکتا ہے، مومن اچانک حملہ نہیں کرتا۔" **(نوٹ: سیدنا علیؓ کے حامی مشہور صحابی سیدنا حجر ابن عدیؓ اور ان کے ساتھیوں کی مظلومانہ شہادت کی مکمل تفصیلات **المُسْتَدِرُكُ لِلْحَاكِمِ** کی حدیث نمبر 5972 سے 5984 میں موجود ہیں)۔**

مسند احمد کی حدیث میں ہے: سیدنا سعید بن مسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ، ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا: کیا تمہیں اس بات کا خطرہ نہیں ہے کہ میں ایک آدمی کو خفیہ طور پر بخداوں اور وہ تمہیں قتل کر دے؟ حضرت معاویہؓ نے عرض کیا: آپ ایسا نہیں کر سکتیں، کیونکہ میں تو اُمن والے گھر میں ہوں اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنائے: "ایمان بہادری کو یہ ڈال دیتا ہے۔" اچھا آپ یہ بتائیجے کہ میراً اپکے ساتھ اور آپکی ضروریات کے حوالے سے روکتا ہے تو وہ کیسا ہے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھی ہے۔ حضرت معاویہؓ نے عرض کیا: "تو پھر آپ ہمیں اور باقی لوگوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیجئے یہاں تک کہ ہم اپنے پروردگار سے جا ملیں۔"

[صحیح مسلم : 4722 ، **المُسْتَدِرُكُ لِلْحَاكِمِ** : 8038 ، مسند احمد: 16957 (جلد - 7 ، صفحہ - 21) ، قال الشیخ شعیب الاننووی : استادہ صحیح]

نوٹ سیدنا امام محمد بن سیرین تابعی رحمہ اللہ کا قول ہے: "رسول اللہ ﷺ سے روایت کردہ احادیث کے معاملہ میں حضرت معاویہؓ کی ذات پر کوئی تہمت نہیں ہے۔" (یعنی حضرت معاویہؓ کے بعض اعمال کی وجہ سے اُنکی احادیث پر اثر نہیں پڑتا کیونکہ کسی صحابی سے رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنا ثابت نہیں۔ اسی لئے اہل سنت والجماعت کے ہاں یہ مسلمہ اصول ہے: "الصحابۃ کلہم عدول" تمام صحابہ رضی اللہ عنہم عادل ہیں)۔ [سُنْ ابی داؤد : 4129 ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیر علیزی : استادہ صحیح]

نوٹ امام احمد بن حنبل اور امام بخاری کے استاد امام علی بن جعفر حمّم اللہ (المُتوفی-230 ھجری) فرماتے ہیں: "مجھے یہ انہیں لگے کہ اللہ تعالیٰ حضرت معاویہؓ کو (قیامت کے دن) عذاب دے۔" [تہذیب البہذیب لامام ابن حجر : جلد - 7 ، صفحہ - 257 ، قال الشیخ زبیر علیزی فی قیام رمضان ، صفحہ - 77 : استادہ صحیح]

نوٹ امام ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (المُتوفی-1014 ھجری) لکھتے ہیں: "میں کہتا ہوں جب حضرت معاویہؓ پر واجب تھا کہ وہ اپنی بغاوت سے رجوع کر کے خلیفہ برحق سیدنا علیؓ کی اطاعت کی طرف آ جاتے، اُنکی مخالفت چھوڑ دیتے اور خلافت مخفیہ کی طلب ترک کر دیتے، جو انہوں نے نہیں کیا، تو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت معاویہؓ باطل میں باغی تھے اور ظاہر میں صرف لوگوں کو دکھانے کیلئے خون عنان کوڈھال بنائے ہوئے تھے۔ چنانچہ یہ حدیث (جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں موجود ہے): "سیدنا عمارؓ کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی) اُن کی پوشیدہ چیز کو ظاہر کرنے والی ہے اور ان کی بغاوت کو دکھنے والی ہے تاہم کتاب تقدیر میں اسی طرح لکھا ہوا تھا جیسا کہ ہو گیا، حضرت معاویہؓ کے عمل اور روایہ کی وجہ سے قرآن وحدیث دونوں مہجور و متروک ہو گئے۔" [مرقة المفاتیح شرح مشکاة المصاibح لامام ملا علی قاری حنفی ، تحت الحدیث : مشکاة المصاibح : 5878]

نوٹ امام محمد ابن عبد الوہاب رحمہ اللہ (المُتوفی-1206 ھجری) کے بیٹے امام عبد اللہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "حضرت معاویہؓ نے اہل شام سمیت سیدنا علیؓ کی بیعت نہیں کی، پھر ان کی صرف مخالفت ہی نہیں کی بلکہ اُن قتل عثمانؓ میں اعانت اور اُس پر رضامندی کا الزام بھی دھرا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے سیدنا علیؓ کو اُس الزام سے بچالیا۔ سیدنا عمارؓ کی شہادت کے بعد حضرت عمرو بن العاصؓ نے اُن ریاضی ترک کر دی، اور بہت سے لوگوں نے بھی اُنکی بیرونی کی حضرت معاویہؓ نے اُن سے پوچھا: "تم نے اُن ریاضی کیوں ترک کی ہے؟" انہوں نے کہا: "ہم نے عمارؓ کو قتل کر دیا ہے۔ اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنائے، آپ ﷺ نے فرمایا: "عمرؓ کو باغی جماعت قتل کرے گی!" معلوم ہوا کہ ہم باغی ہیں،" معاویہؓ بولے: "خاموش رہو! واللہ! تم اونٹ کی طرح بیشاپائے ہی پیشاب سے بھسلتے ہو کیا ہم نے اُنکو قتل کیا ہے؟ اُن کو علیؓ اور ان کے ساتھیوں نے قتل کیا ہے، جنہوں نے اُن کو ہمارے درمیان لا پھیکا۔ ہم تو اپنے بچاؤ کیلئے لڑ رہے تھے، جس میں وہ قتل ہو گئے۔" سیدنا علیؓ کو اسکی خرب ہوئی تو (الزامی جواب کے طور پر) فرمایا: "اگر ہم نے اُن کو قتل کیا ہے، تو پھر اپنے پچا سیدنا حنجزہؓ کو رسول اللہ ﷺ نے قتل کیا ہے، جنہوں نے اُن کو توار کے مقابلہ میں بیجا تھا۔" بخوبی سیدنا علیؓ کی تقصیص اور انکے بارہ میں نازیبا لفاظ استعمال کرتے رہے، مگر اس عمل سے علماء کے دل میں سیدنا علیؓ کی محبت بڑھ گئی اور قدرو منزالت میں اضافہ ہو گیا۔ عمر بن عبد اللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں: "بخوبی 60 سال تک اُن کو گالیاں دیتے رہے، مگر وہ اُن کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ بلکہ اُنکی شان پہلے سے بھی بلند ہو گئی۔" [سیرۃ الرسول ﷺ لامام محمد ابن عبد الوہاب فی الیام: الخلافۃ علی ابی طالبؓ]

F سیدنا حسین ﷺ کے فضائل کا بیان اور یزید بن معاویہ کی ملوکیت میں اُسکے گورنر عبید اللہ بن زیاد کے ذریعہ مظلومانہ شہادت ! 30

61 جامع ترمذی کی حدیث میں ہے: سیدنا حذیفہ بن یمان ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ سے (آخری بار) کب ملاقات کی ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے آپ ﷺ سے ملے ہوئے اتنا (لبخ) عرصہ بیت گیا ہے۔ اس پر میری والدہ نے مجھ سخت سُست کہا۔ میں نے (مذہر کرتے ہوئے) کہا کہ بس اب جانے دیجئے، میں آپ ﷺ کے ساتھ نمازِ مغرب ادا کرتا ہوں اور آپ ﷺ سے درخواست کروں گا کہ آپ ﷺ میرے اور آپ (والدہ) کیلئے عاصے مغفرت فرمائیں۔ چنانچہ میں آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور نمازِ مغرب ادا کی تو آپ ﷺ (لغلی) نماز میں مشغول رہے یہاں تک کہ میں نے نمازِ عشاء بھی آپ ﷺ کے ساتھ ادا کی۔ پھر آپ ﷺ واپس (گھر کو) چلتے میں بھی (آندھیرے میں) آپ ﷺ کے پیچے پیچھے چل دیا۔ آپ ﷺ نے میری (قدموں کی) آواز نی تو دریافت فرمایا: "کون؟ کیا حذیفہ ہو؟" میں نے عرض کیا: "مجی ہاں!" آپ ﷺ نے پوچھا: "کوئی کام ہے؟" پھر آپ ﷺ نے (خود ہی) دعا دی: "الله تعالیٰ تیری اور تیری ماں کی بخشش فرمائے۔" (رازدار رسول ﷺ سیدنا حذیفہ بن یمان ﷺ کا مزید بیان ہے کہ) پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "آج رات ایک ایسا فرشتہ زیں پڑتا ہے جو پہلے بھی نہیں آیا اور اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مجھے سلام کہا اور خوب خبری دی کہ (میری بیٹی سیدہ) فاطمہ رضی اللہ عنہا اہل جنت کی عورتوں کی سردار اور (میرے نواسے) حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہوں گے۔" **المُسْتَدِرُك لِلْحَاكِمِ** کی حدیث میں ہے: سیدنا عبد اللہ بن مسعود ﷺ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہوں گے اور انکے والد (سیدنا علی ﷺ) ان دونوں سے بہتر (جنتی مقام پر) ہوں گے۔"

[جامع ترمذی: 3781 ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیر علیزی: اسناده صحیح]

[المُسْتَدِرُك لِلْحَاكِم: 4779 ، السلسلة الصحيحة: 796 ، قال الامام حاكم رالامام الذهبي والشیخ الالبانی و الشیخ زبیر علیزی في فضائل الصحابة : اسناده صحیح]

62 صحیح بخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا عبد اللہ بن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کو (الله تعالیٰ کی) پناہ میں دیا کرتے اور فرماتے: "تمہارے باپ سیدنا ابراہیم ﷺ (آپنے دو میوں) سیدنا اسماعیل ﷺ اور سیدنا اسحاق ﷺ کو بھی انی الفاظ کے ساتھ پناہ میں دیا کرتے تھے اور میں تم دونوں کو اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ میں دیتا ہوں ہر شیطان سے (بچا)، اور ہر زہر لیے جانور سے، اور ہر نقسان پہنچانے والی نظر بد سے (بچا؛ کیلیج)۔" **جامع ترمذی کی حدیث میں ہے:** سیدنا اسامة بن زید ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں کی کام سے رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں رات کے وقت حاضر ہوا، تو آپ ﷺ باہر تشریف لائے اس حال میں کہ آپ ﷺ نے آپنی چادر میں کوئی چیز لپیٹ کر اٹھا کر تھی، معلوم نہیں کیا چیز تھی۔ جب میں نے آپنے کام کی بات آپ ﷺ سے عرض کر لی تو پوچھا: "آپ ﷺ نے چادر میں کیا اٹھا کر رکھا ہے؟" یہ سُن کر آپ ﷺ نے چادر کھول کر دکھائی تو (اس میں) سیدنا حسن اور سیدنا حسین علیہما السلام تھے، جنہیں آپ ﷺ نے آپنی گودبارک میں اٹھایا ہوا تھا۔ (نوٹ: سیدنا حسن اور سیدنا حسین کے ناموں کے ساتھ علیہما السلام خود امام ترمذی رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔) پھر آپ ﷺ نے یوں دعا فرمائی: "یہ دونوں میری اولاد ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں، آے اللہ تعالیٰ! میں ان دونوں (نواسوں) سے محبت رکھتا ہوں، اس لیے تو بھی ان دونوں سے محبت فرماؤ اس شخص سے بھی محبت فرماؤ جو ان دونوں سے محبت رکھے۔" **جامع ترمذی کی حدیث میں ہے:** سیدنا یعنی بن مرہ ﷺ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حسین ﷺ سے، اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت فرمائے جو حسین ﷺ سے محبت کرے، حسین ﷺ میرے نواسوں میں (عظیم الشان) نواس ہے۔" [صحیح بخاری: 3371 ، جامع ترمذی: 3769 اور 3775 ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیر علیزی: اسناده صحیح]

63 جامع ترمذی ، سُنْنَابِیِّ دَاؤْدَ اور سُنْنَنِ نِسَائِیِّ کی حدیث میں ہے: سیدنا بریدہ ﷺ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبه ارشاد فرمارہے تھے کہ آچانک سیدنا حسن اور سیدنا حسین علیہما السلام آگے کے۔ (نوٹ: سیدنا حسن اور سیدنا حسین کے ناموں کے ساتھ علیہما السلام خود امام ترمذی رحمہ اللہ اور امام نسائی رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔) انہوں نے سرخ قمیصیں پہن رکھی تھیں، وہ چلتے چلتے گرپتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ منبر سے نیچے اترے، ان دونوں کو اٹھایا اور آپنے سامنے بٹھایا اور پھر فرمایا: "الله تعالیٰ نے سچ فرمایا: "تمہارے اموال اور اولاد میں تمہارے لئے آزمائش ہے۔" [التغابن: 15] میں نے جب ان بچوں کو چلتے اور گرتے ہو دیکھا تو میں صبر نہ کر سکا حتیٰ کہ میں نے آپنا خطبہ کاٹ کر انھیں اٹھایا۔" **سُنْنَنِ نِسَائِیِّ کی حدیث میں ہے:** سیدنا شداد ﷺ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس نمازِ عشاء کی امامت کیلئے آگے بڑھے اور نواسے کو دو ہیں زمین پر بٹھایا۔ پھر تکیر کہہ کر نمازِ شروع فرمائی۔ آپ ﷺ نے نماز کے دورانِ سجدہ میں تاخیر فرمادی تو میں نے نماز ہی میں سر اٹھا کر دیکھا کہ آپ ﷺ کے نواسے پشت مبارک پر چڑھے ہوئے ہیں اور اس وقت آپ ﷺ سجدہ کی حالت میں ہیں۔ پھر جب آپ ﷺ نے سیدنا حسن ﷺ کو اٹھایا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ امامت کیلئے آگے بڑھے اور نواسے کو دو ہیں زمین پر بٹھایا۔ پھر تکیر کہہ کر نمازِ شروع فرمائی۔ آپ ﷺ نے نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے دورانِ نمازِ جب سجدہ میں تاخیر فرمائی تو ہم لوگوں نے گمان کیا کہ شاید آپ ﷺ کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آگیا ہے یا پھر آپ ﷺ پر (حالِ) سجدہ میں) وحی نازل ہو رہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ دراصل میرا میٹا مجھ پر سوار ہوا تو مجھ یہ برا محسوس ہوا کہ میں سجدے سے جلدی سر اٹھا لوں اور اس بچے کی (کھلینے کی) خواہش کمل نہ ہو سکے۔" (نوٹ: **مُسْنَدِ أَحْمَدَ** کی حدیث میں سیدنا ابو ہریرہ ﷺ نے سیدنا حسن ﷺ اور سیدنا حسین ﷺ دونوں سے متعلق بالکل ایسا یہی واقعہ بیان کیا ہے۔)

[جامع ترمذی: 3774 ، سُنْنَابِیِّ دَاؤْدَ : 1109 ، سُنْنَنِ نِسَائِیِّ : 1414 اور 1142 ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیر علیزی: اسناده صحیح]

[مُسْنَدِ اَحْمَدَ : 10669 (جلد - 4 ، صفحہ - 877) ، قال الشیخ شعیب الانزوٹ : اسناده صحیح]

64 مُسندِ احمد کی حدیث میں ہے: سیدنا ابو عبد اللہ تابعی رحمہ اللہ کے بیٹے سیدنا عباد اللہ بن نجی رحمہ اللہ آپنے والدے بیان کرتے ہیں جو سیدنا علی بن ابی طالب رض کیلئے (سفر میں) سامان طہارت کا بندوبست کرتے تھے کہ وہ سیدنا علی رض کے ساتھ سفر میں تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفين کو جاتے ہوئے (مقام) نیوی کے برابر پہنچ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے کہا: ”آے ابو عبد اللہ! (یہ سیدنا حسین بن علی رض کی لکنیت تھی) فرات کے کنارے صبر کرنا، آے ابو عبد اللہ! فرات کے کنارے صبر کرنا۔“ میں نے پوچھا: ”کیا (کوئی خاص) بات ہو گئی (آے امیر المؤمنین!)؟“ سیدنا علی بن ابی طالب رض نے فرمایا: ”ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، تو (کیا دیکھتا ہوں کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں سے آنسو رواں تھے، میں نے (بے چین ہو کر) عرض کیا: ”کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے ناراض کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں سے آنسو کیوں بہرہ ہے ہیں؟“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نہیں! بلکہ ابھی سیدنا جابر ایش رض میرے پاس سے اٹھ کر گئے میں اور انہوں نے مجھے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) یخبر دی ہے کہ بیشک حسین رض کوفرات کے کنارے قتل کر دیا جائے گا۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حسین رض کے مقتل کی مٹی لکر دکھاؤں؟ میں نے کہاں دکھاؤ! چنانچہ انہوں نے مٹی کی ایک مٹھی ہٹکر مجھے دکھائی، تو اس پر میں آپنے آنسونہ روک سکا۔“ **المُسْتَدِرُكُ لِلْحَاكِمِ اور السُّلْسِلَةِ الصَّحِيحَةِ کی حدیث میں ہے:** سیدنا جابر بن عبد اللہ رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”سید الشہداء (یعنی شہداء کے سردار) سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رض ہیں، اور وہ شخص (بھی سید الشہداء ہے) جس نے کسی ظالم حاکم کو (نیکی کا) حکم دیا اور (براہی سے) روکا تو اس (حاکم) نے (اس حق گوئی کی پاواش میں) اُسے قتل کر دیا۔“ **(نوٹ:** صحیح حدیث مبارکہ سیدنا حسین بن علی رض کے سید الشہداء ہونے پر ایک بہت ہی مضبوط دلیل ہے۔ والحمد لله) [مُسندِ احمد : 648 (جلد - 1 ، صفحہ - 336) ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زیبر علیزی نقی فی فضائل الصحابة : إسناده صحيح]

65 **مسندِ احمد کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبد اللہ بن عباس رض بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے دو پھر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آله و سلم کو (خواب میں) دیکھا، (اس حال میں) کہ آپ صلی اللہ علیہ و آله و سلم کے بال مبارک بکھرے ہوئے، اور آپ صلی اللہ علیہ و آله و سلم پر گرد پڑی ہوئی ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ و آله و سلم کے پاس ایک شیشی ہے، جس میں خون ہے۔ میں نے عرض کیا: ”آے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ و آله و سلم! یہ کیا (ماجرہ) ہے؟“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آله و سلم نے ارشاد فرمایا: ”یہ حسین رض اور اُس کے ساتھیوں کا خون ہے جسے میں آج صحیح سے اکٹھا کر رہا ہوں۔“ سیدنا عمرۃ بن رحمہ اللہ کا بیان ہے: ”ہم نے وہ (خواب والا) دین یاد رکھا، اور پھر (بعد میں) ہم نے تقدیق کر لی کہ اُسی (61 - ہجری میں 10 - محرم الحرام کے) دین وہ (سیدنا حسین رض میدان کر بلامیں) قتل کیے گئے تھے۔“ [مسند احمد: 2165 (جلد - 2 ، صفحہ - 93) ، قال الشیخ شعیب الارناؤوط و الشیخ زیبر علیزئی فی فضائل الصحابة : استاده صحيح]

66 صحیح بخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا ابو قتاد تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رض سے کسی نے حرم (احرام باندھے ہوئے شخص) کے متعلق پوچھا، جو کمکی کو مارڈا لے (تو اس کا کفارہ کیا ہے؟) (یہ سوال سن کر) سیدنا عبد اللہ بن عمر رض نے فرمایا: ”یہ عراق کے رہنے والے کمکی کے (مارنے سے) متعلق پوچھتے ہیں، حالانکہ ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کے لخت جگر کو قتل کر دالا ہے، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ”یہ دونوں (سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما) دُنیا میں میرے 2 چھوٹے ہیں۔“

مسند احمد کی حدیث میں ہے: سیدنا شہربن حوشب تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہوئے سناؤ، جب سیدنا حسین بن علی رض کی شہادت کی خبر آئی، تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اہل عراق پر لعنت کی اور کہا: ”آنہوں نے ان (سیدنا حسین رض) کو مارڈا لاہے، اللہ تعالیٰ ان (عراقوں) کو غارت کرے، پہلے انھیں دھوکہ دیا اور (پھر) ذلیل کیا، اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود دیکھا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مچھ ایک ہنڈیا لے کر آئیں جس میں عصیدہ (ایک قدم کا حلہ) تھا، جو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تیار کیا تھا، وہ ایک تھامی میں لے کر آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: ”تمہارا چیزاد (سیدنا علی رض) کہاں ہے؟“ انہوں نے عرض کیا: وہ گھر میں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا: ”جاؤ اسے بلا کر لوا اور دونوں بچوں کو بھی لانا۔“ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ وہ (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا) ان دونوں (سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما) کو ایک ایک ہاتھ سے قہامے ہوئے لے کر آئیں اور پیچھے سیدنا علی بن ابی طالب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لارہے تھے۔ جب سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آگئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کو گود میں بٹھایا، سیدنا علی رض آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائیں جانب اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا باائیں طرف تشریف فرماء ہوئیں۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے پیچے سے خبری چادر کھنکنے کا لی جس بطور مست استعمال کرتے تھے۔ وہ چادر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سب پر اور ہادی اور بائیں دستِ مبارک سے چادر کے دونوں کنارے پکڑ رکھے اور دائیں ہاتھ کو توب عز و جل کی جانب پھیرا اور دعا فرمائی: ”آے اللہ تعالیٰ! یہ میرے اہل بیت ہیں، ان سے ناپاکی دُور فرمادے اور انہیں خوب پاک فرمادے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے 3 مرتبہ انھی الفاظ میں دعا فرمائی۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ”آے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا دائیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت میں نے نہیں ہوں؟“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”کیوں نہیں! تم بھی چادر میں آجائو۔“ سیدہ ام سلمہ بیان فرماتی ہیں: ”میں بھی چادر میں داخل ہو گئی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپنے چیزاد اسیدنا علی رض کے اہل بیت میں نے خود جنات کو سیدنا حسین رض پر نوکھہ کرتے (روتے) ہوئے سنائے۔“

[صحيح بخاري : 3753 ، مسنـد احمد : 27085 (جلد - 12 ، صفحـه - 53) ، قال الشـيخ زـير عـلـيـزـيـ نـيـ في فـضـائل الصـحـابـة : إسـنـادـه صـحـيـحـ]

[المُعجمُ الْكَبِيرُ لِلطَّيْرَانِيِّ : 2793 ، قَالَ الشِّيخُ زَبِيرُ عَلِيْزَيُّ فِي فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ : إِسْنَادٌ صَحِيقٌ]

32 **صحیح بخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا انس بن مالک رض بیان فرماتے ہیں کہ سیدنا حسین بن علی علیہ السلام (نبوت: سیدنا حسین رض) کے نام کے ساتھ علیہ السلام خود امام بخاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے) کاسر مبارک ایک تھال میں رکھ کر (کوفی میں یزید بن معاویہ کے عراقی گورنر) عبید اللہ بن زیاد کے پاس لایا گیا تو وہ اُسے (چھڑی سے) ہلکی ضرب لگانے لگا اور اُنکے حسن کے متعلق (گستاخانہ آنداز میں) پچھہ کہا۔ (نعود بالله من ذالک) اُس موقع پر سیدنا انس بن مالک رض نے فرمایا: ”یہ (سیدنا حسین رض) رسول اللہ ﷺ سے (شکل و صورت میں) بہت مشاہرت رکھتے تھے۔“ اور اُس وقت اُنکے بال و سہ (بوئی کے کالے رنگ) سے رنگے ہوئے تھے۔ جامع ترمذی کی حدیث میں ہے: سیدنا انس رض بیان فرماتے ہیں کہ میں عبید اللہ بن زیاد کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ سیدنا حسین بن علی رض کاسر مبارک لا یا گیا تو اُس نے چھڑی انکی ناک پر ماری اور کہا کہ میں نے ان جیسا حسن رکھنے والا کہی نہیں دیکھا، میں (سیدنا انس بن مالک رض) نے کہا کہ سیدنا حسین بن علی رض رسول اللہ ﷺ سے (شکل و صورت میں) بہت مشاہرت رکھتے تھے۔“

[صحیح بخاری : 3748 ، جامع ترمذی : 3778 ، قال الشیخ الالبانی والشیخ زبیر علیزی نقی : استنادہ صحیح]

”فُسْطَاطِنِيَّة“ وَالِّي بَشَارَتْ ”يَزِيدَ بْنَ مَعَاوِيَه“ پَرْ چَسِّيَّانْ كَرَنَا ”عَلْمِي غَلَطَى“ هَرَ

اُس موضوع پر چند صحیح احادیث ملاحظہ فرمائیں:

I **ترجمہ صحیح حدیث :** ”میری امت کا پہلا شکر جو قصر کے شہر (قططظیہ کی قلعے) کیلئے جنگ کرے گا اُن کی مغفرت کر دی گئی ہے۔“ [صحیح بخاری : حدیث نمبر 2924]

II **ترجمہ صحیح حدیث :** ”ابو عمران تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے: ”ہم قحطظیہ پر حملہ کیلئے روم پہنچ اور ہمارے امیر شکر“ عبید الرحمن بن خالد بن ولید رحمہ اللہ تھے۔ وہاں سیدنا ابوالیوب انصاری رض نے ہمیں ایک آیت کی تفسیر سمجھائی پھر آپ اللہ ﷺ کی راہ میں جہاد میں شریک ہوتے رہے اور بالآخر قحطظیہ میں فن ہوئے۔“ [سُنْ ابِي دَاوُدْ : حدیث نمبر 2512]

III **ترجمہ صحیح حدیث :** ”سیدنا ابوالیوب انصاری رض روم میں اُس لشکر میں فوت ہوئے جس میں امیر لشکر“ یزید بن معاویہ تھا۔“ [صحیح بخاری : حدیث نمبر 1186]

نبوت **قططظیہ پر ایک سے زیادہ حملہ ہوئے تھے اور سیدنا ابوالیوب انصاری رض خود ان تمام لشکروں میں شریک رہے۔ اب آپ رض عبد الرحمن بن خالد بن ولید رحمہ اللہ واللشکر میں تو زندہ تھے، جبکہ بزرگوار لشکر میں آپ رض (54 بھری میں) فوت ہوئے، اس تحقیق سے بالکل آسان سامنے بیکتا ہے: ”یزید واللشکر قطعاً پہلا لشکر نہیں تھا، بلکہ وہ تو آخری لشکر تھا۔“**

I **جیل القدر صحابی عبد اللہ بن زبیر رض کے خلاف مکہ مکرمہ پر حملہ کر کے ”بیت اللہ کے غلاف“ کو آگ لگا کر شہید کر دیا:** [صحیح مسلم : حدیث نمبر 3245]

II **”واقعہ حراء“ میں یزیدی فوج نے ”قتل عام“ کر کے ” مدینہ منورہ“ کی حرمت کو پاپاں کیا، اور یوں صحیح مسلم کی احادیث کی رو سے اللہ ﷺ کی، فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی ”اعنت“ کیا ہے:** [صحیح بخاری : حدیث نمبر 3333 ، 3319 ، 3323 تا 3333]

نبوت **امام اہل سنت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (المُتُوفِي- 241 ھجری) نے اپنے شاگرد مہمنا بن یحییٰ کو ”یزید بن معاویہ“ سے متعلق پوچھنے پر فرمایا: ”وہ (یزید) وہی ہے جس نے مدینے والوں کے ساتھ وہ کروت کئے جاؤں نے کئے۔“ اُس نے پوچھا یزید نے کیا کیا تھا؟ فرمایا: ”اُس نے مدینے کو لوٹا تھا۔“ اُس نے پوچھا ایکا ہم یزید سے حدیث بیان کر سکتے ہیں؟ فرمایا: ”یزید سے حدیث مت بیان کرو، اور کسی کیلئے جائز نہیں کہ وہ یزید سے ایک حدیث بھی بیان کرے۔“ اُس نے پوچھا جب یزید نے یہ سحر کتیں کی تھیں تو کس نے اُس کا ساتھ دیا تھا؟ فرمایا: ”اہل شام نے۔“ [الرد علی المعتضب العینی المانع من ذم یزید لام این الحوزی : صفحہ نمبر 40 ، قال الشیخ زبیر علیزی نقی في الحديث-68 : استنادہ صحیح]**

III **ترجمہ صحیح حدیث :** جب سیدنا حسین رض کو شہید کیا گیا تو آپ رض کاسر مبارک (یزید بن معاویہ کے چہیتے گورنر) عبید اللہ بن زیاد عراقی (کونی نجیب) کے سامنے لا کر کر کھا گیا تو وہ (بدبخت) آپ رض کے سر مبارک کو ہاتھ کی چھڑی سے کر کیا گیا۔ یہ دیکھ کر سیدنا انس بن مالک رض نے (آس خبیث کو تعمیر کرتے ہوئے) فرمایا: ”اللَّهُ عَلَى كُلِّ قَمْ (سیدنا حسین رض)، (اپنی شکل و صورت کے اعتبار سے) رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ مشاہر تھے۔“ [صحیح بخاری : حدیث نمبر 3778 ، جامع ترمذی : 3748]

نبوت **یزید ابن معاویہ کے دو ملوکیت میں اس دل سوز ساخت کر بلکہ بعد بھی یزید ابن معاویہ نے ندوائپے کوئی بحدی گورنر عبید اللہ بن زیاد کو سزا دی اور نہیں اُسے معزول کیا، جو اس حقیقت کا منہ بولتا اور ناقابل تردید ہوتا ہے کہ یزید ابن معاویہ خود بھی اس جرم میں برابر کا شریک تھا، چنانچہ اسی ضمن میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے:**

سیدنا علی بن حسین ابن علی تابعی رحمہ اللہ المعروف امام مجاد زین العابدین (المُتُوفِي- 95 ھجری) کا آپنایا ہے: ”جب میں (اپنے والد) سیدنا حسین ابن علی رض کی شہادت کے بعد یزید ابن معاویہ کے دربار سے واپس مدینہ شریف آیا تو سیدنا مسیح محدث مسجد میں میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ رحمہ اللہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کی وہ توار (جرس رسول اللہ ﷺ) کی شہادت کے بعد سیدنا علی رض پھر سیدنا حسین رض اور پھر سیدنا حسین رض کی شہادت کے بعد آپ تک پہنچی ہے، وہ توار مجھے عنایت فرمادیں کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کوئی قوم (یعنی بنو امیہ والے) اس توار کو آپ رحمہ اللہ سے چھین نہ لیں۔ جب تک میری جان میں جان ہے اللہ تعالیٰ کی قسم میں اسکی حفاظت کروں گا۔۔۔“ [صحیح بخاری : 3110 ، صحیح مسلم : 6309]

68 **جامع ترمذی کی حدیث میں ہے:** سیدنا عمارہ بن عیرت تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب (مخاتل) کی فوج کی جانب سے جنگ کے بعد یزید بن معاویہ کے عراقی گورنر عبید اللہ بن زیاد اور اُس کے ساتھیوں کے سر کاٹ کر لائے گئے تو ان سر کو ایک قطار میں مسجد میں (لوگوں کی عبرت کی خاطر) رکھ دیا گیا۔ میں بھی وہاں پہنچا تو لوگ (کسی خوفاں کے کو دیکھ کر) کہہ رہے تھے: ”وہ آیا! وہ آیا!“ آپا نک میں نے ایک سانپ دیکھا جو سر کو کے درمیان سے گزرتا ہوا عبید اللہ بن زیاد کے تنقشوں میں گھس گیا اور تھوڑی دیر اسکے سر میں رُکا پھر نکل کر غائب ہو گیا۔ کچھ دیر بعد پھر شور مچا: ”وہ آیا! وہ آیا!“ سیدنا عمارہ تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اس طرح اُس (سانپ) نے دو یا تین بار یہ عمل دہرا�ا۔“

[جامع ترمذی : 3780 ، قال الامام الترمذی والشیخ الالبانی : استنادہ صحیح]

- 69** **صحیح بخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبد اللہ بن عمر رض بیان کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین سیدنا ابو بکر صدیق رض نے فرمایا: "محمد صلی الله علیہ وسلم کے قرب کو آپ صلی الله علیہ وسلم کے اہل بیت (کی محبت اور قربت) میں تلاش کرو۔" جامع ترمذی اور المستدرک للحاکم کی حدیث میں ہے: سیدنا عبد اللہ بن عباس رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی الله علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "الله تعالیٰ سے محبت رکھو کہ تمہیں نعمتیں عطا فرماتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے محبت رکھو، اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت رکھو۔"
- [صحیح بخاری : 3751 ، جامع ترمذی : 3789] ، قال الشیخ زبیر علیزی: [استادہ صحیح ، المستدرک للحاکم : 4716] ، قال الامام حاکم و الذهبی: [استادہ صحیح]
- 70** **المستدرک للحاکم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابو ہریرہ رض بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی الله علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اس حال میں کہ آپ صلی الله علیہ وسلم نے ایک کندھے پر سیدنا حسن رض اور دوسرے پر سیدنا حسین رض کوسار کر کھا تھا، اور باری باری دونوں کو چوم رہے تھے، اسی حالت میں آپ صلی الله علیہ وسلم ہمارے پاس آپنے تو ایک شخص نے عرض کیا: "آے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی الله علیہ وسلم ! کیا آپ صلی الله علیہ وسلم ان دونوں سے محبت رکھتے ہیں ؟" آپ صلی الله علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ہاں ! اور جوان دونوں سے محبت رکھے، تو گویا کہ اُس نے مجھ سے محبت رکھی، اور حسن نے ان دونوں (سیدنا حسن رض اور سیدنا حسین رض) سے بغض رکھا تو گویا کہ اُس نے مجھ (رسول اللہ صلی الله علیہ وسلم) سے بغض رکھا۔" (نعمود بالله من ذالک)
- [المستدرک للحاکم : 4777] ، قال الامام حاکم والامام الذهبی و الشیخ زبیر علیزی فی فضائل الصحابة: [استادہ صحیح]
- 71** **المستدرک للحاکم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابو سعید خدري رض بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی الله علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اُس ذات کی قسم کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ہم اہل بیت سے جو کوئی بھی بغض رکھے گا، اللہ تعالیٰ ضرور اسے آگ میں داخل کرے گا۔" **المستدرک للحاکم کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبد اللہ بن عباس رض بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا: "آے اولاً عبد المطلب ! میں نے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے 3-ڈعا میں مانگی ہیں کہ تمہیں ثابت قدم رکھے، اور تم میں سے بھکے ہوئے کوہدایت بخش، اور تم میں سے جاہلوں کو علم عطا فرمائے۔ اور میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا بھی مانگی ہے کہ وہ تمہیں سخاوت والا بہادر اور حرم دل بنائے۔ (یاد رکھو !) اگر کوئی شخص جرم اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان جنم کرنا ماز پڑھتا اور روزے رکھتا ہے، مگر (وہ شخص) محمد صلی الله علیہ وسلم کے اہل بیت سے بغض رکھنے کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے (قیامت میں) ملاقات کرے تو ضرور آگ میں جائے گا۔"
- [المستدرک للحاکم : 4712 اور 4717] ، السسلۃ الصحیحة : 2488 ، قال الامام حاکم والامام الذهبی و الشیخ زبیر علیزی فی فضائل الصحابة: [استادہ صحیح]
- 72** **جامع ترمذی کی حدیث میں ہے:** سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی الله علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "6- قسم کے لوگوں پر لعنت ہے، اللہ تعالیٰ اور اُس کے ہر بھی صلی الله علیہ وسلم نے لعنت کی ہے، (پہلا) اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اضافہ کرنے والا، اور (دوسرا) اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جھلانے والا، اور (تیسرا) طاقت کے مبنی بوتے پر مسلط ہونے والا تاکہ وہ کسی ایسے شخص کو معزز بنائے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہو، اور کسی ایسے شخص کو ذلیل کرے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے معزز بنایا ہو، اور (چوتھا) اللہ تعالیٰ کے حرم کی بُرمتی کرنے والا، اور (پانچواں) میرے اہل بیت کی بُرمتی کرنے والا، اور (چھٹا) میری سنت کو (حقیر سمجھ کر) ترک کر دینے والا۔" **المعجم الكبير للطبراني کی روایت میں ہے:** (صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے بنیادی روایی) سیدنا ابراہیم نجحی تابعی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: "اگر (بالفرض) میں قاتلان سیدنا حسین رض میں شامل ہوتا، اور (بالفرض) میری بخشش کھی ہو جاتی، اور مجھے جنت میں بھی داخلہ نصیب ہو جاتا، تو پھر بھی مجھے اس بات سے شرم آتی کہ میں رسول اللہ صلی الله علیہ وسلم کے پاس سے گزرؤں اور آپ صلی الله علیہ وسلم کی نظر مجھ پر پڑ جائے (اور آپ صلی الله علیہ وسلم فرمائیں کہ تو مجھی حسین رض کے قاتلوں میں شامل تھا)۔"
- [جامع ترمذی : 2154 ، المعجم الكبير للطبراني : 2760] ، قال الشیخ زبیر علیزی فی مشکرة المصابیح و فی فضائل الصحابة: [استادہ صحیح]
- نبوت** **اہل سنت کے صحیح حق کو جاننے کیلئے ہماری ویب سائٹ www.AhleSunnatPak.com پر موجود اسی موضوع سے متعلق 17 ویڈیو پرچھ زdro و پکیس :**
- 1 مسئلہ نمبر 48: فقر حسین رض تحریک خلافت کی روح ہے **2** مسئلہ نمبر a-55: علم لدنی سے متعلق رافضیوں اور صوفیاء کے عقائد کا تحقیقی جائزہ **3** مسئلہ نمبر b-55: وصی رسول صلی الله علیہ وسلم کوں ہے؟ اور حدیث قرطاس کا تحقیقی جائزہ **4** مسئلہ نمبر 61: حسینیت اور یزیدیت کا تحقیقی جائزہ **5** مسئلہ نمبر 65: سیدنا عمر فاروق رض کا صحیح فضائل **6** مسئلہ نمبر a-66: محرم الحرام اور واقعہ کربلا سے متعلق 5-علی زکات **7** مسئلہ نمبر b-66: سیدنا حسین بن علی رض کے صحیح فضائل **8** مسئلہ نمبر 94: غزوہ توبک میں مومنین صحابہ کرام رض اور منافقین کے کردار کا فرق!
 - 9 مسئلہ نمبر 96: عظمت صحابہ کرام رض اور سنتی و شیعید کے اختلاف کا تحقیقی جائزہ **10** مسئلہ نمبر 101: خلافت و ملوکیت، صحیح مسئلہ خرون ح اور فقر سیدنا حسین رض حق پرستی کی علامت ہے!
 - 11 مسئلہ نمبر 102: فضائل سیدنا حسین رض اور یزید بن معاویہ کے کرتو توں پر دفاع کا تحقیقی جائزہ **12** مسئلہ نمبر a-116: جنگ صفين اور مشاجرات صحابہ رض پر ڈاکٹر اسرار رحمہ اللہ کے بیان کا تحقیقی جائزہ **13** مسئلہ نمبر b-116: سیدنا عثمان رض کی شہادت کی تحقیقی وجہ کیا تھی؟ **14** مسئلہ نمبر c-116: کیا حضرت معاویہ رض کا تب وحی تھے؟ اور حفاظت قرآن کا مجرہ مسئلہ نمبر b-116: سیدنا عثمان رض کی شہادت کی تحقیقی وجہ کیا تھی؟
 - 15 مسئلہ نمبر a-124 ، 124-b ، 124-c اور d-124: **انجینئر محمد علی مرزا** پر بعض فرقہ پرست علماء کی جانب سے لگائے گئے 10 جھوٹے الزامات کے علمی جوابات
 - 16 مسئلہ نمبر b-127: امام مہدی صلی الله علیہ وسلم کی پوری دنیا پر خلافت اور سنتی و شیعہ کا اجماع **17** مسئلہ نمبر a-157 اور b-157: سُنّتی اور شیعہ اختلافات پر 100 سوالات اور اُنکے جوابات
- آخری نصیحت** امام اہل سنت سیدنا امام محمد بن ادريس شافعی رحمہ اللہ (المُسْوَفِي - 204ھ) پر جن ناصیحی اور یزیدی علماء نے آل محمد صلی الله علیہ وسلم سے محبت کے مقدس جرم میں راضی (یعنی شیعہ) ہونے کا جھوٹا لزام لگایا تو انھوں نے وہ شہرہ آفاق شعر کہا جو ان کے دیوان میں ہے: **إِنَّ كَانَ رَفِضًا حَبُّ الْمُحَمَّدِ فَلَيَسْهُدَ الثَّقَلَانِ أَتَيْ رَافِضِيَ** ترجمہ: "اگر آل محمد صلی الله علیہ وسلم سے محبت رکھنے کا نام (بالفرض) راضی ہی ہے، تو تمام جن اور انسان میری اس بات پر گواہ ہو جائیں کہ میں راضی ہوں۔"
- [دیوان الشافعی]